ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب

رد شبہات الباحث المحدث علی القرآن المقدس والبخاری المحدث

یعنی

قرآن اور بخاری کے خلاف گستاخ رسول وصحابہ

چترورڑی کے الزامات کا مسکت جواب

تصنیف

استاذ المناظرین، شیخ الحدیث

مولانا محمد عبدالکریم نعمانی نقشبندی حفظہ اللہ

مہتمم جامعہ ابی بکر صدیق کبیر والا

ناشران

مکتبۃ السمیع

عیدگاہ لیہ Cell: 0306 2251253

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی، سرگودھا

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب

ردافتراء الباحث المخبث علی القرآن المقدس والبخاری المحدث

یعنی

قرآن اور بخاری کے خلاف گستاخ رسول وصحابہ

چترورڑی کے الزامات کا مسکت جواب

تصنیف

استاذ المناظرین، شیخ الحدیث

مولانا محمد عبدالکریم نعمانی نقشبندی غفراللہ

مہتمم جامعہ ابی بکر صدیق کبیر والا

ناشران

مکتبۃ السیف الصحیح

عیدگاہ کالونی Cell: 0306 2251253

مرکز اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی، سرگودھا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : چتروڑی کے الزامات کا مسکت جواب

نام مصنف : مولانا عبدالکریم نعمانی نقشبندی

بار اشاعت اول : جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ بمطابق مئی (2008ء)

تعداد : 1000

قیمت : =/۱۴۰ روپے

ناشران : مکتبہ السمیع۔ عیدگاہ لیہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ۔ 87 جنوبی، سرگودھا

کمپوزنگ : ابن عبداللہ۔ 0306-4445525

تزئین : شہباز بلوچ۔ 0300-6762049

پروف ریڈنگ حافظ محمد کلیم اللہ، حافظ محمد مجتبیٰ

ابوالحسن معاویہ سلفی

دارالعلوم محمدیہ راشدیہ درہ دادہ شہید ڈاکخانہ خانپور، تحصیل وضلع ہری پور

استدعا

ہم نے اپنی طرف سے مکمل اس بات کی کوشش کی ہے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہونے پائے لیکن ''الانسان مرکب من الخطاء و النسیان'' پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع کردیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو دور کیا جاسکے۔ ہم آپ کی بجا تنقید کا تعریف سے زیادہ خیر مقدم کریں گے۔

ملنے کے پتے

1	مکتبہ دارالعلوم	نزد دارالعلوم کبیر والا
2	مکتبہ علویہ	نزد دارالعلوم کبیر والا
3	مکتبہ امدادیہ	نزد خیرالمدارس (ملتان)
4	ادارۃ الخالد	تلہ گنگ روڈ چکوال
5	کتب خانہ مجیدیہ	ملتان
6	مکتبہ السعید	شاہ فیصل کالونی کراچی
7	اصحابِ صفہ اسلامی لائبریری	شاہی جامع مسجد، شاہ جمال
8	مرکز اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ	87 جنوبی، سرگودھا
9	مکتبہ السمیع	عیدگاہ لیہ

جامعہ ابی بکر صدیق

کبیر والا۔ ضلع خانیوال

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	مقدمہ	10
2	قرآن کی آڑ میں پہلا فتنہ	12
3	چتروڑی صاحب کون ہیں؟	13
4	وجہ تصنیف	14
5	چتروڑی صاحب سے عرض	14
6	جناب چتروڑی سن لیں	15
7	جناب چتروڑی کا بخاری سے حلف کا مطالبہ	17
8	چتروڑی صاحب کی امام بخاری اور دیگر محدثین کے خلاف زبان درازی	18
9	اللہ ورسول ﷺ کے بارہ میں چتروڑی صاحب کی گستاخانہ عبارات	19
10	ذات باری کے بارہ میں گستاخی	20
11	جناب سرور کائنات ﷺ کے حق میں گستاخیاں	20
12	گستاخی نمبر۲، حضور ﷺ کالا ادری کا اندھیرا	21
13	گستاخی نمبر۳، توہین رسول ﷺ وحدیث رسول	22
14	گستاخی نمبر۴، جنسی کھیل	23
15	گستاخی نمبر۵، چنڈو باز	24
16	گستاخی نمبر۶، باغیانہ ارادہ	25
17	چتروڑی کی امام بخاری پر الزام تراشی اور بہتان بازی	25
18	علماء حنفیہ کے خلاف چتروڑی کی زبان	26
19	اصل صورتحال	27
20	کیا امام ابوحنیفہ قبر کی زندگی کے قائل نہ تھے؟	28
21	اہل قبور کو سلام	29
22	امام ابوحنیفہ اور امام بخاری کا معاملہ	30
23	بخلاف کتاب بخاری	32

24	پوری عبارت کا خلاصہ	34
25	سینہ زوری یا علمی کمال	34
26	بخاری کی کتاب صحیح الکتب بھی نہیں کہی جا سکتی	35
27	حدیث رسول قرآن ہے	36
28	بخاری پر ایک اور اعتراض، چتروڑی کا علمی کمال	36
29	چتروڑی کے پاس لعنت کا کوٹا	38
30	ہمارا شکوہ	38
31	جناب چتروڑی کن کی بولی بول رہے ہیں	39
32	عبارات منکرین حدیث	39
33	بوہیو کی زبان درازی بخلاف حدیث، روات حدیث و محدثین امت	40
34	راغب الحسن کی آوارہ زبانی	42
35	عزیز احمد کی زبان درازی	42
36	چتروڑی جی	43
37	چتروڑی ادبی جواہر پارے	44
38	چتروڑی صاحب کی دس نمبری کا جواب	45
39	عجیب تضاد بیانی	46
40	ہم آپ کی اس رنگیت کے بارہ میں کیا کہہ سکتے ہیں	46
41	جہالت یا	47
42	اِن اور اُن میں مشابہت	52
43	منکرین حدیث کا بخاری کی پہلی حدیث پر تبصرہ، عزیز اللہ بوہیو کی زبان درازی	53
44	اس پر چتروڑی الزامات کا رد	54
45	بددین و ملاحدہ کا مشترکہ حربہ	54
46	حلال و حرام قرآن و حدیث سے	56
47	قرآن کے ساتھ حدیث لازم ہے	57
48	تنبیہ نبوی ﷺ	57

49	امت کی اجماعی راہ پر چلنا قرآن وحدیث کے عین مطابق اور لازم ہے	57
50	صراط مستقیم	59
51	چترو ڑی صاحب کا نام نہاد تقابل قرآن و بخاری	60
52	تقابل نمبر۱ (آنحضرت ﷺ کا خودکشی کا ارادہ)	61
53	تقابل نمبر۲ (نبی ﷺ کو خیال کا مریض بنانا)	65
54	تقابل نمبر۳ (رب کی توہین)	69
55	تقابل نمبر۴	72
56	تقابل نمبر۵ (حضرت حوا کی توہین)	74
57	تقابل نمبر۶	77
58	تقابل نمبر۷	79
59	تقابل نمبر۸	81
60	تقابل نمبر۹	84
61	تقابل نمبر۱۰ (نبی ﷺ کے ذمے قرآن کی مخالفت)	85
62	تقابل نمبر۱۱ (رسول ﷺ پر جھوٹ)	90
63	تقابل نمبر۱۲	92
64	تقابل نمبر۱۳	94
65	زہری کے بارہ تحقیق	98
66	اب سوال یہ ہے	99
67	ایک اور سوال	100
68	تقابل نمبر۱۴	102
69	تقابل نمبر۱۵	104
70	تقابل نمبر۱۶	106
71	تقابل نمبر۱۷	108
72	تقابل نمبر۱۸	114
73	تقابل نمبر۱۹	117

74	ایک اور سوال	123
75	دوسرا استدلال	124
76	حدیث قلیب بدر	126
77	قول سیدہ صدیقہؓ	128
78	تقابل نمبر ۲۰	129
79	تقابل نمبر ۲۱	130
80	تقابل نمبر ۲۲	132
81	غور فرمایئے	134
82	چترو ڑی کی علمی بضاعت	135
83	تقابل نمبر ۲۳ (صحابہ پر بدعت کا فتویٰ)	136
84	تقابل نمبر ۲۴ (عورت کی دبرزنی)	139
85	تقابل نمبر ۲۵	141
86	تقابل نمبر ۲۶ (نبی ﷺ پر افتراء)	145
87	تقابل نمبر ۲۷ (نبی ﷺ کی توہین)	148
88	تقابل نمبر ۲۸ (حجرہ عائشہؓ کی توہین)	153
89	تقابل نمبر ۲۹	154
90	تقابل نمبر ۳۰ (ابراہیمؑ پر تہمت)	157
91	اس روایت کے بارہ	160
92	تقابل نمبر ۳۱	161
93	تحریم خبائث	163
94	تقابل نمبر ۳۲	167
95	تقابل نمبر ۳۳	169
96	تقابل نمبر ۳۴	170
97	تقابل نمبر ۳۵	175
98	تقابل نمبر ۳۶ (نبی ﷺ پر جھوٹ)	176

99	تقابل نمبر ۳۷	178
100	تقابل نمبر ۳۸	180
101	تعدد قرات کا ثبوت	183
102	تقابل نمبر ۳۹	185
103	تقابل نمبر ۴۰	187
104	تقابل نمبر ۴۱	189
105	تقابل نمبر ۴۲	191
106	تقابل نمبر ۴۳	193
107	تقابل نمبر ۴۴	195
108	تقابل نمبر ۴۵	197
109	تقابل نمبر ۴۶	201
110	تقابل نمبر ۴۷	202
111	تقابل نمبر ۴۸	204
112	تقابل نمبر ۴۹	206
113	تقابل نمبر ۵۰	208
114	تقابل نمبر ۵۱	209
115	تقابل نمبر ۵۲	211
116	کیا خشوع کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟	212
117	تقابل نمبر ۵۳	213
118	تقابل نمبر ۵۴	215
119	چتر وڑی کا خاتمہ کتاب	217
120	اعتذار بر اعتذار (بتمثیل)	218
121	اپنے قاریوں سے معذرت کے ساتھ	220
122	آخر میں	221
123	برادرانِ اہل سنت سے اپیل	222

مقدمہ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق المتین لیظھرہ علی الدین کلہ من ادیان الکفار والمشرکین وعلی رسولہ خاتم النبیین آخر المعصومین محمد و آلہ واصحابہ ازواجہ المطھرات امھات المومنین اما بعد فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین.

انتہائی محترم برادران دینی! اس میں کوئی شک نہیں کہ دین حق صرف اسلام ہی ہے اور وہ اپنے جملہ اصول وفروع کے اعتبار سے کامل اور پوری انسانی زندگی کی رہنمائی کا حامل ہے اور یہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اور فتنات دنیا اس کو نہ مٹا سکیں گے اور اہل حق کا طبقہ اس پر قیامت تک پامردی سے عامل رہے گا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سے قافلہ حق چلا اسی دن سے ہی باطل نے اپنی تمام تر قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور پہلے انسان و نبی سیدنا آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابلیس آیا۔ اور آج تک ابلیسی قوتیں اسلام کے مقابلہ میں ڈٹی ہوئی ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بُولہبی

مگر کفریہ فتنات تا قیامت کفر کے نام پر باوجود مادی وسائل اور سازشی چالوں سے اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے چنانچہ وفات نبوی ﷺ کے بعد کفریہ قوتوں نے اسلام کے مقابلہ میں آنے کی کوشش کی اور ارتداد کا دروازہ کھولا، مگر صدیقی جرات اور ہمت نے ان کے حوصلے پست کر دیئے پھر دور فاروقی نے کفر کی امیدوں پر مکمل پانی پھیر دیا اور پورا کفر سمجھ گیا کہ اب کوئی بھی ایسی صورت نہیں جس سے اہل اسلام کو زیر کیا جائے، مگر اس پر اس یہودیت نے

جو سازشوں میں ید طولیٰ رکھتی تھی، اس نے ہتھیار نہ ڈالے۔ اس لئے کہ یہود نے انبیاء کرام کو اذیات دیں اور ایک ایک دن میں کئی کئی انبیاء کرام کو شہید کیا۔ چنانچہ خلافت راشدہ کے اس مبارک دور میں بھی جبکہ اسلام ہر طرف تیزی سے پھیل رہا تھا یہودیت نے ایک نئی ترکیب سوچی کہ اسلام کا مقابلہ یہودیت کے نام پر کرنا تو ممکن نہیں، البتہ منافقین کی ایک جماعت جو بظاہر اسلام قبول کر لے اور اسلام کے نام پر مسلمانوں میں شامل ہو کر ان میں افتراق پیدا کر کے ان کو آپس میں لڑا دے۔ چنانچہ اس کام کے لئے عبداللہ بن سبا یہودی کو تیار کیا گیا مگر اس منافق کی دور صدیقی و فاروقی میں کوئی سازش کامیاب نہ ہو سکی، اس نے سیدنا عثمان غنی کے دور میں ان کی فطری نرمی شفقت اور بردباری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر تربیت یافتہ اور صحبت نبوی سے محروم نو مسلم نوجوانوں کو اپنے دام تزویر میں لیا اور مختلف قسم کی جھوٹی الزام تراشی اور سازشوں سے مدینہ پر یلغار کی اور سیدنا عثمان کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد اپنے تحفظ کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی پھر اس نے خفیہ طور پر یہ تحریک چلا دی کہ پہلے تین خلیفوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا اصل خلافت کے حق دار تو حضرت علی ہی تھے اور آخر میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوھیت اور اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا جس پر حضرت علی نے اسے کچھ عرصہ توبہ کے لئے وقت دیا مگر وہ باز نہ آیا تو آپ نے اسے اس کے ستر ساتھیوں سمیت آگ میں جلوا دیا (رجال کشی ص ۷۱) انہوں نے جلنا قبول کر لیا مگر شرارت سے باز نہ آئے اور جب واقعہ تحکیم ہوا تو اس گروہ کے دو دھڑے بن گئے ایک شیعہ کے نام پر مشہور ہوا اور دوسرا خارجی کہلایا اور وہ حضرت علی کے خلاف ہو گیا۔

قرآن کریم کی آڑ میں پہلا فتنہ

اور یہ دعویٰ کر دیا کہ حضرت علی نے (العیاذ باللہ) قرآن کی مخالفت کی اور کافر بن گئے حالانکہ آپ قرآن کے بڑے عالم تھے اور باب مدینۃ العلم تھے مگر بد دین خارجیوں نے آپ کو قرآن دشمن اور مخالف کہا اور دعویٰ کیا کہ قرآن میں ہے ان الحکم الا للہ مگر علی (رضی اللہ عنہ) نے بندوں کو حکم مان لیا ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان مفسد خوارج کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کلمة حق ارید بها الباطل یہ کلمہ (قرآن کی آیت کا جملہ) سچا ہے مگر خارجیوں کی طرف سے اس کا غلط مطلب لیا گیا ہے۔ آیت کا مفہوم ہے کہ حکم کرنے کا حق اللہ کو ہے اور انہوں نے یہ معنی لیا ہے کہ امارت اللہ کا حق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سیدنا علی سچے تھے اور برحق۔ اور خوارج وسبائیہ جھوٹے تھے مگر انہوں نے قرآن کی آڑ لیکر اس کی من مانی تشریح وتفسیر کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی چنانچہ پہلا وہ فتنہ جو قرآن کے نام پر اہل اسلام کی تکفیر پر اترا ابن سبا کی خارجی پارٹی تھی جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قرآن کی تفسیر بالرائے کرتے ہوئے دشمن قرآن اور کافر قرار دیا (العیاذ باللہ) اور آج کے اس دور کے بعض فتنوں نے بھی یہی طرز اپنالی ہے۔ ان میں ایک گروہ چکڑالی، جیراجپوری، پرویزی اور بوھیوی ہے جنہوں نے یہ نعرہ لگایا ہے کہ حجت صرف قرآن ہی ہے۔ حدیث، فقہ اور محدثین وفقہا سب غلط، اور قرآن دشمن ہیں اور ایک دوسرا گروپ ہے جو بظاہر حدیث کو تو ماننے کا دعویدار ہے مگر قرآن حکیم اور توحید کی آڑ میں قرآن کے من مانے مفاہیم گھڑ کر اور تفسیر بالرائے کر کے اصل منقول عن السلف تفسیر قرآن کو ٹھکرا کر، ان احادیث کو قرآن کے خلاف کہہ کر انکار کر دیتا ہے۔ جو اس کی تصانیف

اور من مانے ترجمہ کے خلاف ہوں ان میں موجودہ دور کے ابوالخیری، عثمانی، مسعودی، نام نہاد تحریک توحید، نام نہاد جماعت المسلمین، غیر مقلدین، چتروڑیہ (احمد سعید خانی فتنہ) جیسے فرقے ہیں۔ جو اصل میں تو ایک ہی ہیں مگر یہ بھی ایک دوسرے کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں ان کا ایک فرقہ دوسرے کے ہاں گمراہ، بے دین، ملحد اور کافر و مشرک ہے۔ چنانچہ زیر نظر رسالہ میں آخری ملحد چتروڑی صاحب کی ایک تازہ تصنیف ''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' کے مندرجات پر کچھ معروضات پیش ہوں گی۔

چتروڑی صاحب کون ہیں؟

آپ اصل چتروڑگڑھ علاقہ کبیر والہ کے رہائشی ہیں مگر اس وقت کبیر والہ شہر میں رہتے ہیں۔ انہوں نے پوری تعلیم علماء اہل سنت علماء دیوبند سے حاصل کی ہے اور پھر سید عنایت اللہ شاہ گجراتی اور مولانا غلام اللہ خان کی جماعت اشاعت التوحید کے اسٹیج کے پرسوز و گداز، لحان و مترنم و موسیقار مقرر کی صورت میں مشہور ہوئے اور بالآخر اپنے اساتذہ اور پیر (عنایت اللہ شاہ) سمیت سب کو کافر، مشرک قرآن دشمن کہنا شروع کر دیا اب اس سے قدرے آگے نکل کر محدثین خاص کر امام بخاری کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ان کی کتاب صحیح بخاری کو مخالف اور دشمن قرآن ثابت کرنے کے لئے کتاب بنام ''قرآن مقدس و بخاری محدث'' لکھی جو ۱۱۴ صفحات پر مشتمل ہے چھوٹے صفحات اور موٹے الفاظ اور چند ایک سطور فی صفحہ کی وجہ سے بظاہر ایک موٹا رسالہ بن گیا۔

وجہ تصنیف

انہوں نے اس کتاب میں امام بخاری اس کی روایات اور روات اور کتاب بخاری کو صحیح بخاری کہنے والوں کی خوب خبر لی ہے۔ اور انتہائی ہتک کا انداز اختیار کیا ہے۔ اور بخاری کے روات پر دل کھول کر لعنت کی ہے اور اس سے بے نیاز ہو کر کہ بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر کوئی اس پر لعنت بھیجے جو لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت بھیجنے والے پر واپس آ پڑتی ہے۔ اور وہ اپنا اثر بھی دکھا رہی ہے۔ سنا ہے، کہ اس پر مقدمہ بھی بن چکا ہے۔ ہمارے چند مقتدر حضرات خاص کر مولانا محمد اشفاق صاحب ابن شیخ الحدیث وخلیفہ لاہوری نے اس کے جواب کے بارہ اصرار فرمایا جس کی وجہ سے اس پر قلم اٹھانے کی جرات کی گئی ہے۔

چترو ڑی صاحب سے عرض

میری طرح آپ اپنی عمر کے آخری حصہ بڑھاپے کو پہنچ چکے ہیں اور اگر سمجھیں تو تاریخ خود کو دہرا رہی ہے (کما تدین تدان) اور آپ پر انتقام قدرت کا عمل جاری ہو چکا ہے۔ آپ نے علماء اہل سنت کو جس قدر گالیاں دیں، ان پر بھپتیاں کسیں، میرے خیال میں اس سے قدرے زیادہ یا برابر آپ کے غیر مقلد بیٹے آپ کے بارہ میں سر عام کہہ چکے ہیں، اور شاید آپ کی وفات کے بعد آپ کی مسجد پر بھی وہی قابض ہوں، اور اس میں آپ کو کافر و مشرک کہیں۔ آپ سے عاجزانہ گذارش ہے (۱) کہ آپ یقین کر لیں کہ آپ خوارج اور معتزلہ کی

راہ پر چل رہے ہیں (۲) آپ تفسیر بالرائے کے ذریعہ حدیث متواتر من قال فی القرآن برایہ فلیتبواء مقعدہ من النار کے مستحق بن گئے ہیں۔ (۳) آپ امت کی مجموعی راہ اور صراط الذین انعمت علیھم سے ہٹ چکے ہیں جبکہ نبوی فرمان کے مطابق امت کی اکثریت گمراہ نہ ہوگی۔

(۴) آپ اپنی تفسیر بالرائے کو تصریحات قرآن سے تعبیر کر کے قرآن پر جھوٹ بولتے ہیں اور فویل للذین یکتبون الکتاب ثم یقولون ھذا من عنداللہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پورے قرآن میں کہیں نہیں کہ مردہ نہیں سنتا، قبر والا نہیں سنتا مگر آپ نے یہ بات قرآن کی طرف جھوٹی منسوب کر دی ہے۔ اس لئے چاہیے یہ کہ آپ ان حقائق کو تسلیم کر کے اب توبہ کر لیں اور پچھلی پوری غلطیاں معاف کرا کر پھر علماء حق سے نیاز مندی اختیار کر لیں، اور اگر آپ کو ہماری ان باتوں پر یقین نہ آئے یا آپ کو اپنے اس غلط اور گمراہانہ عقیدے پر اصرار ہے تو بندہ (نعمانی) آپ سے خلوت و جلوت (جیسے چاہیں) ہر صورت میں بات چیت کیلئے تیار ہے ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

جناب چتر وڑی سن لیں

ہمارے اس دور کے علماء کرام خواہ اپنے زمانہ کے انتہائی متبحر اور متدین ہوں چودویں صدی کے اکابر علماء کے برابر نہیں ہو سکتے اور نہ پچھلی صدیوں والے پہلی صدی کے اکابر کے برابر ہو سکتے ہیں الا ماشاء اللہ رہے امام بخاری وہ تو تیسری صدی کے گنے چنے علماء محدثین میں سے ہیں جن کے اساتذہ اپنے زمانہ کے اکابر تھے اس لئے جہاں حدیث رسول کے وہ حفاظ تھے اور لاکھوں حدیثیں ان کو بمع سند ازبر تھیں اور بذات خود امام بخاری کے بقول آپ نے

صحیح بخاری کا انتخاب پانچ لاکھ روایات احادیث میں سے کیا ہے وہیں وہ قرآن حکیم کے بھی متبحر عالم تھے۔ رہے آپ اور یہ فقیر گنہ گار ہم تو اپنے اس زمانہ کے متبحر علماء کے مقابلہ میں کوئی علمی حیثیت نہیں رکھتے یقین کیجئے کہ آپ میں یہ زبردست عیب ہے کہ آپ خود کو سب سے بڑا قرآن دان سمجھ بیٹھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ اور میں اسی زمانہ کے علماء کے علمی خوشہ چین طالب علم ہیں اور آگے چل کر آپ کی علمی حیثیت قدرے ضرور عرض کریں گے کہ کیا ہے؟

محض دعویٰ اور متکبرانہ طرز کلام وتحریر سے کوئی شخص بڑا عالم نہیں بن سکتا بلکہ میری اور آپ کی حالت تو یہ ہے کہ کسی نے کہا "گر نداند وبداند کہ میداند در جہل مرکب تا ابد بماند"

چنانچہ آپ نے اپنے متکبرانہ انداز کو اپنی تازہ تصنیف کے صفحہ ۶ پر اس طرح ظاہر کیا ہے کہ

(۱)۔۔۔خود امام بخاری نے جتنا زور روایات کے جمع کرنے پر لگایا اس قدر قرآن کے مفہوم میں بصیرت حاصل کرنے کی سعی مشکور نہ فرمائی لیکن حسن نیت کے ساتھ بصیرت قرآن ہونا لازمی تھا۔ آپ اپنے جملے کے بے ڈھب ہونے پر بھی غور کریں اور اپنا علمی تکبر بھی تولیں۔

(۲)۔۔۔موصوف نے لکھا ہے یا وہ لوگ جو کلی طور پر بخاری شریف کو صحیح اور بے غبار جانتے ہیں وہ یا تو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اور یا پھر اتنے اجہل ہیں جو لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون کا مصداق ہیں (ص ۸) اس متکبرانہ عبارت اور اپنی ادبی زبان "اتنا اجہل ہیں" کا اندازہ کریں تو آپ کی اپنی تحریر آپ کے اپنے اوپر صادق آتی ہے کیونکہ آپ اپنے ظن سے قرآن کا غلط مفہوم بیان کر کے قرآن پر تھوپتے ہیں۔

جناب چتروڑی کا بخاری سے حلف کا مطالبہ

اللہ تعالی جب کسی کی مت ماردیں تو وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے چتروڑی جو سماع عند القبور کے قائل کو مشرک کہتے ہیں انتقامِ ربانی نے ان کو اپنی عبارت سے اور ان کے اپنے فتوی سے مشرک بنادیا اور گویا انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ قبر والا دور نزدیک سے سنتا ہے اور زندہ ہوتا ہے اور امام بخاری اپنی قبر میں چتروڑی صاحب کا چیلنج ان کی کتاب سے پڑھ یا ان کی زبان سے سن رہے ہیں یا اس کے پاس حاضر و ناظر ہیں اس لئے ان کو چیلنج کرتے ہوئے کہتے ہیں "کیا امام بخاری حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ آپ نے زنا جائز رکھا" (ص ۳۰)

اب قارئین اس بات کا فیصلہ کریں! کیا مردہ بے جان جو پتھر کی طرح پڑا ہو یا قبر میں ریزہ ریزہ ہو چکا ہو اس کو کوئی عقل مند انسان خواہ وہ ہندو بھی ہو چیلنج کر سکتا ہے؟ مگر چتروڑی صاحب نے امام بخاری کو چیلنج کر دیا کہ حلفیہ بیان دے سکتے ہیں یا پھر جناب چتروڑی یہ جملہ بقول اپنے بے شعوری میں لکھ گئے۔

چترو ڑی صاحب کی امام بخاری اور دیگر محدثین کے خلاف زبان درازی

اس کی دو مثالیں تو پہلے گزر چکی ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں

(۳) بخاری نے جھانسہ دیا:۔

امام بخاری جس نے جھانسہ تو دیا تھا کہ میری کتاب مسند ہے لیکن زہری ایسے بکواسی کی کو مرسل روایت کو..... (ص ۱۴)

(۴) قرآنی بصیرت سے خالی:۔

امام بخاری چونکہ روایت کے پرستار تھے قرآنی بصیرت سے خالی آدمی امام اعظمؒ کو خداع نہ کہے تو اور کیا کہے۔ ص (۱۲)

(۴) قرآن اور صاحب کی اہمیت کس قدر:۔

یہ کس طرح باور کیا جائے کہ ان کے دل میں قرآن اور حامل قرآن کی کس قدر اہمیت ہے؟ کیا یہی ایک بکواس ہزار ہا دیگر بکواسات پر بھاری نہیں ہے؟..... کیا اصح الکتب وہی ہوتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خودکشی کرنے کا عزم صمیم پایا جائے؟ کیا ایسا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کہلوانے کا حق بھی رکھتا ہے؟ کیا یہ امام بخاری کا تدین ہے..... کیا امام بخاری اس جرم سے بری ہو سکتے ہیں؟..... امام بخاری اتنا بے بصیرت تھا کہ ان کو کچھ بھی نہ سوجھا کہ میں اس خرافت کو کیسے درج کتاب کر رہا ہوں (ص ۱۴ تا ۱۵)

یہ چند ایک عبارات ہم نے ابتداء میں اس لئے نقل کر دی ہیں کہ آپ لوگ ان کی اخلاقی اور زبانی شرافت جان سکیں کہ جناب چتروڑی کی تحریر اور طرز گفتگو کس قدر شستہ اور شائستہ ہے آگے چل کر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص کے دل میں بخاری اور دیگر محدثین کی کیا اہمیت ہے اس نے اس قسم کی گستاخانہ عبارات امام بخاری کے بارہ میں نقل کر دی ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا تکلیف کا باعث بھی ہے اور فعل لایعنی بھی۔ مگر آپ نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ کیا یہ شخص حدیث رسول کا منکر نہیں؟ آگے چل کر ہم دوسرے بے دینوں منکرین حدیث کی عبارات بھی نقل کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے محدثین کرام اور خاص کر امام بخاری کے بارہ میں کس قدر غلیظ جملے لکھے ہیں لیکن اس سب کے باوجود ان لوگوں کے مقابلہ میں خان سعید خان چتروڑی کی زبان زیادہ گستاخ اور بے ادب ہے۔

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں چتروڑی صاحب کی گستاخانہ عبارات

جناب موصوف جلسوں اور تقریروں میں تو جو شائستہ زبان اختیار فرماتے ہیں اس کا اندازہ ان کے منصف سامعین ہی کر سکتے ہیں ہم ان کی اس کتاب کی عبارات سے ان کی قلمی اور زبانی شائستگی کو نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بخاری کے اوپر الزام تراشی کر کے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں ایسے جملے بولے اور لکھے ہیں جو کوئی مسلمان اپنی زبان پر نہیں لا سکتا۔

ذات باری کے بارہ میں گستاخی

موصوف نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے امام بخاری کہتا ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر کے اسکے اعضاء بن جاتا ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے کوئی جملے نقل نہیں کئے مگر خان صاحب چتروڑی ایک حدیث کی آڑ میں جس کا ذکر آگے آئے گا امام بخاری پر جھوٹا الزام لگاتے ہوئے اللہ پاک کی توہین اور گستاخی کرتا ہے آپ لوگ فرمائیں کیا کوئی مسلمان جسے اللہ پاک پر ایمان ہو ایسے جملے کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں مگر اس ''شریف'' نے ایسے غلیظ جملے لکھ دیئے جو کفریہ جملے ہیں اور اس کا الزام امام بخاری پر دھر دیا۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گستاخیاں

(گستاخی نمبر ۱)۔۔۔موصوف لکھتا ہے، نہ بخاری کو قرآن کا علم نہ انکے امام زہری کو علم نہ امام بخاری کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیثیت نبوی کا پاس نہ زہری ایسے بکواسی آدمی کو دونوں نے مل کر آپ سے کئی بار کفر پر مرنے کی تیاری کروائی (ص ۱۴) پھر اگلے صفحے پر مگرمچھ کے آنسو گراتے ہوئے لکھتا ہے کہ کیا ایسا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کہلوانے کا حق بھی رکھتا ہے..... امام بخاری اتنا بے بصیرت تھا کہ ان کو کچھ بھی نہ سوجھا کہ میں اس خرافت کو کیسے درج کتاب کر رہا ہوں؟ (ص ۱۵)

ہم ان کی اپنی عبارت سے ان کو جواب دیتے ہیں کہ یہ جملے کوئی بھی مسلمان کہلانے والا کبھی بھی نہیں بول اور لکھ سکتا جو چتروڑی صاحب نے تعبیر کئے کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف کفر پر مرنے کے غلیظ جملے منسوب کر کے لکھے جنہیں نہ تو کوئی مسلمان لکھ سکتا ہے اور نہ ایسی تعبیر کر سکتا ہے جو چتروڑی نے کی اس لئے کہ کفر پر مرنے کا لفظ نہ بخاری نے لکھا ہے نہ کسی اور کتاب میں ہے۔

یہ چتروڑی ہی ہیں جو کفر کی نسبت اللہ کے معصوم پیغمبر کی طرف کر رہے ہیں ایسا کوئی جملہ امام بخاری نے نقل نہیں کیا جس کا مطلب کفر پر مرنا ہو یہ چتروڑی صاحب کا خالص الزام ہے۔

گستاخی نمبر۲۔ حضور کا لا ادری کا اندھیرا

چتروڑی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ میں جو لا ادری (یعنی میں نے جانتا۔ نعمانی) کا اندھیرا تھا وہ تو جبریل کی پڑھائی سے دور ہو رہا ہے اور وہ تب ہو گا اگر آپ ہمہ تن متوجہ ہو کر سنیں۔ (ص ۸۸)

غور فرماویں کہ اس ''مردِ شریف'' نے ان الفاظ سے جناب سرور کائنات کی شدید گستاخی کی کہ آپ کے دل میں لاعلمی کا اندھیرا اور العیاذ باللہ جہالت کی ظلمت تھی جو جبریل کے قرآن آ کر پڑھنے اور سنانے سے دور ہوتی تھی گویا پورے تیئس سالہ دور نبوی میں آپ کے دل میں اندھیرا رہا اور قرآن جس قدر اترتا تھا اور جبریل آ کر سناتے تھے تو اس قدر آپ کے اندر کا اندھیرا دور ہوتا تھا

قارئین کرام! فرمایئے کیا کوئی ادنی سا مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں

یہ الفاظ کہہ سکتا ہے؟ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی سے نہ شرمائے وہ بخاری اور دیگر محدثین اور اپنے اساتذہ اور علماء حق کے حق میں گستاخی نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا سچ ہے یترشح الاناء بما فیہ برتن میں جو ہوتا ہے وہی چھلکتا اور ٹپکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت چتروڑی صاحب کے ظاہر و باطن میں اس اندھیرے کا ظہور ہو رہا ہے کہ جوں جوں عمر گزرتی ہے زبان درازی اور گستاخی بڑھ رہی ہے اور روز بروز شائستگی اور علمی وقار سے محرومی مقدر بن چکی ہے۔

گستاخی نمبر ۳۔ توہین رسول و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

چتروڑی صاحب رقم کرتے ہیں، کافروں کا قدیم زمانہ سے پیشہ چلا آ رہا ہے پڑھنے والا اپنا فریضہ ادا کر رہا ہو خواہ تبلیغ کے لئے خواہ عبادت کے لئے تو کافر چونکہ قرآن کی آواز سننا نہیں چاہتا لہذا اس کے عین مقابلہ میں نعت خوانی، دوہڑا بازی شروع کر دے گا یا قال قال رسول اللہ کی لڑھ مچا دے گا یا کسی گویے کو (جیسا کہ چتروڑی صاحب خود پڑھتے ہیں۔ نعمانی) تلاوت قرآن شروع کروا دے گا۔ (ص ۸۷) گویا نعت خوانی، تلاوت اور بقول چتروڑی قال قال رسول اللہ کی لڑھ مچانا قدیم زمانہ (مشرکین مکہ وغیرہ) کے مشرکین کا پیشہ تھا اس جھوٹ کے ساتھ چتروڑی صاحب نے نعت کے ساتھ تو خوانی کا لفظ جوڑا مگر قال رسول اللہ کے ساتھ لڑھ (فضول اور بے تحاشا شور) کا جملہ لکھ دیا اور نظر انصاف سے دیکھئے کہ جو شخص زبان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑھ سے تعبیر کرے وہ مسلمان ہے؟ اور سچ ہے کہ ان لوگوں کا اصل پروگرام توہین ہے مگر اسے توحید کے مقدس نام کی آڑ میں پورا کرتے ہیں۔

گستاخی نمبر۴۔ جنسی کھیل

چتر وڑی صاحب کی عادت ہے کہ جب توھین رسول ﷺ کرنی ہو تو احمد رضا خان بریلوی کے پیروکار بن جاتے ہیں یعنی جس طرح وہ دوسروں کی عبارات کا من مانا مطلب نکال کر ان کو توہین کا مرتکب قرار دیتا تھا اور اپنی کفریہ عبارت بنا کر دوسرے کے متھے جڑ کر انہیں گستاخ اور کافر کہتا تھا اسی طرح یہ "مردِ شریف" بھی امام بخاری اور روات حدیث کے الفاظ کو غلط معانی کا جامہ پہنا کر اسے توہین آمیز رنگ دیکر اس میں اپنے بازاری اور کمینے جملے سمو کر جی بھر کر توہین رسول کرتا اور گالیاں بکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی اس زہریلی کتاب میں سیدہ صدیقہ کی نو سال کی عمر میں رخصتی کی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم کیا ہے۔ بھلا اس سے زیادہ آپ ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی کہ حضرت عائشہؓ ابھی تک نساء کی فہرست میں بھی داخل نہ ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ نعوذ باللہ ان سے جنسی کھیل رچائیں اور طبع آزمائی میں مشغول ہو جائیں۔ (ص ۵۸) اور اس سے پچھلے صفحہ پر لکھا لیکن بخاری صاحب اپنی روایت کے ذریعہ آپ ﷺ کا نابالغ لڑکیوں کے ساتھ جنسی کھیل کھیلنا ثابت کرتے ہیں (ص ۵۷)

غور فرمائیں کہاں صدیقہ کی ۹ سال کی عمر میں رخصتی اور کہاں نابالغ لڑکیوں (جمع کے صیغہ سے) جنسی کھیل رچانے سے تعبیر کرنا کیا کوئی شریف انسان اپنے نبی پاک ﷺ کے بارہ میں ایسے جملے کہہ یا لکھ سکتا ہے جو چتر وڑی نے پیغمبر پاک ﷺ کی طرف بڑی دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی سے لکھ دیئے۔

اس وقت اس سے ہمیں بحث نہیں کہ سیدہ کی رخصتی کے وقت کیا عمر تھی ہمارا مقصد

صرف یہ ہے کہ چتروڑی صاحب کا بخاری کے کندھے کو استعمال کر کے ایسے الفاظ کو نبوت کی طرف منسوب کرنا ایمان کی علامت ہے یا گستاخی اور کفر کی؟ کہ بخاری صاحب اپنی روایت کے ذریعہ آپ ﷺ کا نابالغ لڑکیوں سے جنسی کھیل کھیلنا ثابت کرتے ہیں۔(ص ۵۷)

پھر مکاری کے پردہ میں اظہار تاسف کرتے نعوذ باللہ بھی ساتھ ہی لکھ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جنسی کھیل رچائیں اور طبع آزمائی میں مشغول ہوں۔ص ۵۸ اور پھر صدیقہ کے بجائے لڑکیوں کا لفظ کس قدر بے حیائی والا ہے جو چتروڑی نے لکھا۔

گستاخی نمبر ۵۔ چنڈو باز

(گستاخی نمبر ۵) چتروڑی صاحب نے اپنی سابقہ روش کے مطابق بخاری پر الزام تراشی کرتے ہوئے (ص ۶۹) پر لکھا ہے لیکن امام بخاری بے حیا راوی ابو حازم کے ذریعہ آپ پر یہ الزام آور روایت ذکر کرتے ہیں جس میں قرآن کی نص قطعی کے خلاف آپ ﷺ کا ایک عیاش عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرنا ثابت ہو رہا ہے جو عورت نہ مہاجرات میں سے نہ واھبۃ النفس میں سے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رشتہ دار اور نہ ہی ایماندار اور نہ ہی آپ ﷺ سے واقف بس ایک آوارگی میں مست ہی تھی لا غیر.....ایسا کام تو کوئی چنڈو باز بھی نہیں کرتا۔ وہ کافرہ اور کافر کی بیٹی تھی تو ایسی کافرہ مشرکہ کا خطبہ کرنا قرآن کی نص قطعی کے صریح خلاف نہیں تھا؟ (ص ۷۰)

گستاخی نمبر ۶۔ باغیانہ ارادہ

(گستاخی نمبر ۶) سب سے دل آزار بات تو یہ ہے کہ اللہ کے منع کرنے کے باوجود آپ ﷺ نے معاذ اللہ باغیانہ ارادہ فرمایا اور خطبہ کرنا شروع کر دیا (ص ۱۷)۔ کہ اس عبارت کو پڑھیں اور دیکھیں کہ اس نے ایک حدیث سے اپنا من مانا مطلب لے کر کس طرح اللہ کے پاک رسول ﷺ کو نص قطعی کا مخالف، چنڈو باز سے گیا گزرا، کافرہ مشرکہ کا خطبہ کرنے والا اور خدا کا باغی کہا ہے اور ساتھ ہی معاذ اللہ اور نعوذ باللہ کی آڑ بھی لے رہا ہے انشاء اللہ اس روایت کی پوری تفصیل بعد میں آئے گی ابھی ہم آپ کو یہ بتا رہے ہیں کہ چتروی صاحب کی زبان ہے یا کلتری (آری) ہے جو حرمت نبوی کے خلاف بڑی بے باکی سے چل رہی ہے یہ چتروڑی صاحب کے اندر کی گندگی ہے جو روایات کی آڑ میں ظاہر ہو رہی ہے۔

چتروڑی کی امام بخاری پر الزام تراشی اور بہتان بازی

چتروڑی صاحب نے امام بخاری کی دشمنی میں انتہا کر دی اور ان کی مخالفت میں ایسے اندھے ہوئے کہ یہ بھی نہ سوچ سکے کہ بہتان تراشی پر قرآن نے لعنت کی ہے۔ چونکہ پاکستان میں غالب اکثریت حنفیہ کی ہے اس لئے انہوں نے عوامی جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے امام بخاری پر یہ الزام لگایا ہے کہ العیاذ باللہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو خداع کہا ہے چنانچہ اس الزام کو انہوں نے اپنی کتاب کے تین مقامات پر دہرایا ہے چنانچہ پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

بخاری صاحب نے ۔۔۔۔امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھ دیا کہ یہ مسلمانوں سے دھوکا فراڈ کرنے والا تھا یقول ھذا الخداع بین المسلمین (ص ۱) دوسرے مقام پر ص ۱۲ پر رقم کیا امام بخاری چونکہ روایت کے پرستار تھے قرآنی بصیرت سے خالی آدمی امام اعظمؒ کو خداع نہ کہے تو اور کیا کہے فالی اللہ المشتکیٰ تیسرے مقام پر (ص ۴۸) میں لکھتا ہے امام بخاری کو قرآن فہمی کی داد دیجئے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق تو یہاں تک یاوہ گوئی کر جاتے ہیں کہ یقول ھذا الخداع لیکن اپنا حال یہ ہے کہ قرآن مقدس کی نص قطعی کو درخور اعتناء بھی نہیں سمجھتے۔

لیکن موصوف نے ان تینوں عبارات میں انتہائی دھوکہ بازی اور چکر بازی کی اور امام بخاری پر بہتان باندھا۔

علماء حنفیہ کے خلاف چتر وڑی زبان

اپنے اس چکر کو مزید مضبوط کرنے کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو پکا حنفی ظاہر کیا اور امام ابو حنیفہ کو سماع اموات کا منکر قرار دیتے ہوئے باور کرایا کہ اصلی حنفی میں ہوں امام بخاری اور موجودہ حنفی امام صاحب کے مخالف ہیں چنانچہ راقم ہے جو لوگ اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد کہلوا کر امام صاحب کے نام پر تجوریاں بھر رہے ہیں وہ بھی کہنے لگے ہیں۔ دیکھو جی احمد سعید نے اب امام بخاری پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیے ہیں حالانکہ بخاری کا اکثر حصہ احنافؒ کے صریح خلاف واقع ہوا ہے..... اذا لم تستحیی فاصنع ماشئت کے مصداق گلہ شکوہ بھی ہمارے خلاف کرتے ہیں..... امام اعظمؒ کے مذہب کے دشمن خود ہیں اور ہم خدام ابی حنیفہؒ کو منکر حدیث کہہ کر بدنام کرتے ہیں (ص ۱۰، ۱۱) اس عبارت سے

چتروڑی صاحب نے علماء کی گستاخی کے ساتھ ساتھ حنفیت کے نام پر عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ اصل حنفی میں ہوں اور علماء اور امام بخاری حنفیت کے دشمن ہیں۔

اصل صورتحال

یہ ہے کہ امام بخاری نے حیلہ شفعہ کا ایک مسئلہ ذکر کیا ہے جس میں ان کا مسلک حنفیہ کے موافق نہیں ہے تو انہوں نے بخاری ص ۱۰۳۳ پر لکھا قال بعض الناس بعض لوگوں نے کہا شارحین نے اس سے امام بخاری کی مراد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں (مگر بخاری نے امام صاحب کا صریح نام نہیں لیا) چنانچہ صورت مسئلہ کے بیان کے بعد امام بخاری کا خیال ہے اس میں دھوکہ کی صورت بنتی ہے مگر حنیفہ نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حیلہ کی ایک صورت ہے دھوکہ نہیں ہے اور امام بخاری نے اس میں ادب کا خیال نہیں رکھا مگر اس شکایت کے باوجود کہ بخاری امام صاحب کے شاگردوں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں انہوں نے یہ تعبیر صحیح نہیں کی یہی بات علامہ عینی نے بھی فرمائی اور حاشیہ میں مولانا احمد علی سہارنپوری نے بھی۔ مگر جو الزام تراشی اور چکر بازی چتروڑی صاحب نے کی ہے وہ بالکل جھوٹ اور دھوکہ بازی ہے چنانچہ ہم امام بخاری کی عبارت نقل کر کے اصل بات کو واضح کرتے ہیں امام بخاری نے لکھا ہے۔

فاجاز هذا الحذاع بين المسلمين پس انہوں نے اس دھوکہ کو مسلمانوں کے درمیان جائز رکھا ہے اس عبارت میں دار اصل لفظ خداع اسم مصدر ہے جس کا معنی دھوکہ بنتا ہے دھوکا باز اور بقول چتروڑی فراڈ کرنے والا نہیں بنتا۔ گویا انہوں نے چکر دے کر یہود ونصاریٰ والی تحریفی عادت کو دہرایا ہے جیسا کہ قرآن پاک نے فرمایا یحرفون الکلم عن

مواضعہ یہ لوگ الفاظ کو اپنی اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں چترو ڑی صاحب نے بھی خداع مصدر کو خداع اسم مبالغہ سے بدل کر دھوکے باز اور فراڈ کرنے والا بتا دیا گویا لفظی اور معنوی دونوں تحریف کر کے "کمال دیانت" کا ثبوت دیا ہے۔

گویا اس گستاخ کا بھانڈا اقدرت نے پھوڑ دیا اور لوگوں کو بتا دیا کہ یہ ایسا "دیانتدار" شخص ہے کہ اپنے من مانے اور جھوٹے مقصد اور مطلب براری کے لئے عبارت اور معنی میں تحریف سے بھی باز نہیں آتا اور یہی کام اس نے اللہ کے قرآن کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ آگے آجائیگا۔

؎ الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

یہ ہیں جناب چترو ڑی صاحب جن کو ارذل عمر میں اپنے لئے یہی نیکی سوجھی کہ دھوکہ بازی کریں اور لوگوں پر الزام تراشی کر کے اپنے لئے خاص محل الاٹ کرائیں یا پھر یہ کہ اجہل ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہ سمجھ سکا چونکہ چترو ڑی صاحب نے دانستہ یا غیر دانستہ امام بخاری پر الزام تراشی کی ہے اس لئے ہم انہیں کے الفاظ میں کہتے ہیں اذالم تستحی فاصنع ماشئت اور فالی اللہ المشتکیٰ۔

کیا امام ابو حنیفہ قبر کی زندگی کے قائل نہ تھے؟

یہ بحث آگے کہیں آئے گی کہ قبر میں مردہ کو ایک طرح کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور ہماری کتاب قبر کی زندگی میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے مگر چترو ڑی صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ امام صاحب سماع اور کلام میت کے قائل نہ ہیں امام صاحب کی اپنی تصنیف الفقہ الاکبر میں ہے وسوال منکر ونکیر حق کائن فی القبر واعادۃ الروح الی جسد

العبد فی قبرہ حق (الفقہ الاکبر ص ۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی مع شرح ملا علی القاری) اس عبارت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعادۃ الروح الی الجسد فی القبر کا عقیدہ واضح کر کے حیات قبر کو حقیقت بتلا دیا اس لئے چترو ڑی صاحب حنفی نہیں ہیں بلکہ انکے نزدیک تو اعادۃ الروح الی الجسد فی القبر کے ماننے والا مشرک ہے اور آپ کی کتاب مسند امام اعظم ص ۲۷۸ میں بھی آپ کی اپنی سند سے روایت ہے عن سعد بن عبادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا وضع المومن فی قبرہ اتاہ الملک فاجلسہ فقال من ربک فقال اللہ الخ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن کو اس کی قبر میں رکھا جائے تو اس کے پاس فرشتہ آ کر کہتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ۔

عن ابی حنیفہ عن اسمٰعیل عن ابی صالح عن ام ھانی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی القبر ثلاث سوال عن اللہ تبارک و تعالی بفرمان نبوی ﷺ قبر میں تین سوال ہیں ایک سوال اللہ کے بارہ (ص ۲۷۹) ان روایات اور عقیدہ امام اعظم سے واضح ہوا کہ آپ حیات قبر کے قائل تھے سماع فی القبر بھی حیات پر موقوف ہے جو ثابت ہو گئی۔

اہل قبور کو سلام

عن بریدہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا خرج الی المقابر قال السلام علی اھل الدیار من المسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لا حقون نسئال اللہ لنا ولکم العافیۃ (ص ۲۸۲)۔ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان کی طرف جاتے تو فرماتے السلام..... الخ ان گھروں والوں کو سلام جو مسلمان ہیں اور ہم ان شاء اللہ تمہارے

ساتھ ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں اس حدیث میں صرف سلام ودعا ہی نہیں بلکہ کلام بھی ہے۔ان تینوں روایات میں جن کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے قبر والے کی زندگی اس سے سلام وکلام اور اس زمین والی قبر میں سوال وجواب کی وضاحت ہوگئی معلوم ہوا کہ امام اعظم حیات قبر، سوال قبر اور اہل قبور کے سلام وکلام کے بذات خود قائل تھے۔چنانچہ ان کی اپنی تصنیف الفقہ الاکبر میں یہ بات صاف موجود ہے کہ سوال منکر و نکیر حق کائن فی القبر و اعادۃ الروح الی جسد العبد فی قبرہ حق و ضغطۃ القبر و عذابہ حق کائن للکفار کلھم ولبعض عصاۃ المومنین منکر نکیر کا سوال حق ہے جو قبر میں ہوگا اور روح کا بندے کے جسم کی طرف اس کی قبر کے اندر لوٹانا حق ہے اور قبر کا دبوچنا اور اس کا عذاب حق ہے جو سب کفار کو اور بعض نافرمان مسلمانوں کو ہوگا یہ عقیدہ امام صاحب نے خود اپنی تصنیف میں نقل فرمایا اس لئے چترو ڑی کی امام صاحب کی طرف اپنے غلط عقیدہ کی نسبت کرنا چکر اور پھکڑ بازی کا لڑھ ہے جو اسکے گمراہ ہونے کی کافی وافی دلیل اور چترو ڑی کے حنفی نہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام بخاری کا معاملہ

ظاہر ہے کہ چھوٹے بڑوں کے درمیان حکم نہیں بن سکتے جس مسئلہ میں امام بخاری نے لفظ خداع کا قال بعض الناس کے ذیل میں ذکر کیا اس بارہ میں علماء کرام نے صاف فرمادیا کہ بخاری جیسے محدث کے شایان شان لفظ خداع سے تعبیر کرنا سوء ادب ہے اور بخاری جو امام صاحب کے بہت بعد کے آدمی اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں کے شاگردوں

کے شاگرد ہیں ان کے لئے ایسے جملے مناسب نہ تھے چنانچہ امام عینی فرماتے ھذا ایضا تشنیع بلاوجہ یہ بھی بلاوجہ تشنیع اور طعنہ زنی ہے اور مولانا سہارنپوری فرماتے ہیں ففیہ سوء ادب یہ بے ادبی ہے بس مناسب جواب جو چھوٹوں کے لائق تھا علماء نے دیدیا اب چتروڑی صاحب کو کیا ضرورت پڑی کہ ضد و حسد میں آ کر عبارت اور معنی بدل کر امام بخاری کو گالی دیں۔ امام صاحب کو اللہ تعالی نے جو مقام دیا کہ آپ نے تقریباً تیرہ صحابہ کرام کی زیارت کی اور سات صحابہ سے مسند امام اعظم میں روایات نقل کیں خود سنیں اور امام بخاری کی پیدائش امام صاحب کی وفات کے چوالیس سال بعد میں (سن ۱۹۴ میں) ہوئی اور بخاری (سن ۲۵۰ ہجری) میں تقریباً مکمل ہوئی جو امام صاحب کی وفات سے پورے سو سال بعد میں ہے اور فقہ حنفیہ بخاری شریف سے سو سال پہلے مکمل ہو چکی تھی مگر امام بخاری سے اللہ نے حدیث رسول کے جمع کرنے کا جو کام لیا ہے وہ بھی قابل قدر ہے اور وہ دونوں اکابر خیر القرون کے دور ثانی اور ثالث کے لوگ ہیں اس لئے ہم پندرویں صدی والوں کو اس پر تبصرہ کر کے لوگوں میں نفرت کے بیج بونے کی ضرورت نہیں ہے قرآن حکیم میں ہے

"ونزعنا مافی صدورھم من غل"

ہم ان اہل جنت کے دلوں کی شکر رنجیوں کو ختم کر دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ بتقاضائے بشریت یا کسی مغالطہ کی وجہ سے بڑوں کی باتوں میں ایسی چیز آ جائے تو اسے سپرد خدا کرنا چاہئے بوجہ مغالطہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کا باہمی معاملہ قرآن کے اندر موجود ہے اخذ برأس اخیہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف جھکا دیا مگر ان کی وضاحت پر ان کے اور اپنے حق میں دعا کی

رب اغفرلی ولا خی

اور اگر قیامت میں ایسی بات بخاری اور ان کے استاذ الاساتذہ کی بوجہ مغالطہ سامنے آ گئی

اور استاذ نے اپنے شاگردوں کے شاگرد سے درگزر کرلیا تو ہمارے منہ میں کیا رہے گا لیکن ہم پندرویں صدی کے لوگ جو علم ،ادب اخلاق سے کورے جلسوں تقریروں میں چٹکلے چھوڑنے والے مستھزی اور زبانی آوارگی کے حامل لوگوں کو ان پاکیزہ کرداروں سے کیا نسبت؟

"کیا پدی کیا پدی کا شوربا"

اس لئے چتروڑی صاحب کا اس ایک جملے کو لیکر بخاری کو گالی دینا اچھی روایت نہیں اور نہ اب ان کی عمر کا یہ تقاضا ہے بہتر ہے توبہ کرلیں والا خدا تعالی کے انتقام سے نہ بچ سکیں گے آخر کوئی وجہ تو ہے کہ اکابر امت نے جو امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں امام بخاری کی عظمت کا اقرار کیا ہے اگر چہ بخاری کے اس جملے کو انہوں نے صحیح نہیں جانا اور اس کی مناسب تردید بھی کردی۔

بخلاف کتاب بخاری

جناب موصوف راقم ہیں، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری عفی عنہ سے متعلق بعض محدثین متاخرین کی تحریرات میں لکھا دیکھا کہ وہ امام الدنیا امیر المحدثین شیخ الاسلام، حجۃ اللہ علی الارض ہیں پھر ان کی کتاب الصحیح البخاری سے متعلق کہ وہ اصح الکتب پھر اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لقب اور نام کے عاشق ہمارے ایسے نااہل بھی عالم مستی میں امام بخاری کے خوشہ چینوں میں سے تھے اسی ولولہ عشق میں ڈوبتے ہوئے بخاری کا مطالعہ ذرا امعان نظری سے شروع کیا... تو اچانک خیال آیا کہ محدث دار قطنی وغیرہ کے ذہن رسا بیان میں واقعیت ہے کہ بخاری ضعیف فی الحدیث اور متعصب ہے (ص ۱)

غالبا امام بخاری کو تعصب نے ہی اپنے اساتذہ اور شاگردوں سے الگ اور اکیلا کر دیا (ص ۲) بہر کیف امام موصوف کے فضائل و کمالات کے باوجود افسوس سے کہنا پڑتا ہے بخاری میں کتنی زبردست غلطیاں ہیں قرآن مقدس کے خلاف کتنے ریمارکس ہیں عزت وحیثیت نبویﷺ پر کتنے اہانت آمیز فقرے ہیں اصحاب النبیﷺ اس پر کس قدر بہتانات ہیں پھر تو بخاری صاحب کی کتاب اصح الکتب کی بجائے صحیح الکتب بھی نہیں کہی جا سکتی ۔(ص ۳،۴) جس طرح کثرت کے ساتھ امام بخاری کی روایات ہیں اتنی ہی کثرت کی ساتھ انکی روایات قرآن کے خلاف واقع ہوئی ہیں۔اس لئے ہم مطلق غلطیوں کی بات نہیں کر رہے بلکہ قرآن کے تناظر میں بخاری کی روایات میں غلطیاں بہت بڑی قبیح غلطیاں ہیں ۔(ص ۴) بعض حضرات کو امام بخاری کی محبت نے اتنا اندھا کر دیا ہے کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ھو الصحیح البخاری حالانکہ ایسا فقرہ جوڑتے ہوئے نہ انہوں نے ذات باری کی پرواہ کی نہ کلام اللہ القرآن کو درخور اعتنا سمجھا ان کو علم ہونا چاہئے تھا کہ جس طرح اللہ کا بعد کوئی نہیں اس طرح کتاب اللہ کا بعد کوئی نہیں رہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ خود قرآن کی تشریح ہونے کے لحاظ سے خود قرآن ہی ہے۔(ص ۵) لعنتی راویوں نے اسڑ گھسڑ کر کے کتاب کی قیمت گھٹا کے رکھ دی یہی وجہ ہے کہ کتاب میں باطل قسم کی روایات کی بھرمار ہے (ص ۶) جو لوگ بخاری کتاب حدیث کو قرآن پر مقدم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بخاری کے بغیر قرآن سمجھ نہیں آتا۔وہ یا تو قرآن مقدس پر ایمان نہیں رکھتے یا پھر اتنے اجہل ہیں جو لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون کا مصداق ہیں۔(ص ۸)

پوری عبارت کا خلاصہ

یہ کہ موصوف نے بخاری کو اصح الکتاب تو کیا صحیح کتاب بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ محدثین جو بخاری کو صحیح جانتے ہیں ان کا قرآن پر ایمان نہیں یا اجہل ہیں۔ بخاری میں باطل روایات کی بھر مار ہے۔ بخاری کے راویوں میں لعنتی راویوں کی شدید ترین دخل اندازی ہے۔ بخاری میں قبیح غلطیاں اور قرآن کی مخالف روایات ہیں۔

سینہ زوری یا علمی کمال

اس عبارت میں موصوف نے دو تین علمی کمالات اور جواہر پارے بھی بکھیرے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ھو الصحیح البخاری کے فقرہ کے جوڑنے سے انہوں نے ذات باری کی پرواہ نہیں کی (گویا اللہ کی گستاخی کی ہے) اور نہ کلام اللہ کو درخور اعتناء سمجھا ہے ان کو علم ہونا چاہئے کہ جس طرح اللہ کا اور کوئی نہیں اس طرح کتاب اللہ کا بعد بھی کوئی نہیں حالانکہ یہاں اللہ کے بعد سے مراد بعد زمانی ہے کہ سب سے پہلے اللہ کی ذات تھی اور سب کچھ ختم ہوگا تب بھی اللہ کی ذات ہوگی اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کا مفہوم بعدیت رتبی ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ قرآن کریم تو بلاریب سب کتب سے صحیح تر ہے اس لئے کہ وہ کلام اللہ ہے ان کے بعد جو کتب حدیث ہیں جن کو صحاح سے تعبیر کیا گیا بصورت قائدہ اکثریہ جوامع میں امام بخاری کی صحیح کا درجہ

ہے اگر چہ انفرادی طور پر دوسری کتب احادیث میں بخاری کی روایات سے سنداً اعلی درجہ کی روایات بھی موجود ہیں اور ان کی سند بخاری کی سندات سے اعلی ہے مگر بحیثیت مجموعی بخاری کا درجہ زیادہ ہے جو جامع بھی ہے اور اس کی سندات میں شرائط صحت کا سخت لحاظ رکھا گیا ہے ۔بات صرف اتنی تھی جس کو متعصب چتروڑی نے اپنی مجذوبانہ بڑ کا شکار بنالیا کہ اللہ کا جس طرح بعد نہیں اسی طرح کتاب اللہ کا بعد نہیں۔

ارے خدا کے بندے! کیا اللہ نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور ساری مخلوق اللہ کے بعد نہیں؟ جس طرح اللہ سب سے اول ہے اور سب کچھ اس کے بعد ہے اور اللہ کی ذات قائم رہے گی اور سب مخلوق ختم ہو گی تو سب سے اول بھی اللہ سب کے بعد بھی اللہ ہوں گے اس فرمان ربانی کے مطابق قرآن کا درجہ سب سے اول ہے اور قرآن کے بعد زیادہ تر صحاح روایات بخاری میں ہیں اور دوسری کتب کا درجہ اسکے بعد ہے مگر چتروڑی صاحب نے کس چالاکی سے بات کو گول مول کر کے جان چھڑائی ہے۔

بخاری کی کتاب صحیح الکتب بھی نہیں کہی جاسکتی

اس میں بھی موصوف نے اپنی علمی کمال ظاہر کیا مگر اس قدر سوچ نہ رہی کہ اصح الکتب کہنے اور صحیح الکتب کہنے میں کیا فرق ہے اور صحیح الکتب کا مفہوم کیا بنتا ہے ان علامہ دوران اور فاضل بے لگام کو پتہ ہونا چاہئے کہ اصح الکتب کا مطلب بنتا ہے کہ دوسری کتب بھی صحیح ہیں ان میں بخاری کی روایات زیادہ صحیح ہیں مگر صحیح الکتب کا مطلب بنے گا کہ کتابوں میں صحیح صرف یہی کتاب ہے اور کوئی نہیں یعنی دوسری کتب غلط ہیں۔ جبکہ محدثین نے دوسری کتب کو صحیح مان کر بخاری کو اصح کہا اور وہ بھی کل روایات کے

اعتبار سے نہیں بلکہ اکثریت کے اعتبار سے ورنہ دوسری کتب میں بھی ایسی روایات موجود ہیں جن کا درجہ بخاری کی بعض روایات سے زیادہ ہے۔

حدیث رسول قرآن ہے

یہ بھی آپ کے علمی کمال کا ایک عظیم نکتہ ہے ورنہ حدیث رسول تشریح قرآن ہے قرآن نہیں شرح اور چیز ہوا کرتی ہے اور متن اور اصل کتاب اور چیز ہوتی ہے شرح اور اس لئے کہ (۱) قرآن کے الفاظ کلام ربانی ہیں حدیث کے الفاظ کلام نبوی ﷺ ہیں۔ (۲) قرآن میں کس ایک راوی کا لفظ نہیں ہے اور نہ رسول اللہ کا بلکہ نرا کلام ربانی ہے اور حدیث میں فرمان نبوی ﷺ اور روات کے جملے بھی ہیں۔ (۳) قرآن وحی متلو ہے حدیث وحی غیر متلو ہے۔ (۴) قرآن اللہ کا کلام ہے اور حدیث رسول اللہ کا اس لئے نماز میں قرآن کی تلاوت ہو سکتی ہے حدیث کی نہیں۔

بخاری پر ایک اور اعتراض، چترو ڑی کا علمی کمال

چترو ڑی صاحب راقم ہیں: اپنی کتاب جزء القرائۃ میں اخبار واحدہ کے متعلق ہی فرماتے ہیں قد تواتر الخبر عن رسول اللہ ﷺ یعنی امام کی پڑھائی کے ساتھ پڑھائی کرنے کی حدیث متواتر ہے حالانکہ متواتر اللفظ حدیث کوئی ایک ہی حدیث انما الاعمال بالنیات سے متعلق ہی علماء حدیث نے کہا ہے اور کوئی حدیث اس صفت کے ساتھ پورے ذخیرہ میں پائی گئی (ص ۹۳) اس میں موصوف نے بھی امام بخاری کے خلاف تعصب کا

اظہار کیا ہے ورنہ ممکن ہے کہ امام بخاری کے نزدیک قرات الفاتحہ علی الاطلاق تواتر معنوی سے ثابت ہو اور اس میں چتروڑی صاحب نے اپنے علمی کمال کا اظہار کرتے ہوئے اپنا علمی بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ حدیث انما الاعمال بالنیات متواتر اللفظ ہے حالانکہ علم الحدیث کے مبتدی پر جو محض اقسام حدیث مع التعارف پڑھ لے خوب جان سکتا ہے کہ علم اصول حدیث کے مطابق یہ روایت صحاح کے ادنی درجہ پر ہے جسے حدیث غریب کہتے ہیں یعنی وہ حدیث جس کی روایت راوی متفرد فی الروایۃ ہیں اور حدیث متواتر باللفظ وہ ہے جس کے ہر دور کے روای اس قدر بکثرت ہوں کہ عقل سلیم کے نزدیک ان کا اجتماع علی الکذب محال ہو اور متواتر باللفظ حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوء معقدہ من النار ہی ہے۔

اس سطح کے علم کے حامل اور پندرویں صدی کی شخصیت متنازعہ اور گستاخی اور بے ادبی میں مصروف بازاری زبان کے حامل شخص کو اپنی علمی بے بضاعتی پر افسوس کرنا چاہئے تھا ''مگر قوم دی کرلی جیہے چھتاں نال'' اپنی علمی حالت یہ ہے مگر اعتراض ان محدثین پر جن کی کتب احادیث وہ ہیں جن پر علم حدیث کی صحت موقوف ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس زند
میلش اندر طعنہ نیکاں دید

اللہ تعالی جب کسی کی پردہ دری چاہتے ہیں تو نیکوں کے اندر طعنہ زنی کا اس کو شوق دے دیتے ہیں یہی حال چتروڑی کا ہے کہ اللہ والوں کے خلاف زبان درازی شروع کردی۔

چتروڑی کے پاس لعنت کا کوٹا

چتروڑی صاحب نے بار بار اپنی کتاب میں دل کھول کر اساتذہ بخاری روات حدیث پر لعنت بھیجنے کی مشق کی ہے بقول حضرت قاضی شجاعبادی رحمۃ اللہ علیہ مرزا نے ایک کتاب میں مسلمانوں پر ایک ہزار بار لعنت کا لفظ دہرایا ہے تو اس پر قاضی صاحب نے فرمایا مرزا کے ہاں لاکھوں لعنتوں کا نزول ہوتا ہوگا تب ان میں سے ہزار لعنت کے لفظ مسلمانوں کے لئے نقل کئے ورنہ ہزار لعنت کا لفظ بھی لکھ سکتا تھا اسی طرح چتروڑی پر لعنتوں کے انبار اترتے ہیں جن میں سے کچھ ردات حدیث پر بھیج رہے ہیں مگر بے فکر رہیں سب واپس آجائیں گی اور چتروڑی کو دس گنا سے زیادہ ملیں گی۔

ہمارا شکوہ

چتروڑی صاحب سے وہی ہے جو انہوں نے اپنے ادبی نام والے رسالہ دمدمۃ الجنود علی دندۃ الیھود میں عثمانی سے کیا کہ یہ امام احمد اور اسلاف کے گستاخ ہیں اور توحید کی آڑ میں اسلاف کی توہین کرتے ہیں ہم بھی آپ سے یہی شکوہ کرتے ہیں کہ آپ اسلاف کی گستاخی کرتے ہیں انہوں نے امام احمد کی گستاخی کی اور آپ بخاری اور جملہ محدثین اور علماء احناف کے گستاخ ہیں۔

جناب چتروڑی کن کی بولی بول رہے ہیں

ہم ذیل میں اس دور کے منکرین حدیث کی عبارت نقل کرتے ہیں جوان لوگوں نے محدثین کتب حدیث اور احادیث کے فن کو علی الاطلاق قرآن اور اس کی تعلیم کا دشمن قرار دیا ہے تا کہ پتہ چل سکے کہ چتروڑی صاحب اصل میں کیا ہیں اور ہمیں خود کو کیا بتا رہے ہیں تا کہ وہ مخلصین جوان کی موسیقانہ خطابت کے دلدادہ ہو کر ان کو علامہ سمجھ رہے ہیں

عبارات منکرین حدیث

موجودہ دور کے منکرین حدیث میں سے ایک عزیز اللہ بوجیو ہے اور کچھ اس کے ہمنوا ہیں ذیل میں ہم پہلے بوجیو کی بدبودار عبارت لکھتے ہیں اور پھر اس کے ساتھیوں کی اور بعض دیگر موھنین بعنوان موحدین کی تا کہ آپ ان کے اور چتروڑی صاحب کے درمیان قدر مشترک کو پالیں اور ممکن ہے کہ ان سطور کے آنے پر چتروڑی صاحب باقاعدہ طور پر ان کے اندر شامل ہو کر ان کی سربراہی اختیار کر چکے ہوں یا لے چکے ہوں الجنس مع الجنس یمیل

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

بوھیو کی زبان درازی بخلاف حدیث ،روات حدیث ومحدثین امت

(۱)اور اللہ کی نظر میں قرآن کی نظر میں یہ نام نہاد وحی غیر متلو نامی علم حدیث کیا حیثیت رکھتا ہے قرآن کا فرمان ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث الخ (حجت صرف قرآن ہے ص ۴۸)

(۲) جناب قارئین! میرا خیال ہے کہ اس آیت اور حدیث کی قرآنی اصطلاح کے یہ معنی کہ مسلم امت کے پاس جو یزدجری دانش گاہ سے امامت نامی تحریک کی آڑ میں قرآن کا رد کرنے کے لئے جو علم حدیث کے نام سے علم ایجاد کیا گیا ہے جسے اللہ تعالی نے اس آیت میں لھو الحدیث قرار دیا ہے اور بادشاہ پرست دانشوروں نے اسے وحی غیر متلو کا نام دیا ہے (ص ۴۹)

(۳) اور انصاف بھی کریں کہ ان کا وحی غیر متلو والا علم الحدیث لیضل عن سبیل اللہ کے راستہ سے گمراہی کی طرف لے جانے والا ہے کہ نہیں ہے۔

(۴) بخاری کی اس حدیث میں جو کتاب کے شروع میں لائی گئی (یعنی انما الاعمال بالنیات)

اصحاب رسول کے عمل پر بدگمانی سے کی گئی۔ جن کے لئے قرآن فرماتا ہے۔ جو تیرے ساتھیوں سے بغض رکھتا ہوگا، جو ان کو دیکھ کر جلتا ہوگا۔ وہ کافر ہی ہوسکتا ہے تو بخاری اور اس کے استاد اماموں نے جو یہ حدیث گھڑی ہے یہ اصحاب رسول کے عمل ہجرت میں کیڑے نکالنے کی ایک ناپاک امامی جسارت ہے (حجت صرف قرآن ہے، ص ۵۱)

(۵) امام بخاری اور اس کے استاد اماموں کا ختم نبوت پر ڈاکہ (فتنہ انکار قرآن حصہ اول ص ۴۳)

(۶) اس آیت آیت نے ہی بخاری اور اس کے اساتذہ زہری اینڈ کمپنی کی بنائی ہوئی حدیث جعلی اور جھوٹی ثابت کردی حدیث ساز فیکٹری والوں نے یہ بھی لکھا (ص ۴۸)

(۷) بخاری کی حدیثیں جھوٹی ہیں (فتنہ انکار قرآن حصہ سوم ص ۶)

(۸) راقم ہے ان قرآن دشمنوں کی پہلی سازش تو یہ رہی ہے کہ یہ اپنی بنائی حدیثوں کے ذریعے قرآن کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کررہے ہیں یہ کہ کتاب وہ نہیں جو رسول اللہ کے زمانہ میں نازل ہوئی تھی۔ (ص ۵)

(۹) میری تحقیق میں شیعہ سنی دونوں اداروں کے امام قرآن دشمن ہیں۔ (ص ۶'

(۱۰) محترم قارئین مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب انگریزوں کے باغی اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے کمانڈر تھے اور بغاوت میں ناکامی اور شکست کے بعد وہ یہ مدرسہ قائم کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس ادارے کے لئے ہمیشہ کے واسطے حکومت وقت سے ہمیں کوئی مالی مدد اور گرانٹ نہیں قبول کرنی ہوگی سو جناب عالی ان معموں کو سمجھنے کے لئے ٹارچر شدہ کھوپڑی چاہیے۔

قارئین میں تو خود دیوبندی مکتب فکر والوں کا شاگرد ہوں۔ معزز قارئین ... مجھے معاف کیا جائے اب تو فرشتوں کی عبائیں قبائیں تار تار کرکے ان کا اصل چہرے کی نقاب کشائی کی کوشش کریں گے ان ہمیں ان کے فتوؤں کا کوئی خوف نہیں (ص ۸، ۹)

راغب الحسن کی آوارہ زبانی

(۱) لکھا ہے قرآن کے اس کھلے چیلنج کو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ آج تک اس (فاتو بحدیث مثلہ) کا جواب ان سے ممکن نہ ہوسکا لیکن مسلم قوم کی مذھبی پیشوائیت نے کیا کیا؟ انہوں نے عقیدہ وضع کیا وحی الہیٰ کی دو قسمیں ہیں ایک وحی متلو جو کہ قرآن ہے دوسری وحی غیر متلو (مہجور قرآن ص ۱۸)

انہوں نے مروجہ زرتشتی مذہب کی بنیادی تصورات مثلاً خدا، نماز، درود، رسالت، عبادت، عذاب، ثواب، قیامت وغیرہ کے تصوراتی عقائد کو عین اسلامی ثابت کرنے کے لئے بے پناہ علمی دلائل اور دانشورانہ صلاحیتوں کا استعمال کیا (مہجور ص ۱۹)

عزیز احمد کی زبان درازی

اور ہمارا بھی مقصود منتھی تھا کہ مسلمانوں کو بتلادیں کہ وہ تمام لٹریچر جو اسلامی کہلاتا ہے اسلامی نہیں ہے مجوسیوں اور یہودیوں کا تیار کیا ہوا ہے ایک ملمع ہے جو اسلام پر چڑھایا گیا ہے۔ ہماری تاریخ ہمارا فقہ ہماری روایات یعنی حدیثیں اور تفسیریں سب مجوسیوں نے تیار کی ہیں (ان مٹ باتیں ص ۱۱)

قارئین گرامی قدر! ان بے دین منکرین حدیث کی حدیث اور امام بخاری اور دیگر محدثین اور فقہاء اور علماء اہل سنت اکابر دیوبند کے خلاف زہر افشانی کو پڑھیں اور چتروڑی صاحب کی عبارات کو بھی پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا چتروڑی صاحب کی زبان وہی کچھ نہیں اگل رہی

؟ جواس کے ہم خیال منکرین حدیث کی ان مذکورہ عبارات میں موجود ہے فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کھلم کھلا انکار حدیث کر دیا اور احادیث کو علی الاطلاق قرآن دشمن کہہ دیا اور چتروڑی صاحب نے ابھی اس راہ کا سفر اختیار کیا اور منافقتاً حدیث کا مطلقاً انکار تو نہیں کر پائے مگر ان کا حال یہی بتا رہا ہے۔

میں ان کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات ان کی
میں ان کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی

مگر ہم کہیں گے

ظلم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی ارے ظالم تو کیا کی؟

چتروڑی جی

وقت تیزی سے جا رہا ہے اور پاؤں قبر کے قریب جا پہنچے ہیں ہمارا مشورہ تو یہ ہے کہ توبہ کر لیں اور اگر نہیں تو ایک ایک حدیث کو قرآن دشمن کہنے کی بجائے اپنے اندر کی بات صاف ظاہر کر دیں تا کہ لوگ آپ کے بارہ میں کسی شک میں مبتلا نہ رہیں۔ اس لئے

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

چتروڑی ادبی جواہر پارے

آپ نے جہاں دین پر علماء دین، فقہاء و محدثین کے خلاف لکھ کر دین اسلام پر "احسان" کیا ہے اسی طرح ادب اردو میں بھی اضافہ فرمایا چنانچہ اپنی تازہ تصنیف کے چند جملے ملاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں:۔

(۱) لعنتی راویوں نے اسڑ گھسڑ کر کے کتاب کی قدر و قیمت گھٹا کر رکھ دی (ص ۶)

(۲) زہری، شیعہ اور پھکڑ باز بھی ہے اس پر امام بخاری اتنے عاشق ہیں (ص ۳۴)

(۳) کسی لعنتی راوی کی اپج میں آ کر صحابی رسول کے متھے جھوٹ کا ٹکہ لگاتے ہیں۔ (ص ۳۹)

(۴) لیکن برا ہو اندھی تقلید کا جس نے بخاری جیسے محدث جلیل کو قرآن کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رکھا اور انہوں نے اپنی کتاب میں کسی راوی کی انٹ شنٹ میں آ کر... (ص ۴۹)

(۵) یا قال قال رسول اللہ کی لڑھ مچا دیگا۔ (ص ۸۷)

(۶) میاں بیوی دونوں چراغ بجھا کر خالی چسکارے مارتے رہے۔ ص؟۔

گویا چتروڑی صاحب کے اس ادبی نمونہ کو دیکھ کر ان کے مقرارنہ جملوں کو سمجھ لیجئے

ز گلستان من قیاس کن بہار مرا

چتر وڑی صاحب کی دس نمبری کا جواب

آپ کا الزام جو امام بخاری پر لگایا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو خداع کہا سراسر جھوٹ بہتان اور اختراع ہے اور لفظ اجاز ھذا لخداع بین المسلیمن ہے اور آپ نے یقول کا جملہ اپنی خانہ ساز تکنیک سے درج کیا ہے اور اس کا ترجمہ ہے کہ اس نے اس دھوکے کو مسلمانوں کے درمیان جائز کہا ہے اور انہوں نے یہ جملہ امام صاحب کے ایک مسئلہ کے بارہ میں کہا ہے جس پر علماء امت نے ان کی گرفت کی ہے اور دوران بحث ایسے جملے کا آ جانا عین ممکنات میں سے ہے۔ مگر آپ نے جھوٹ بول کر الزام تراشی کر کے اچھا کام نہیں کیا۔

اور قرءت فاتحہ کے بارہ میں بخاری کا قد تواتر کا دعویٰ کرنا ان کے اپنے علم کے مطابق ہے اور تواتر سے مراد لفظ نہیں معنوی ہے اور قرءت فاتحہ امام و منفرد پر واجب ہے اور مقتدی پر سے اس کا وجوب امام کی قرءت سے اتر گیا۔ اور الحمد للہ بخاری میں کہیں بھی قرآن کی مخالفت نہیں ہے اور ہمیں پندرویں صدی کے اس نام نہاد علامہ کی تحقیق کی ضرورت نہیں جسے تدریس حدیث سے مس بھی نہیں اور غور فرمائیں یہی الزام جو آپ بخاری پر دھر رہے ہیں کہ ان کو تعصب نے استاذوں اور شاگردوں سے دور کر دیا حقیقت ہو یا نہ ہو مگر آپ ایسے خوش نصیب انسان ہیں جو اپنے اساتذہ، پیر اور پوری امت کے اکابر سے کٹ گئے اور پھر کفر و شرک کی گن مشین چلا رہے ہیں۔

عجیب تضاد بیانی

آپ کا برقی مزاج ایسا ہے جو کبھی برف بن جاتا ہے اور کبھی آگ کہیں تو لکھتے ہیں امام موصوف کے فضائل وکمالات کے اعتراف کے باوجود۔ (ص ۲) کہیں لکھتے ہیں امام بخاری کی حسن نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا آپ نے دروس العلم کے پیش نظر فرض منصبی سمجھتے ہوئے کتاب لکھی ص ۷۔

اور جب جوش آتا ہے کہتے ہیں وہ علم قرآن سے بے بہرہ تھے بخاری میں قرآن کے خلاف نبویہ عزت کے خلاف اہانت آمیز فقرے ہیں اصحاب النبی پر بہتانات ہیں۔ ص ۳۔

کہیں تو ان کو جلیل القدر محدث کہتے ہیں ص ۶۔

اور کہیں بے علم غیر مقلدین ص ۱۵۔

اور کہیں مقلدین عالم ص ۱۱۴۔

ہم آپ کی اس رنگیت کے بارہ میں کیا کہہ سکتے ہیں

بخاری کی روایاتسے آپ نے جو جو مفاہیم اخذ کئے ہیں ان کا تصور امام بخاری کے ذہن میں تھا اور نہ بخاری کی روایات سے وہ باتیں جو آپ نے کشید کی ہیں ثابت ہوتی ہیں اس اعتبار سے کہ امام بخاری نے اپنی تحقیق کے مطابق اخذ حدیث ردات کے بارہ میں انتہائی قوی شرائط رکھی ہیں اور محدثین امت اس کو تسلیم کیا ہے اور اسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے مگر اس کا یہ معنی نہیں کہ بخاری کی ہر روایت دوسری کتب کی ہر روایت سے اقویٰ ہے بلکہ

دوسری کتب میں بخاری سے بعض اعلی درجہ کی روایات بھی موجود ہیں اور یہ بھی بعض حضرات کی رائے ہے کہ موطائے امام مالک اصح الکتب ہے اور اس کے علاوہ بھی صحاح ہیں آپ محض تعصب کی بناء پر غالباً منکرین حدیث کی کتب پڑھ کر ان کے خلاف ہوئے۔

علماء اور محدثین بخاری کی محبت میں اندھے نہیں ہوئے بلکہ آپ بخاری اور محدثین کے بغض کی آگ میں جل کر یہ جملے نقل کئے ہیں اور پانی علمی بساط کو ظاہر کرنے کے لئے ایک لایعنی بحث چھیڑ دی کہ ایسا فقرہ جوتے انوہس نے نہ ذات باری کی پرواہ کی نہ کلام اللہ القرآن کی جس طرح اللہ کا بعد کوئی نہیں اسی طرح کتاب اللہ کا بعد بھی حالانکہ اس کا مطلب اتنا ہے کہ کتاب اللہ تو کائنات کی سب کتب سے اصح ہے اور اس کے کسی ایک جملے میں شک وشبہ نہیں اور وہ اپنے منقول ومروی ہونے کے لحاظ سے لاریب متواتر ہے اور ہر دور میں اس کی صحت اور کتاب اللہ ہونے کے گواہ اس قدر ہیں کہ موافق مخالف ہر ایک کو یقین ہے کہ قرآن وہی کتاب ہے اور اسی صورت میں ہے جو حضرت محمد رسول اللہ پر نازل ہوئی تھی اس کے بعد اپنی سند کے اعتبار سے غالباً جوامع میں پہلا درجہ بخاری کا اصح الکتب ہونے کا ہے اور غیر جامع کتب بے شک اس سے اصح روایات پر مشتمل ہوں مگر اس کا اصح ہونا جوامع کے اعتبار سے ہے۔

جہالت یا

چترو ڑی صاحب راقم ہیں ”رہی حدیث رسول ﷺ وہ خود قرآن کی تشریح ہونے کے لحاظ سے خود قرآن ہی ہے“ اس کی توضیح ہو چکی کہ قرآن وحدیث کا فرق ہے قرآن وحدیث دونوں اپنے اپنے مقام پر حجت ہیں اور قرآن میں یعلمھم الکتاب والحکمۃ میں

حکمت سے مراد فرامین وتربیات نبویہ ہیں اور اس کا عطف کتاب پر اس کی دلیل ہے کہ وہ دونوں مستقل حجت ہیں۔ اور دونوں چیزیں علیحدۃ علیحدۃ حیثیت رکھتی ہے کلام اللہ علیحدہ چیز ہے کلام رسول ﷺ علیحدہ چیز۔ جناب سرور کائنات نے بھی فرمایا ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ یہاں بھی کتاب پر سنت کا عطف پڑ رہا ہے جناب موصوف اس نمبر میں فرماتے ہیں "یہ فقرہ بھی بے علموں کا ملتا ہے کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" واہ رے علم کے قبہ صاحب! اللہ تعالی تکبر کا سر نیچے کرتا ہے اس لئے علم کے نام پر جہالت کی باتیں نکلتی ہیں ورنہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا مطلب واضح ہے اور برحق اور وہ یہ ہے کہ سب سے اعلی شان اللہ کی ذات کی ہے جو پوری کائنات کا خالق، مالک اور رب اور معبود و مشکل کشا، حاجت روا، جامع صفات کمال منزہ از نقصان و زوال، دائمی ابدی ذات، واجب الوجود، بے مثل، بے مثال ہے اور خالق کے بعد جب مخلوق کا درجہ اور مرتبہ شروع ہوتا ہے تو آپ پوری مخلوق میں سب سے بڑی شان والے ہیں لمبی چوڑی تفصیل جس قدر بھی بیان کی جائے اس کا خلاصہ مختصر سی بات میں یہی ہے کہ اللہ جل وشانہ کی ذات اقدس کی عظمت شان کے بعد سب سے زیادہ عظمت شان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے اس نام نہاد علامہ زعیم علم وادب مگر خالی از فہم وفراست کو یہ کم علموں کی بات نظر آتی ہے جیسا کہ "چھپڑ کے مینڈک کو اپنا چھوٹا سا گڑھا سمندر سے بڑا نظر آتا ہے۔ یا سوجے ہوئے جسم والا لوگوں کو موٹا تازا اور تندرست نظر آتا ہے۔

نمبر ۵۔ فرماتے ہیں بخاری اپنی مثال آپ تھی کاش کہ موت ان کو اپنی کتاب پر نظر ثانی کا موقعہ دیتی۔ (ص ۶) لیکن کیا کہا جائے اتنے بڑے جلیل القدر محدث بخاری نے خزف ریزے کی چھانٹ کانٹ سے پہلے ہی دنیا سے روانگی کا کوچ باندھ لیا اور کتاب میں لعنتی راویوں کی بھرمار ہوگئی۔ (ص ۶) لیکن حسن نیت کے ساتھ بصیرت قرآن ہونا لازمی تھا جس

کے لئے وقت نے آپ کا ساتھ نہ دیا اور لعنتی راویوں نے اسڑ گھسڑ کر کے کتاب کی قدر و قیمت گھٹادی اور یہی وجہ ہے کہ کتاب میں باطل روایات کی بھر مار ہے۔ (ص ٦)

اس عبارت میں موصوف نے کئی چکر دیئے کہ کتاب بے مثال تھی مگر جناب چتروڑی آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ کتاب بے مثال تھی کیا دوسری کتابوں میں احادیث نہیں آپ کے بقول جب اس کتاب میں باطل روایات ہیں تو کیسے بے مثال؟ اور کس چیز میں؟ پھر امام بخاری کو کیوں وقت نہ ملا؟ کتاب جمع کر لی مگر حق باطل نہ پہچان سکے اور پتہ نہیں کہ اسڑ گھسڑ کس خزانہ ادب کا ہیرا ہے یا چتروڑی حیرہ پھر ایک سانس میں لعنتوں کی مشق کرنا چتروڑی صاحب کا خاص وظیفہ ہے جبکہ حدیث کے مطابق جب کسی پر لعنت کی جائے اور وہ لعنت کے لائق نہ ہو تو لعنت واپس لاعن پر لوٹتی ہے اس طرح کفر و شرک کے فتاوے بھی اس مفتی کی طرف لوٹتے ہیں جس نے کسی مسلمان پر لگائے اور ہر چیز کے اپنے اثرات ہوا کرتے ہیں دیندار مسلمان کی جوں جوں عمر بڑھتی ہے اس میں سنجیدگی، متانت اور حقیقت پسندی آتی ہے اور دوسروں کی جوں جوں عمر بڑھتی ہے اول فول بکنے کو شغل بنا لیتے ہیں۔

(نمبر ٦) راقم ہیں امام بخاری کی حسن نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا (ص ٧) ہاں یہ کہنا کہ جس روایت کو امام بخاری پاس کر دیں بس وہ پل سے پار ہو گئی یہ صریح غلط ہے۔ بخاری.... جس میں قرآن کے خلاف خود صاحب حدیث ﷺ کی حیثیت نبویہ عرفیہ کے خلاف اصحاب رسول ﷺ کے خلاف کافی مواد بھر دیا گیا ہے۔ امام بخاری کی عظمت شان اپنی جگہ مسلم مگر عزت رسول ﷺ پر لاکھوں بخاری قربان کئے جا سکتے ہیں۔ (ص ٧) اس لئے لایعنی عبارت میں عجیب تضاد ہے کہ بخاری کی حسن نیت پر شک بھی نہیں مگر اس کی کتاب میں قرآن کے خلاف مواد بھی ہے اور امام بخاری کی عظمت شان بھی قرآن، نبی اور صحابہ کے خلاف روایات جمع کرنے کے باوجود قائم ہے بخاری جس حدیث کو پاس کر دیں ان کی نیت

خیر اور اخلاص کے باوجود وہ چترو ڑگڑھی پل سے پار نہیں ہوتی بلکہ اس جانب ہی قائم رہتی ہے پتہ نہیں وہ پل اس قدر خطرناک کیوں ہے کہ روایت کو پار نہیں ہونے دیتی اور پار ہو کر خدا جانے اس نے کہاں جانا تھا کام تو اس نے یہیں آنا تھا پل پار کا کیا مطلب؟

نمبر ۷:۔ جو لوگ بخاری کتاب حدیث کو قرآن پر مقدم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بخاری کے بغیر قرآن سمجھ نہیں آتا یا وہ لوگ جو کلی طور پر بخاری شریف کو صحیح اور بے غبار جانتے ہیں وہ یا تو قرآن مقدس پر ایمان نہیں رکھتے اور یا پھر اتنے اجہل ہیں جو لا یعلمون الکتاب الا امانی وان هم الا یظنون کا مصداق ہیں۔ (ص ۸)

اگر بعض آیات احادیث کے بغیر سمجھ نہیں آتیں تو بعض احادیث قرآن کے بغیر سمجھ نہیں آتیں۔ ماانا علیه واصحابی کا مفہوم کلی قرآن کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔ (ص ۸، ۹)

خدا جانے اس عبارت سے موصوف کا کچھ منشاء بھی ہے یا خواب کی بڑ ہے کون لوگ ہیں جو بخاری کو قرآن پر مقدم سمجھتے ہیں یا کہتے ہیں قرآن بخاری کے بغیر قطعاً سمجھ نہیں آتا میرے خیال میں تو غیر مقلد بھی یہ جرات نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہنا کہ جس طرح قرآن بغیر حدیث سمجھ نہیں آتا تو بعض احادیث قرآن کے بغیر سمجھ نہیں آتیں یاما انا علیه واصحابی کا مفہوم بغیر قرآن کے سمجھ نہیں آتا یہ تقسیم کیسی ہے؟ جب اصل الاصول قرآن ہے اور حدیث اس کی شرح و عملی تفسیر ہے تو اس میں یہ بات کہ فلاں بغیر فلاں سمجھ نہیں آتی کیا معنی؟ اور پھر کتاب اللہ اور سنت رسول کو دو متقابل چیزیں بنا کر پیش کرنا کون سی دینی سوچ ہے سنت سنت ہے قرآن قرآن ہے جیسے رسول اللہ کے تابع ہے، حدیث رسول قرآن کے تابع ہے مگر السنة قاضية على كتاب الله کا مطلب یہ ہے کہ سنت کتاب اللہ کی مراد کو سمجھنے کے لئے معیار ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ کیا سنت تفسیر، تشریح قرآنی نہیں مگر قاضیہ کا معنی موصوف نے حکم سمجھ لیا ہے۔

نمبر۸:۔امام بخاری نے جب اپنی کتاب کا نام رکھا الجامع المسند الصحیح تو پھران کی کتاب میں باطل روایات غیر مسند غیر صحیح موقوفات ،منقطعات، مرسلات وغیرہ کیوں پائی جاتی ہیں۔(ص۹) حالانکہ امام بخاری نے ایسی چیزیں تراجم الابواب میں لائی ہیں اور احادیث کے اندر ایسی چیزوں کو نہ داخل کیا ہے نہ نقل اور جو دوسروں کے اقوال ہیں وہ ترجمۃ الباب اور تابع کی صورت میں ہیں مقصودی طور پر نقل نہیں کیے گئے اس کے بعد انہوں نے اپنے لعنت کے خاص کوٹے سے راویوں کو نوازا ہے وہ خود انہی کو ملے گا دائما ابداً۔

نمبر۹:۔فرماتے ہیں ہم نے حسبةً لله بتوفيق الله صرف اور صرف ذب عن القرآن ورذب عن الرسول کے لئے یہ پہاڑ سر پر رکھ لیا۔(ص۱۰) موصوف نے پھر امام صاحب کے ماننے والے حنفیوں کو تمغات سے نوازا اور اذالم تستحی فاصنع ما شئت کا جملہ جو خود ان پر فٹ آتا ہے دوسروں پر چسپاں کیا اور امام صاحب کے عدم سماع کے قائل ہونے کا راگ الاپا جب کہ امام صاحب کی تحریرات اور ان کی سندات گزر چکی ہیں جن سے ان کے حیات قبر اور سلام علی القبر خطاب وکلام بالمیت کے قائل ہونے کا ثبوت آچکا ہے آخر میں لکھتے ہیں امام اعظمؒ کے مذہب کے دشمن (قائلین سماع) خود ہیں اور ہم خدام ابی حنیفہؒ کو منکر حدیث کہہ کر بدنام کرتے ہیں۔(ص۱۱) آپ جیسے خدام ابی حنیفہ ہی مذہب ابی حنیفہ کے دشمن اور احادیث صحاح متعلقہ حیات وسماع فی القبر کے واقعی منکر ہیں اور آپ کو کون بدنام کرسکتا ہے آپ نے خود کوئی اپنے بدنام اور یاوہ گو ہونے کی بنا پر وہ مقام حاصل کرلیا ہے کہ آپ کو جو بھی بدنام کرنے کی کوشش کرے گا آپ کا مقام اس سے کہیں آگے پائے گا اور آپ کی اپنی زبان اور قلم جو کام کررہا ہے وہ کچھ کم ہے؟

نمبر۱۰:۔کوئی محدث اور فقیہ ایسا نہیں ہے جو تلمذاً قراءۃ سماعاً امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد نہ ہو۔(ص۱۱) ہر وہ روایت جو قرآن کے خلاف ہوتی اس کو کاٹ کر رکھ دیتے تھے (ص۱۲)

بہر کیف امام صاحب کی قرآن پر نظر عمیق تھی۔امام بخاری چونکہ روایت کے پرستار تھے قرآنی بصیرت سے خالی آدمی امام اعظمؒ کو خداع نہ کہے تو اور کیا کہے فالی اللہ المشتکیٰ (ص۱۲) ہم کیا پوچھ سکیں گے کہ صحاح ستہ کے محدثین امام احمد بن حنبل، امام شافعی تلمذاً یا قرءۃ یا سماعاً امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں؟ ان میں بلاواسطہ ایک بھی امام صاحب کا شاگرد نہیں ہے پھر سماعاً، قراءۃ اور تلمذاً کا تکلف کیا ہے۔اگر آپ میں عقل قائم ہوتی تو فرماتے کوئی محدث اور فقیہ ایسا نہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ امام ابوحنیفہ کا شاگرد نہ ہو مگر لکھا کیا؟ چونکہ آپ نے اپنے دس نمبر یہ نکات پورے کرنے تھے ان کو پورا کر دیا ورنہ یہ ساری لا یعنی بات چند ایک سطور میں آسکتی تھی تطویل لاطائل کی ضرورت ہی نہ تھی۔

مگر ہم نے ان دس بے جوڑ بے معنی عبارات کا جواب دینا اس لئے ضروری سمجھا کہ موصوف کہیں علامی الامی میں نہ پڑ جائیں اور کہیں کہ میرا جواب کوئی نہیں دے سکا۔لاجواب ہے اپنا فرمایا ہوا۔

اِن اور اُن میں مشابہت

منکر حدیث عزیز اللہ بوھیو اور اس کے ہم نواؤں نے بخاری اور احادیث بخاری کے بارہ جو لب ولہجہ اختیار کیا ہے جناب چترو ڑی نے اسی کا چربہ چبایا اور کھایا ہے اور ہم نے بھی انہیں کے جملوں میں ان سے جواب عرض کرنے کی ٹھانی تا کہ یہ نہ جانیں کہ میرے ادبی خزانہ سے ان کم علموں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

منکرین حدیث کا بخاری کی پہلی حدیث پر تبصرہ، عزیز اللہ بوھیو کی زبان درازی

جناب چترو ڑی نے بخاری کی پہلی حدیث غریب کو اپنے علمی زور پر متواتر بنا دیا ہے مگر دیکھئے کہ منکرین حدیث اس حدیث بخاری کے بارہ کیا گوہر افشانی کرتے ہیں چنانچہ عزیز اللہ بوھیوی راقم ہے۔

(۱) جناب قارئین بخاری کی اس حدیث میں جو کتاب کے شروع شروع میں لائی گئی ہے تو کتاب کی شروعات ہی اصحاب رسول کے عمل پر بدگمانی سے کی گئی ہے۔

اور وہ بھی ایسے عظیم انسانوں کی شان کے خلاف جن کے لئے قرآن فرماتا ہے اے محمد (ﷺ) جو تیرے ساتھیوں کے ساتھ بغض رکھتا ہوگا جوان کو دیکھ کر جلتا ہوگا جو اپنے اندر کی غیض اور نفرت سے جلتا ہوگا اور وہ کافر ہی ہوسکتا ہے۔

تو بخاری اور اس کے استاد اماموں نے جو یہ حدیث گھڑی ہے یہ اصحاب رسول کے عمل ہجرت میں کیڑے نکالنے کی ایک ناپاک امامی جسارت ہے (حجت صرف قرآن ص ۵۱)

(۲) اب غور فرمائیں کہ قرآن کہاں لے جارہا ہے اور یہ یزدجری دانش گاہ کے امام نامی دانشور اپنی گھڑی ہوئی نام نہاد وحی غیر متلو کی حدیثوں سے کہاں لے جانا چاہتے ہیں میری اس تنقید کو کوئی شاید علم حدیث سے دشمنی کی الزام بازی سے تعبیر کرے کہ عزیز اللہ منکر حدیث ہونے کے ناطے علم حدیث پر جھوٹے الزام لگا رہا ہے (ص ۵۳) گویا اس منکر حدیث نے بخاری کی پہلی حدیث کو صحابہ کرام کے خلاف اور دشمن قرار دیا اور بظاہر صحابہ کرام کی عظمت کو قرآن سے ثابت کر کے حدیث کو مخالف قرآن اور مخالف صحابہ کرام بتایا اور یہی روش

جناب چتروڑی نے احادیث بخاری کے بارہ اختیار کی چنانچہ راقم ہے۔

نمبرا۔قرآن مقدس میں صحابہ کرام کو ایمان کا معیار بتایا گیا ہے۔(ص ۳۶)

بخاری محدث کا صحابہ پر نفاق کا فتوی (کے عنوان سے لکھا) لیکن بخاری محدث کسی اندر کے روگی راوی پر کلی اعتماد کر کے اپنی کتاب میں یہ ٹانک رہے ہیں کہ ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی ﷺ کلھم یخاف النفاق علی نفسه (ص ۳۷)

نمبر۲۔تعجب تو بخاری پر ہے کہ انہوں نے من وعن بے چون وچرا صحابہ کرامؓ کی حیثیت عرفیہ کو داغدار کرنے والوں اور لعنتی راویوں کے سینہ بسینہ ہو کر قرآن سے اتنی بے اعتنائی برتی کہ اہل رفض کے چھپے انداز میں ہمنوا بن جانے کا خیال بھی نہ کیا تابعین میں کثرت کے ساتھ غلو ورفض پایا جاتا تھا۔اور بخاری صاحب شیعہ نوازی میں اسکے ساتھ ہو گئے۔(ص ۳۸)

ان دونوں کی دونوں عبارتوں کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ عظمت اصحاب رسول کی آڑ میں یہ دونوں فرقے کس قدر حدیث رسول کی دشمنی میں یک زبان ہو چکے ہیں؟۔

اس پر چتروڑی الزامات کا رد

اب ہم ذیل میں بخاری پر چتروڑی کی مخالفت قرآن میں روایات لانے کے الزامات کا نمبر وار رد کرنا چاہتے ہیں غور سے توجہ فرمائیں۔

بددین وملاحدہ کا مشترکہ حربہ

ہمیشہ اسلاف سے بدظن ہی رہا ہے اس لئے وہ اپنے اپنے انداز نفسانیت پرستی سے اسلاف

پر سے اعتماد اٹھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو صحابہ کرام پر تنقید جائز جانتے ہیں اور بعض ان پر بدظنی کر کے ان کو (العیاذ باللہ) ایمان سے خارج جانتے ہیں اور اسی بناء پر ان کا ایک طبقہ موجودہ قرآن کو محرف کہتا ہے اور وہ سب حدیث کے منکر بن گئے اس لئے کہ یہ صحابہ کرام کی روایات ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف زبان درازی کی جرات نہ ہوئی اور بظاہر قرآن کے قائل بھی بن گئے مگر انہوں نے تابعین تبع تابعین کو ناقابل اعتماد اور جعل ساز بنا دیا اور کہا انہوں (تابعین ، تبع تابعین) نے قرآن دشمنی میں قرآن کو اپنے اصل مقصد سے ہٹانے کے لئے من گھڑت علم حدیث بنایا ہے اور اس لئے حجت صرف قرآن ہے اور ان کو یہ ہوش نہ رہا کہ جس طرح قرآن کو ماننے کے لئے صحابہ کو برحق اور سچا ماننا ضروری ہے اسی طرح تابعین تبع تابعین اور امت کے اکثریتی طبقہ کو برحق جاننا بھی ضروری ہے ورنہ قرآن پر ایمان ناممکن اور یہ ماننا محال ہے کہ پوری امت جو ہر دور میں قرآن کی راوی اور شاہد رہی ہے ان کی تصدیق و توثیق کے بغیر قرآن کے قرآن ہونے کی دلیل قطعی قائم رہے انہیں لوگوں میں منکرین حدیث جو خود کو اہل قرآن کہتے ہیں شامل ہیں اس لئے انہوں نے علم حدیث کا انکار کر دیا اور محض قرآن کے ماننے کے مدعی بن گئے اور اس طرح جب حدیث رسول اور اعتماد سلف سے جان چھڑا کے تو قرآن کو من مرضی تاویلات کے ذریعہ اپنے اس اصلی مقصد سے ہٹا دیا جس کے لئے اللہ نے رسول کو قرآن دے کر ترجمان القرآن بنا کر بھیجا اور آپ نے اپنی حدیث و سنت سے قرآن کی علمی و عملی تفسیر ارشاد فرمائی اب وہ نماز سے لیکر وضو تک پورے دین کی من مانی تشریح کر کے کفر میں جا پڑے اور پوری بنیادیات اسلام نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا انکار کر دیا۔

اور انہیں کا ایک طبقہ ہے جو بظاہر منکر حدیث نہیں بلکہ بعض تو خود کو کہتے ہیں اہل حدیث مگر ہر

وہ حدیث جوان کی ہوائے نفسانی کے خلاف ہواس کا برملا انکار کردیتے ہیں اور رواتحدیث پر تنقید کر کے ان کو نا قابل اعتماد ثابت کر کے ان کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں ان میں سے ایک یہی ذات شریف چتروڑی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی عظمت کا بظاہر اقرار کرتے ہیں مگر ان کی تعلیم پر مشتمل ذخیرہ حدیث کو اپنی من مانی تفسیر قرآن کے خلاف قرار دے کر پوری تعلیم نبوی اور تعلیم صحابہ کا انکار کردیتے ہیں چتروڑی صاحب کی تابعین کے خلاف بعض ہرزہ سرائیاں گذر چکی ہیں اور بعض آگے آرہی ہیں چنانچہ سرور کائنات ﷺ ان لوگوں کے بارہ صاف ارشادات فرماتے ہیں جن میں سے بعض کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

حلال وحرام قرآن وحدیث سے

جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ نے فرمایا الا وانی اوتیت القرآن و مثله معه الایو شک الرجل شبعان علی اریکة یقول علیکم بهذا القرآن فماوجد تم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ماحرم رسول الله کما حرم الله الا لایحل لکم الحمار الااهلی ولا کل ذی ناب من السباع الخ رواہ ابوداؤد والدارمی، ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۲۹۔

خبردار مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس جیسی چیز دی گئی ہے ہوشیار رہو عنقریب ایک شکم سیر اپنے تکیہ دان سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے کہنے لگے گا بس اس قرآن سے لگے رہو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے ہی حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو حالانکہ جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام بتایا ہے وہ اسی طرح حرام جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے خبردار تمہارے لئے

خانگی (پالتو) گدھا حلال نہیں اور نہ کچلی والا درندہ جانور۔

قرآن کے ساتھ حدیث لازم ہے

فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص تکیہ لگا کر یہ گمان کرنے لگے گا کہ اللہ نے کچھ حرام نہیں کیا سوائے اس کے جو قرآن میں ہے خبردار! بخدا میں نے کچھ حکم دیے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور کچھ چیزوں سے روکا ہے وہ قرآن جیسی ہیں یا زیادہ ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

تنبیہ نبوی

فرمایا میں تم میں سے ایسا شخص ہرگز نہ پاؤں جو تکیہ لگا کر بیٹھ جائے اور اس کے پاس میرا حکم پہنچے جو میں نے حکم دیا ہو یا روکا ہو تو یہ کہہ دے کہ لا ادری ماوجدنا فی کتاب اللہ اتبعنا ہم نہیں جانتے جو ہم نے قرآن میں پایا صرف اس کی اتباع کریں گے۔ (رواہ احمد ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی فی الدلائل، مشکوۃ ص ۲۹)

امت کی اجماعی راہ پر چلنا قرآن وحدیث کے عین مطابق اور لازم ہے

ان ارشادات نبویہ سے واضح ہوا کہ جس طرح قرآن کے احکام پر عمل لازم ہے اسی طرح فرمان نبوی (حدیث) پر اور امت کی مجموعی راہ پر اور یہی مضمون قرآن میں بوضاحت ہے

صراط الذین انعمت علیھم، والذین اتبعوھم باحسان، رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اوردیگرآیات سے چنانچہ امت کی راہ کے تارک کا جرم بیان کر کے فرمایامن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم وساءت مصیرا۔

جواللہ رسول کی خلاف ورزی ہدایت کے حل جانے کے بعد کرے اور مومنین (من اصحاب النبی الی یوم القیامۃ) کی مجموعی راہ کو چھوڑ دے تو ہم اسے ادھر ہی پھیرتے چلے جائیں گے وہ جدھر پھرے گا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

اسی طرح فرمان نبوی میں بھی ہے کہ امت کی اجماعی راہ ہدایت والی ہوگی اور اس سے بھٹکنے والا جہنمی ہے چنانچہ فرمایاان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ فانہ من شذ شذ فی النار ۔یقیناً اللہ تعالی میری امت کو(یا فرمایا) امت محمد کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کی مدد کا ہاتھ جماعت پر ہے اور علیحدگی اختیار کرنیوالا جہنم میں علیحدہ کر کے ڈال دیا جائیگا اور فرمایااتبعوا السواد الاعظم امت کے بڑے انبوہ کے پیچھے چلو جو علیحدہ ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ان فرامین ربانی اور ارشادات رسول پاک علیہ الصلوۃ سے واضح ہوا قرآن وحدیث اور اسلاف کی راہ ہدایت والی راہ ہے اور جو اس سے ہٹے گا خواہ قرآن کے نام پر ہٹے وہ نہ قرآن کو جان اور سمجھ سکتا ہے نہ ہدایت اور جنت پا سکتا ہے اس لئے روات حدیث کے خلاف زبان درازی کرنے والا دراصل حدیث رسول کا منکر ہے اس لئے اسلاف پر اعتماد ہر دور کے ہر طبقے پر لازم ہے ورنہ وہ نہ قرآن کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے نہ سنت کو اور تابعین کا دشمن قرآن وسنت کا کبھی دوست نہیں بن سکتا۔

صراطِ مستقیم

جس پر چلنے کا حکم سورۃ فاتحہ میں اور پھر پورے قرآن میں جا بجا ہے اس کو صراط القرآن والحدیث کے بجائے صراط الذین انعمت علیھم کے تعبیر کیا ہے اور منعم علیہم کے چار گروہ من الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین کو قرار دیا گیا ہے اور جہاں یتلو علیھم آیاتہ ویعلمھم الکتاب ہے وہاں ساتھ سنت نبوی الحکمۃ بھی ہے معلوم ہوا قرآن وسنت کی راہ صحابہ والی ہے اور صحابہ کی راہ پوری امت کی اجماعی راہ ہے اور جو اس سے ہٹے وہ بحکم قرآن جہنمی ہے۔

اب ہم ذیل میں چترو ڑی صاحب کے قرآن و بخاری کے نام نہاد تقابل کی حقیقت پیش کرتے ہیں۔

واضح رہے:۔

کہ ان احادیث کو جنہیں چترو ڑی یا اس کے ہمنوا منکرین حدیث نام نہاد اہل قرآن نے قرآن کے خلاف قرار دیا ہے ان کو صرف بخاری نے نہیں بلکہ دیگر اکثر کتب حدیث میں بھی ان کا اخراج کیا گیا ہے مگر چونکہ بخاری کا درجہ روایات محتاط و بلند ہے اس لئے اس کے خلاف لکھنے سے ملحدین کا مقصد پورا ہو جاتا ہے کہ علماء حدیث کے نزدیک جو اصح الکتب ہے جب اسکو قرآن کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو دوسری کتب بطریق اولی غیر معتبر ثابت ہو جائیں گی اور جن محدثین نے فلاں فلاں چند روایات قرآن کے خلاف نقل کی ہیں او رکذب کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے ان کی دوسری روایات پر بھی کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ سازش صرف بخاری کے خلاف نہیں بلکہ پورے ذخیرہ حدیث کے خلاف ہے اور جب حدیث اور امت کے اجماعی راہ سے بغاوت اختیار کر لی تو قرآن کو اپنی مرضی کی تاویلات کے مطابق استعمال کرنا آسان ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ یہ لوگ ابن سبا کے خارجی طبقہ کی راہ پر چل کر قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کی بھینٹ چڑھا کر اپنی نفس پرستی اور من چاہی زندگی قرآن کے نام پر اپنانا چاہتے ہیں مگر اہل اسلام ان کو اس طرح کامیاب نہیں ہونے دیں گے انشاءاللہ۔

چترو ڑی صاحب کا نام نہاد تقابل قرآن و بخاری

موصوف نے اپنی اس کتاب میں چون (۵۴) عنوانات بصورت تقابل پیش کیے ہیں یعنی پہلا عنوان قرآن مقدس اور پھر مقابلہ میں بخاری محدث ذیل میں ان سب کا تجزیہ پیشِ خدمت ہے۔

تقابل نمبر ا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خودکشی کا ارادہ:۔

لکھتے ہیں:۔قرآن مقدس،

''جو شخص خودکشی کرتا ہے وہ کفر پر مرتا ہے کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر مرتا ہے اگر اللہ کی رحمت کو پیش نظر رکھتا تو قطعاً خودکشی نہ کرتا'' اسی وجہ سے اللہ کے رسول کریم ﷺ نے موت کی تمنا رکھنے والے کو پسند نہ کیا اور تمنا موت کرنے سے منع فرمادیا اور قرآن مقدس نے صاف فرمادیا لا تیئسوا من روح اللہ فانہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم لکافرون (یوسف آیت نمبر ۸۷)

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوا کر کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والا کافر ہی ہوتا ہے

(ص ۱۲ تا ۱۳)

بخاری محدث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین:۔

امام بخاری اپنے امام زہری کے ذریعے فترۃ الوحی کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ وحی نہ آنے کی وجہ سے آپ اتنے ملال میں آئے کہ کئی بار آپ ﷺ خودکشی کرنے پر تیار ہو گئے اگر جبریل آکر دلاسہ نہ دیتا.....الخ (ص ۱۳)

نہ بخاری کو قرآن کا علم نہ ان کے امام زہری کو علم نہ امام بخاری کو حیثیت نبوی کا پاس نہ زہری ایسے بکواسی کو دونوں نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار کفر پر مرنے کی تیاری

کروائی.....(ص۱۴)

امام بخاری جس سے جھانسہ تو دیا تھا کہ میری کتاب سند ہے مگر زہری ایسے بکواسی کی مرسل روایت کو اور وہ بھی رسول اللہ کی پاک طینت پر خودکشی کرنے کا حملہ کر رہی ہے یہ کس طرح باور کیا جائے کہ ان کے دل میں قرآن اور حامل قرآن کی کس قدر اہمیت ہے...(ص۱۴تا ۱۵) روایت جمع کرنے کے شوق میں بخاری نے بھی نہ سوچا کہ جس پاک شخصیت کے ناموس کی خاطر احادیث جمع کر رہا ہوں اس کی توہین آور حدیث بھی بیان کر رہا ہوں ..(ص۱۵)

کیا یہ امام بخاری کا تدین ہے یا لعنتی راویوں کی کاٹا گری ہے؟ کیا امام بخاری اس جرم سے بری ہو سکتے ہیں؟ (ص۱۵)

الجواب:۔

یہ وہ جملے ہیں جو چتروڑی صاحب نے بقول اپنے جلیل القدر نیک نیت مگر قرآن سے بے بصیرت امام بخاریؒ کی طرف منسوب کر کے توہین نبوی کا ارتکاب کیا ہے جبکہ حسب عادت چتروڑی صاحب نے اپنی من گھڑت بات کو قرآن پر تھونپ کر من مانے مطلب کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہ خودکشی کرنے والا کفر پر مرتا ہے کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر مرتا ہے اب بتایئے کہ چتروڑی نے جو اس کے کفر ہونے کی دلیل بتائی ہے یہ دلیل قرآن سے ہے؟ ہرگز نہیں یہ اس کی خانہ ساز دلیل ہے اور کہیں قرآن میں نہیں ہے کہ خودکشی کرنے والا کافر ہے اس لئے کہ رحمت الٰہی سے مایوس ہو کر مرتا ہے جبکہ وہ رحمت الٰہی سے مایوس نہیں بلکہ اپنے دکھ سے متاثر ہو کر مرتا ہے اپنے کردار یا دنیا کے حالات سے مایوس ہوتا ہے اس لئے قرآن کی آیت لا ییئس من روح اللہ کو پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ یہ

آیت خودکشی کرنے والے کے کفر کی دلیل ہے اور نہ کسی فقیہ نے اسے کافر کہا ہے۔ مگر چتروڑی نے خودساختہ اصول پر قرآن کو فٹ کر کے خودکشی کرنے والے کو کافر کہا اور پھر امام بخاری کی روایت کو آڑ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر کے فتویٰ کا شوق پورا کیا ورنہ آیت کے مضمون کا خودکشی کے مسئلہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور ہر مقام پر ان کی یہی عادت ہے کہ اپنی خودساختہ تاویل کو قرآن پر تھوپ کر اپنی اس عبارت پر کفر کا فتوی لگا کر دوسروں کو کافر کہتے ہیں اس مقام پر بھی انہوں نے اپنی خودساختہ تفسیر بالرائ کر کے تکفیری کھیل کھیل کر اسے جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر فٹ کرنے کی جرات کر لی جبکہ امت میں سے کوئی ایک فقیہ نہیں جس نے قاتل نفس اور خودکشی کرنے والے کو کافر کہا ہو اور نہ کسی آیت سے یہ مستفاد ہوتا ہے نہ حدیث نبوی ﷺ میں اس کا کوئی اشارہ تک ہے اس لئے یہ چتروڑی صاحب کی اپنی گستاخی ہے اور خانہ ساز تاویل جس بناء پر کھینچا تانی کر کے رسول اللہ ﷺ کے حق میں شدید ترین گستاخی کا شوق پورا کر لیا اور بقول اپنے کفر پر خود دستخط کر بیٹھے۔

(نمبر۲)۔ آیت کے ترجمہ میں دیانتداری کو خیر باد کرتے ہوئے فعل مضارع کا معنی اسم فاعل والا کر دیا جب کہ فعل حدث کو کہتے ہیں اور صیغہ اسم فاعل صفت ہے اور فعل اور صفت کا یہ فرق ہے کہ فعل فاعل سے جدا ہو جاتا ہے مگر صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ فلاں نے فعل کفر کیا یا یہ کہ فلاں کافر ہو گیا اس کا بڑا فرق ہے فعل کفر کا معنی بنتا ہے کافروں والا کام کیا گو مسلمان تھا اور کافر ہو گیا کا یہ مطلب ہے کہ اسلام سے خارج ہو گیا جیسا کہ حدیث میں ہے من ترک الصلوۃ فقد کفر اس کا مفہوم امام ابوحنیفہ کے نزدیک فعل کفر ہے یعنی جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر والا کام کیا اس لئے امام صاحب کے نزدیک تارک الصلوۃ واجب القتل نہیں نہ ارتداداً اور نہ حداً کما عند الائمۃ الثلاثہ مگر امام

صاحب کے نزدیک اس کے لئے حبس ہے یہاں تک کہ توبہ کاملہ کرے لا یئیس من روح اللہ الا القوم الکفرون کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا کام ہے اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ کافروں والا کام نہ کرے لیکن اگر چترو ڑی صاحب والا معنی بھی مان لیا جائے تب بھی خودکشی فعل حرام کا ارتکاب بنتا ہے اور اس کی سزا طویل تر ہے مگر بالآخر مسلمان ہونے کی وجہ سے بخشا ضرور جائے گا کافر نہیں بن جاتا آپ نے چونکہ کفر وشرک کی گن مشین لگائی ہوئی ہے اس لئے اس کی گولہ باری کرتے رہتے ہیں جو انتہائی خطرناک ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کسی مسلمان کو کسی گناہ کی بناء پر کافر مت کہہ (لا تکفرہ بذنب) اس لئے آنحضرت ﷺ کے بارہ میں یہ غلیظ جملے بخاری یا زہری کی طرف منسوب نہیں ہوتے آپ کی طرف ہوتے ہیں اور یقین کریں کہ آپ نے یہ جملے کہہ کر کفر کیا اس لئے توبہ کرلیں تو بہتر ہے اور آئندہ اپنی زبان کو محتاط رکھیں ورنہ

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

رہی خودکشی کی بات:۔

امام بخاری نے محض فیما بلغنا کے جملے استعمال فرمائے ہیں اور اس بات کو محض حکایت کی صورت میں نقل کیا نہ کہ مسند صورت میں اور وہ بھی علی سبیل التذکرۃ کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے اس میں پہنچانے والے کا نام نہیں ہے بقول امام ابن حجر عسقلانی یہ جملہ امام زہری کا ہے اور انہوں نے اسے غیر موصول طریق سے بطور تذکرہ نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں ولیس موصولا یہ موصول ومتصل روایت نہیں اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زہری کے ثقہ ہونے کے بناء پر اسی طرح نقل کردیا ہے اور یہ چترو ڑی صاحب کا الزام باطل

ہے کہ امام بخاری کا یہی مذہب تھا امام بخاری نے تو اصول محدثین کے مطابق بشرط صحت روات روایت کو نقل کر دیا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر نقل کی ہوئی بات ناقل کا عقیدہ ہو۔ مگر چتروڑی صاحب کی دیانت یہ ہے کہ محض نقل روایت کی بناء پر اسے امام بخاری کا مذہب قرار دے دیا اور روایت میں بالتصریح نہ لفظ ارادہ ہے اور نہ اس میں فرمان نبوی ﷺ ہے بلکہ کسی غیر معروف کا قول ہے کہ آپ اس خیال سے پہاڑ پر چڑھتے تھے اور دل کے ارادہ کو اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا قیاس راوی ضروری نہیں کہ برمحل ہو اور نبی وقوع معصیت سے جس طرح معصوم ہے تو اسی طرح آپ سے حسب روایت خودکشی کا وقوع نہیں ہوا جو عصمت کے خلاف ہوتا اور حضرات محدثین نے اس کو مایوسی کی بات پر محمول نہیں کیا بلکہ وحی کے عدم نزول کی بے قراری یا نبوت کی ذمہ داری پورا کرنے کے سلسلہ میں طبعی ضعف کی وجہ سے گرانی قرار دیا ہے۔

تقابل نمبر۲

موصوف راقم ہے، قرآن مقدس کا بیان ہے کہ جادو شرک و کفر ہے اور افک ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں باطل ہے.....امام اعظم نے قرآن ہی کے مطابق کہا ہے لا حقیقہ للسحر اللہ نے فرمایا لا یفلح الساحر حیث اتی'.....خود شیطان نے بھی اقرار کیا الا عبادک منهم المخلصین.....الخ (ص ۱۶)

بخاری محدث، نبی ﷺ کو خیال کا مریض بنانا:۔

قرآن کے قطعاً مخالف امام بخاری نے بذریعہ ہشام کذاب مدلس آپ ﷺ پر شرک و کفر کا

اثر ماننا ثابت کیا ہے آپ ﷺ کے دماغ کی قوت میں خلل واقع ہونا ذکر کر دیا ہے حق کے مقابلہ میں باطل شیطانی جادو کا اثر اور غلبہ ثابت کیا ہے آپ ﷺ پر شیطانی کلام کا اثر ہوا..... بخاری نے ہشام کی یہ باطل کہانی اپنی کتاب میں آٹھ مقام پر ذکر کی اور بڑے شوق اور دھڑلے کے ساتھ آپ ﷺ پر شرک کا اثر ثابت کیا ہے..... بخاری کا مذہب ہی یہی معلوم ہو گیا..... بخاری کو عصمت نبویہ کا خیال نہیں آیا لعنتی راویوں کی کاٹا گری سے اتنے مرعوب ہوئے۔ (ص ۱۸)

الجواب:۔

اس میں شک نہیں کہ جادو باطل و کفر ہے اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا مگر یہ کہیں نہیں کہ اس باطل کا وار نہیں ہو سکتا کفار کے جہاں دوسرے ہتھیار ہیں وہاں ایک ہتھیار جادو بھی ہے اور جس طرح کفار کا ظاہری اسلحہ پاکیزہ اجسام کو تکلیف دینا ہے اور اثر انداز ہونا ہے اور جیسا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک احد میں زخمی ہوا اسی طرح جادو بھی اور اس میں شیاطین الانس کے ساتھ مل کر شیاطین الجن دخیل ہوتے ہیں اور جنات کی قوت کو قرآن پاک نے بیان کیا کہ وہ آسمانوں پر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے جا دھمکتے تھے اور ایک سچ کے ساتھ سینکڑوں جھوٹ ملا کر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے جبکہ آج تک کوئی ہوائی جہاز اور طیارہ آسمان تک نہیں جا سکا جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر آئے اور انہوں نے لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اس پر اللہ نے فرمایا سحروا اعین الناس انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور جس طرح دوسروں کو وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ نظر آنے لگیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی چنانچہ اللہ فرماتے ہیں فوجد فی نفسه خیفة موسیٰ ۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں

خوف سا محسوس فرمایا اللہ فرماتا ہے ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا القھا یا موسی فالقٰھا فاذا ھی حیۃ تسعی قال خذھا و لا تخف اس عصاء کو ڈال دیں اور مت ڈریں چنانچہ موسیٰ نے لاٹھی ڈالی تو قرآن فرماتا ہے فاذاھی تلقف ما یا فکون اس نے ان کے سب جھوٹ اور افک والی لاٹھیوں کو نگلنا شروع کر دیا جس پر وہ جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور مسلمان ہوئے چنانچہ باطل ہمیشہ بن سنور کر آتا ہے مگر انجام کار حق کے حق میں ہوتا ہے جادوگر سنبھل کر آئے اور پورا مقابلہ کیا مگر انجام کار بالکل ناکامی ہوئی اور حق غالب آ گیا اور قرآن حکیم کا یہ فرمانا کہ موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو بھی وہ رسیاں سانپ نظر آنے لگیں ورنہ اگر ان کو اسی طرح رسیاں نظر آتیں تو خوف کیوں محسوس فرماتے معلوم ہوا کہ جادو کا ظاہری اثر موسیٰ علیہ السلام کی نظر پر بھی پڑ گیا تھا اور قرآن نے جادو کو کفر کہنے کے باوجود موثر بتایا ہے چنانچہ فرمان ربانی ویتعلمون مایضرھم ولا ینفعھم وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان دیتی تھی اور نفع نہ دیتی تھی معلوم ہوا جادو مضر ضرور ہے البتہ نافع نہیں ہے۔ ایسے ہی یہودیوں نے دوسری ایذاؤں کے ساتھ آپ پر جادو کی شرارت اور سازش کی مگر حق غالب ہوا اور باطل بھاگ گیا اللہ نے اپنے محبوب ﷺ پر آنے والے اثرات کو معوذتین کے ساتھ ختم فرما دیا اور بتا دیا کہ رقیۃ القرآن بھی موثر ہے مگر خود بخود نہیں باذن الٰہی وامر ربانی اس لئے کہ نہ رقیۃ موثر ہے نہ دوا، نہ غذا نہ پانی موثر حقیقی صرف اللہ ہے جو ان چیزوں میں اثر پیدا کرتا ہے جو یہ کہے کہ تعویذ ورقیہ دم اور جھاڑ پھونک بذات خود موثر ہے یا یہ کہے کہ دوائی بذات خود موثر ہے وہ مشرک ہے مگر یہ موثر نہیں ان میں اللہ کی ذات موثر ہے اور اس پر اثرات کا پیدا ہونا ضرور منشاء ربانی پر موقوف ہے لیکن ان بابرکات چیزوں میں اللہ اثر پیدا کر دیتے ہیں اور ضرور کرتے ہیں اس ہمارے جواب سے چتروڑی صاحب کے سارے مفروضے باطل ہو کر دھڑام سے گر گئے۔

اگر امام بخاری اسے مختلف مقامات پر لائے ہیں تو مختلف عنوانات کے لئے لائے ہیں ماری دھڑلے کی بات تو یوں ہی سمجھ لیں کہ دشمن نے جس زور سے وار کیا اللہ نے اسے اپنی قدرت کاملہ سے معوذتین اتار کر اسے باطل کر دیا اور جاء الحق و ذھق الباطل کا مکمل مظاہرہ ہوا۔ باقی یہ بات غلط ہے کہ العیاذ باللہ بقول چترو ڑی خان کہ آپ ﷺ خیال کے مریض بن گئے اس لئے غلط ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کا نسیان ہے نہ کہ مستقل مریض خیال ہونا چنانچہ الفاظ یہ ہیں کان یخیل الیہ انہ صنع شیئا ولم یصنعہ آپ کو خیال آتا تھا کہ آپ نے کچھ کیا ہے مگر آپ نے کیا نہ ہوتا تھا یہ وقتی اثر تھا جس کو اللہ نے دفع فرما دیا اور واللہ یعصمک من الناس کا مکمل مظہر ہوا اور عصمت نبویہ کی بات تو آپ کے کردار مبارک سے متعلق ہے یہ نہیں کہ آپ کی عصمت مافوق الفطرۃ ضابطے کا نام ہے کہ آپ کو جسمانی قدرت اس طرح حاصل ہو گئی تھی کہ مطلق آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکتا تھا ظاہر ہے کہ زندگی کی مختلف مراحل میں آپ کے ساتھ تکالیف کا سلسلہ آیا مکہ کے مشرکوں نے اذیات دیں آپ کے دندان شہید ہوئے دوران سفر سواری سے گرنے کی تکلیف پہنچی اور بیٹھ کر نمازیں پڑھیں تو آپ نے ظاہری اعتبار سے جسمانی تکلیفیں جس طرح سے اٹھائیں ایک یہ بھی تھی باقی رہا ہشام کے حق میں چترو ڑی صاحب کا بکواس کرنا تو ان کو معلوم ہونا چاہئے وہ انتہائی ثقہ تابعی ہیں اور حضرت زبیر کے پوتے سیدہ صدیقہ کے بھانجے کے بیٹے ہیں آپ کے والد حضرت عروہ تھے جو حضرت زبیر کے بیٹے اور عبداللہ بن زبیر کے بھائی تھے ظالم چترو ڑی نے کن کے خلاف جا کر بکواس کی اور ان کو کذاب کہہ دیا کذاب کو ہر ایک کذاب لگتا ہے جس کی دیانت صرف اتنا ہو کہ خداع کو خداع بنا کر خود خداع بن جائے۔

قوم دی کرلی چھتیراں نال جپھے

بلوچ خان

آپ بھی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مگر ہم ان صاحب کے صحابہ کی اولاد اور تابعین پر کسے ہوئے جملے اور ان مقدس لوگوں کی اکثریت کو شیعہ قرار دے کر جھوٹ بولے ہوئے جملوں کو ان کی ذات پر فٹ کرنے سے بھی شرما رہے ہیں اس پر معذرت خواہ ہیں اس لئے کہ ہمارے اسلاف اس سے منع فرماتے ہیں مگر کریں کیا جب تک مخاطب کو اس کی اپنی بولی میں نہ سمجھایا جائے وہ نہیں سمجھ سکتا۔

ہمیں اس کا علم ہے کہ ہم نے جو جملے ان کی ذات کے بارہ میں کہے ہیں ان کو ان سے تکلیف ہوگی شاید اسی کا احساس کر کے ان پاکیزہ کرداروں کے خلاف کی ہوئی زبان درازی سے توبہ کرلیں ورنہ یار زندہ صحبت باقی۔

رہا چترو ڈی صاحب کا لعنت کا بار بار تکرار شاید آپ کی قسمت میں یہی ہے کہ لعنت بھیجتے رہیں اور منہ پر واپس لوٹتی رہے آسمان پر تھوکتے رہیں اور منہ پر پڑتا رہے۔

تقابل نمبر ۳

لکھتے ہیں، قرآن مقدس۔ قرآن پاک کا اعلان ہے نہ اللہ کسی کی مثل ہے اور نہ کوئی اللہ کی مثل ہے.....(ص ۱۸)

بخاری محدث، رب کی توہین:۔

امام بخاری کہتا ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر کے اس کے اعضا بن جاتا ہے.....امام

بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کتاب الرقاق ۹۶۳ پر بڑے جذبات کے ساتھ یہود و نصاریٰ کے مذہب کی ترجمانی کر کے قرآن سے اور خود اللہ کریم سے بغاوت کی روایت ٹانک دی ہے..اب کیا کہا جائے کہ یہ کسی لعنتی راوی نے بخاری کو شرک کی پٹی پڑھائی کہ ہوش وارفتہ ہو کر امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کر دیا ہے.....کیا اب بھی بخاری کی روایت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔(ص ۱۹،۲۰)

الجواب:۔

اب چتر وڑی صاحب کے اندر کی بلی تھیلے سے نکل آئی اور کھل کر امام بخاری جسے خود جلیل القدر محدث اور نیک نیت قرار دیا اب ان کو بے قدر اور بدنیت اور اللہ کی توہین کرنے والا قرار دے رہے ہیں شیشے میں زنگی کو اپنا چہرہ دیکھ کر ہر ایک، زنگی نظر آتا ہے۔

بخاری شریف میں یہ کہاں ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کرتا ہے؟ ھاتو برھانکم ان کنتم صاقین مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث قدسی صحیح ہے مگر اس میں ایک خاص مثال کے ذریعے ایک بات سمجھائی گئی ہے چنانچہ لفظ حدیث یہ ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ الذی یمشی بھا وان سالنی لا عطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ الخ (ص ۹۶۳ بخاری)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے میرے ولی کی دشمنی اختیار کی تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا

ہوں اور میرا بندہ میرے ساتھ کسی چیز سے تقرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے فرضوں سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ میرے ساتھ نفل کے ساتھ ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں پھر میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پاؤں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر میرے سے سوال کرے تو اسے ضرور دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دوں گا۔

غور فرمائیں! کیا اس حدیث میں کہیں حلول کا لفظ ہے؟ جسے چتروڑی صاحب نے گھڑا ہے لعنت ہو حلول کے قائل پر اور بہتان تراش پر اس حدیث میں بندے کی اللہ کے ہاں محبوبیت اور حفظ ربانی کا ذکر ہے نہ کہ حلول کا مگر چتروڑی صاحب کی دیانت پر حیرانی ہوتی ہے کہ اس نے دیانتداری سے مکمل طور پر دوری اختیار کر لی ہے اور اس قدر بخاری کے بغض میں اندھا بہرہ ہو گیا کہ اسے یہود و نصاری کا عقیدہ قرار دے کر بخاری پر تھونپ دیا۔ جبکہ حدیث کا مفہوم جو حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور جسے فقہاء و محدثین نے بیان فرمایا ہے یہ ہے کہ اس اللہ کے ولی کو اس قدر قرب ربانی حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کی رضا اللہ کی رضا کے ایسی تابع ہو جاتی ہے کہ اس کا سننا، دیکھنا، پکڑنا اور چلنا اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی اس کے وجود کو اپنی خاص حفاظت میں لے کر اس سے وہی افعال پیدا فرماتے ہیں جو اللہ کی منشاء اور مرضی ہوتی ہے اور حدیث کا پہلا جملہ تو ہے ہی چتروڑی جیسے علاموں کے لئے کہ جو اللہ والے سے دشمنی اور بیر رکھے اس سے اللہ جل شانہ اسی طرح اعلان جنگ کر دیتا ہے جس طرح قرآن میں سودی سے اعلان جنگ کیا ہے یا پھر چتروڑی پر اس کا اثر ظاہر فرما رہے ہیں اس لئے ان کو چاہئے کہ اپنی اسڑ گھسڑ کو چھوڑ دیں اور انٹ شنٹ سے توبہ کر لیں اور پھکو باز بن کر جھانسے بازی نہ کریں اور دینی بصیرت اختیار

کریں اور خالی تقریر کے چبکارے نہ مارتے رہیں اور علامائی ابلیسی تکبر سے باز آجائیں اور الامہ نہ بنیں وقت تیزی سے نکل رہا ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے کر کے امت کو کافر مشرک نہ کہیں اور قرآن پر بہتان تراشی اور معنوی تحریف کو ترک کر دیں جبکہ اب تو حال یہ ہے کہ

ظلم سے باز آتا تو جفا کی
تلافی کی ارے ظالم تو کیا کی

اور عرض کرتے ہیں

اے چشمِ خیرہ نظر ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا کہیں تیرا ہی نہ ہو

تقابل نمبر ۴

لکھا ہے قرآن مقدس، قرآن کا بیان ہے نہ اللہ کا کوئی مثیل نہ اللہ کسی کا مثیل ہے..... جو اللہ کو کسی کی طرح سمجھیں وہ مشرک ہیں وہ ذات ہر ضرورت سے پاک ہے کھانا کھانے پکانے سے پاک ہے۔ (ص ۲۰)

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی طرح اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر جنتیوں کے کھلائے گا جس طرح بندے روٹی کو ڈھال کر توے پر پکا کر اور آگ سے سینک کر دسترخوان پر رکھتے ہیں اسی طرح اللہ پاک بھی اپنے ہاتھ سے زمین کی روٹی بنا کر

اور ڈھال کر دستر خوان پر رکھے گا اور ستر ہزار بہشتی مہمان کھائینگے.. تکون الا رض یوم القیامة خبزة واحدة یتکفاها الجبار بیده کما یتکفا احدکم خبزته فی السفر نزلا لا هل الجنة..... اللہ فرماتا ہے والارض جمیعا قبضته اور بخاری کہتا ہے خبزته پھر قرآن بہشتیوں کی مہمانی جنات الفردوس بتاتا ہے مگر بخاری فرماتے ہیں اس دنیا والی مٹی کی روٹی سے اللہ مہمانی کریگا (بخاری ص ۹۶۵ کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض) (ص ۲۱)

الجواب:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالی کی بے ذات بے مثل بے مثال ہے مگر ایسے جملے قرآن حکیم میں بھی ہیں جن کی یا مناسب تاویل کی جاتی ہے یا ان کا حقیقی مفہوم سپرد خدا کیا جاتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ کی ذات سے کوئی چیز مشابہت نہیں رکھتی نہ اللہ پاک کسی چیز سے مشابہت رکھتے ہیں مگر اللہ تبارک جل شانہ نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر ایسے جملے ارشاد فرمائے ہیں جن کے ظاہری معنی کریں تو اسمیں مشابہات پیدا ہوتی ہے اس لئے ان کے اصل عقیدہ کے موافق تاویل کرنا پڑتی ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ میں شیطان کو اس کے سجدہ نہ کرنے پر فرمایا یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقة بیدی اے ابلیس سو تجھے کس چیز نے اس سے روکا کہ تو اس کو سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اب اس کی تاویل کرو گے یا نہ؟ ضرور کرو گے قدرت کے ہاتھ سے وغیرہ ورنہ انسانی ہاتھوں سے مشابہت پیدا ہوگی جو لیس کمثله شئی کے خلاف ہے ایسے ہی فرمان ربانی کہ اینما تولو افثم وجه اللہ تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ کا منہ ہے یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود ایسے

ہی ید اللہ فوق ایدیھم وغیرہ قرآنی الفاظ کی جس طرح تاویل وتعبیر کرنی پڑے گی ویسے ہی الفاظ حدیث کی کہ اللہ کے دست قدرت سے محشر کی زمین روٹی کی طرح بن جائے گی (نہ کہ یہ دنیوی زمین) اور چونکہ اللہ نے قرآن میں خود کو میزبان اہل جنت فرمایا ہے اس لئے اللہ کے پیغمبر نے اس کی ایسی تعبیر ارشاد فرمادی مگر جس طرح قرآنی آیات کی تاویل کی جاتی ہے یا ان کا مفہوم سپرد خدا کیا جاتا ہے اس بارہ بھی یہی کرنا پڑے گا اور آپ کے بقول تو حدیث رسول ہے ہی قرآن (کمامر) اس لئے دیانتداری کے زور سے بغیر سوچے سمجھے آپ نے کٹر مشرک ہونے کا فتوی بھی جڑ دیا ہے اور بھپتی بھی کس دی کہ اللہ فرماتا ہے والارض جمیعا قبضتہ اور بخاری کہتا ہے خبزتہ کیا بخاری کی عبارت میں خبزتہ (بالا ضافتہ) ہے یا آپ کی نیک بختی کا زور ہے کہ جھوٹ پر جھوٹ بولے جاتے ہیں کیا پکا موحد وہی ہوتا ہے جو خدا اور رسول کی توہین بھی کرے اور جھوٹ پر جھوٹ بولے اور جاہلانہ استہزاء بھی کرے قوم نے موسیٰ علیہ السلام کو مستھزئی کہا تھا تو آپ نے جواب دیا اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین مگر آپ نے استہزاء کو علامہ ہونے کی علامت سمجھ لیا ہے۔

تقابل نمبر ۵

سوصوف نے لکھا، قرآن مقدس، قرآن پاک میں صاف بیان ہے کہ ابو البشر آدم علیہ السلام وام البشر حواء دونوں شجرہ ممنوعہ کو نسیانا استعمال کر بیٹھے دونوں شریک فعل ہوئے ولقد عھدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجدلہ عزما اور اس فعل میں زیادہ بااختیار چونکہ آدمؑ تھے اس لئے نسیانا اس فعل کی نسبت حضرت آدمؑ کی طرف کی گئی حضرت حواء کا ذکر نہیں کیا گیا گویا قرآن نے حضرت حواء کا ذکر نہ کر کے ان کی بے قصوری کا زکر کیا لیکن اس کے

کھانے کے فعل میں دونوں شریک تھے اس لئے جنت سے نکالے جانے میں دونوں کا ذکر ہوا بہر کیف ام البشر کے ذمہ مستقل طور پر کوئی الگ خطا کا ذکر قرآن میں مزکور نہ ہوا بلکہ ان کا نام بھی پردہ میں رکھا گیا۔ (ص ۲۲)

بخاری محدث حضرت حواء کی توہین:۔

امام بخاری کا رجحان چونکہ روایت پرستی کی طرف تھا اور قرآن کی طرف توجہ نسبتاً کم تھی اس لئے انہوں نے لعنتی راویوں پر اعتماد کلی کر کے ام البشر حواء کو خیانت کرنیوالیوں میں ذکر کیا..... لولا حواء لم تخن انثی زوجها اپنی اماں کو بھی بخاری بدنام اور خائن کہہ گئے۔ (ص ۲۲، ۲۳)

الجواب:۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مخاطب نہی بھی دونوں حضرات تھے اور ارتکاب اکل شجرہ بھی دونوں سے ہوا اور زلت کا وقوع بھی قرآن حکیم میں دونوں کی طرف منسوب کیا گیا چنانچہ فرمان ربانی ہے وقلنا یا دم اسکن انت و زوجک الجنة فکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه شجرة فتکونا من الظلمین فازلهما الشیطن فاخرجهما مما کانا فیه اور ہم نے کہا اے آدم آپ اور آپ کی بیوی دونوں جنت میں ٹھہرو اور جہاں چاہو روک ٹوک کے بغیر کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ زیادتی کرنے والوں میں سے بن جاؤ گے پھر شیطان نے ان دونوں کو اس سے پھسلا دیا جس میں وہ تھے اس سے نکال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس فعل کے ارتکاب میں ان دونوں سے وقوع ہوا رہی بات کہ حضرت حواء اگر نہ ہوتی تو عورتیں خاوند کی خیانت نہ کرتیں اس کے بارہ میں اتنا ہے کہ بعض روایات

کے مطابق وہ زلت شیطانی سے پہلے متاثر ہوئیں اور اس بارہ میں آدم علیہ السلام کو اس شجرہ کے استعمال کے بارہ ترغیب دے دی حدیث میں اسی کو خیانت سے تعبیر کیا گیا ہے اور چتروڑی صاحب نے ان نبوی جملوں کو روات اور امام بخاری کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اس خیانت سے مراد صرف اتنا ہے کہ انہوں نے دشمن سے متاثر ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے استعمال کی رغبت دی تا کہ ہم یہاں ہمیشہ رہ جائیں یا فرشتے بن جائیں گے مگر چتروڑی صاحب نے ان جملوں کو عام خیانت میں لیکر بد باطنی کا ثبوت دیا ہے چونکہ یہ رمان نبوی ﷺ ہے اس لئے مسلمان اس کے مفہوم کو قران کے حکم کے تابع کرنے کا پابند ہے تا کہ اس کی تعبیر ایسی کرے کہ ان مقدس ہستیوں کی عظمت میں فرق نہ آئے جیسا کہ خود قرآن کریم میں بھی ایسے جملے ہیں جن کا ترجمہ کرتے ہوئے انکی مناسب تعبیر و تاویل کی جاتی ہے اور رب قدوس جل شانہ نے بذات خود اپنے شان جلال کے موافق خود سخت انداز اختیار فرما کر خود بھی اس میں نرمی پیدا کر دی مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ خود فرماتے ہیں عصٰی آدم ربہ فغوٰی جس کے ظاہری معنی بنتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بہک گئے مگر اللہ تبارک وتعالی نے ان ثقیل جملوں کو اپنے فرمان کے ساتھ نرم فرما کر فرمایا ولقد عھدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجدلہ عزماً ہم نے آدم سے پہلے وعدہ لیا تھا پس وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی یعنی ان کا ارادہ تو نافرمانی کا نہ تھا مگر ان سے بھول ہو گئی اور اس کو زلت کہتے ہیں کہ بھول چوک کر ایسا کام کرے جو بذات خود تو جائز اور حلال ہو مگر ان کی شان اور مرتبہ سے کم درجے کا ہو جیسا کہ مشہور ہے حسنات الابرار سئیات المقربین عام نیکوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے لئے سیئات بن جاتی ہیں ایسے ہی وہ خیانت جو بروایت بخاری فرمان نبوی ﷺ سے ثابت ہوئی العیاذ باللہ عام خیانت نہیں بلکہ اتنا ہے کہ شیطان نے جو دھوکہ دیا اس سے متاثر ہو کر

آدم علیہ السلام کو اس شجرہ کے کھانے کا مشورہ دیا اور دونوں نے مل کر کھالیا اور دعا کے وقت بھی دونوں نے درخواست کی قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخٰسرین۔

ان دونوں نے کہا اے رب ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی کر لی اگر آپ بخشش و رحمت نہ فرمائیں تو ہم خسارہ میں پڑ جائیں گے مگر چتروڑی صاحب نے حسب عادت روات پر لعنت کی گردان کی تا کہ ان کے اعمال نامہ میں واپس آ کر جمع ہوں اور ان صاحب کی آخرت کا سرمایہ بنے۔

تقابل نمبر ۶

لکھتا ہے، قرآن مقدس، قرآن پاک میں ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے اپنی زندگی میں باپ کے گھر سے ہجرت کے وقت باپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے لیے دعا کروں گا.... جب ان کو واضح ہو گیا کہ وہ کفر پر مرا ہے..... تو پھر دعا کرنے سے بری ہو گئے جبکہ اس کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے..... (ص ۲۳)

بخاری محدث:۔

مگر برا ہو لعنتی راویوں کا جو قرآن پاک کی تحلیل اس رنگ میں کرنا چاہتے تھے کہ قرآن پاک ایک فرسودہ کتاب شمار ہونے لگے..... قرآن میں عدم بصیرت کی وجہ سے ابراہیمؑ کی دعا کو امام بخاری نے اللہ کا وعدہ بنا دیا حالانکہ قرآن میں کتنا صاف لکھا ہوا ہے کہ خلیل اللہؑ نے دنیا ہی میں اپنے باپ سے برات کا اعلان کر دیا تھا تو قیامت میں کیسے کہہ سکتے تھے (ص ۲۴)

الجواب:۔

چونکہ چترو ڑی خان صاحب نے ایک لعنت کے وظیفہ کو اپنی قسمت میں ریزرو کرالیا ہے اور خود ساختہ علامہ بن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات میں کھینچا تانی کر کے اپنے اندر کے روگ کو ظاہر کر رہے ہیں اور حدیث دشمنی کو پورا کر رہے ہیں مگر یہ صاف کہنے سے کترا رہے ہیں کہ میں حدیث کا منکر ہوں (شاید) آئندہ چل کر اپنے اصل مرکز میں پہنچ کر اس کا اعلان بھی کر دیں مگر ابھی تقیہ کی چادر اوڑھ کر بخاری روات بخاری کا کندھا استعمال کر رہے ہیں تا کہ حلقہ بگوش احباب وسامعین کو اعتماد میں رکھ کر تدریجاً گمراہ کر سکیں۔

اس لئے ابھی نچلی سیڑھی پر قدم جما رہے ہیں تا کہ محدثین خاص کر بخاری کو جب لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے گا تو یہ اعلان آسان ہوگا کہ جب بخاری جیسی کتاب میں جو کتب حدیث میں اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہے باطل اور جھوٹی روایات ہیں تو دوسرے درجہ کی کتب کا کیا اعتبار؟ لہٰذا حدیث رسول کے نام پر پورا ذخیرہ غلط اور بے اعتبار ہے یا پھر ابھی سودا نامکمل ہو اور تجوری پوری نہ بھر پائی ہو کہ کھلم کھلا مرتد بنوں بھی تو دنیا تو بنا کر بنوں اور پچھلی نسل تو مزے کرے ورنہ اس حدیث میں بات کوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ جو قابل اعتراض ہو صاف بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے سامنے محشر میں ان کا والد جب آئے گا تو ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے شدید احساس ہوگا کہ یہ خلیل کا باپ ہے جو جہنم میں جا رہا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی ہے ولا تخزنی یوم یبعثون اور اللہ اپنے نبی کی ہر دعا قبول کرتا ہے اور اگر قبول نہ کرے تو اس کا جواب ارشاد فرما دیتے ہیں جیسے کہ نوح علیہ السلام نے بیٹے کے حق میں دعا کی تو اللہ نے اسے جب قبول نہ کیا تو صاف فرمایا وہ آپ کے اہل سے بوجہ بد عملی (بدعقیدگی) نکل چکا ہے اس لئے فلا تسالنی میرے سے اس کے حق میں دعا نہ

کریں اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی اور قبولیت دعا ہی وعدہ ہے اور قرآن میں صاف ہے یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ کہ اللہ نبی اور ایمان والوں کو قیامت میں رسوا نہ کرے گا یہ ضابطہ جب سرور کائنات اور ان کے مومن امتیوں کے لئے ہے تو ابراہیم خلیل اللہ کے لئے کیوں نہ ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالی اس کی شکل تبدیل کر دیں گے کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں اس میں کون سی قرآن کی مخالفت ہے مگر سینہ زوری اور تکبر کا علاج صرف اللہ کے پاس ہے۔

تقابل نمبر ۷

قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ جب ابو طالب کو باصرار دعوت ایمان دے کر اس کے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے تو اللہ نے صاف فرما دیا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء (ص ۲۴، ۲۵)

بخاری محدث:۔

لیکن اللہ معاف کر دے تو بڑی بات ہے ورنہ لعنتی راویوں نے امام بخاری کو یوں اعتماد میں لے لیا تھا کہ آپ نے کبھی قرآنی بصیرت کا خیال تک نہیں فرمایا..... بخاری کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ (بخاری ص ۵۴۸ کتاب المناقب) (ص ۲۵، ۲۶)

الجواب:۔

قرآن حکیم پر آپ نے صاف جھوٹ بولا کہ قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ جب ابو طالب کو باصرار دعوت ایمان دے کر اس کے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے تو اللہ نے صاف فرمادیا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء یہ جملے قرآن میں نہیں کہ ابو طالب کے بارہ میں اللہ نے فرمایا انک لاتھدی الخ یہ جملے حدیث کے ہیں۔ حدیث مبارک میں جو ہے وہ قرآن کے خلاف نہیں اور جو قرآن میں ہے حدیث کے خلاف نہیں آپ ﷺ نے اس مذکورہ روایت میں اللہ سے امید کی بات کی کہ ان کو سزا تو ملے گی مگر آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالی ان کو خفیف عذاب دیں گے کہ ان کو ایسے کھولتے پانی میں کھڑا کریں گے جس کی شدت اس قدر ہو گی کہ دماغ کھول جائیگا اس سے پہلی حدیث میں صاف ہے کہ اس کو اس قدر سزا ملے گی چنانچہ امام بخاری نے نقل فرمایا کہ حدثنا عبد اللہ بن الحارث قال حدثنا العباس بن عبد المطلب قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فانہ کان یحوطک و یغضب لک قال ھوفی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرک الا سفل من النار (بخاری ۵۴۸) ہمیں عبداللہ بن حارث نے بیان کیا کہ ہمیں عباس بن عبد المطلب نے بتایا کہ انہوں (حضرت عباس) نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا فائدہ ابو طالب کو کیا ملا کہ وہ آپ کی (دشمنوں سے) حفاظت کرتا تھا اور آپ کے لئے ناراض ہوتا تھا فرمایا وہ آگ کے کھولتے ہوئے اس پانی میں ہوگا جو ٹخنوں تک پہنچ سکے گا اور اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے نچلے طبقہ میں جاتا، معلوم ہوا کہ اللہ تعالی آپ کی دعا کے بعد آپ کے اکرام میں آپ ﷺ کے چچا کو اگرچہ مکمل نہ بخشا مگر عذاب میں تخفیف فرمادی اور اس بارہ میں اللہ نے

آپ کو خبر دیدی رہی لا یخفف عنهم العذاب کی بات تو یہ عمومی ضابطہ ربانی کے مطابق ارشاد فرمایا گیا ہے جیسا اللہ تعالی بذات خود اپنے ضابطہ کے برعکس بھی فرمالیتے ہیں جیسا کہ بخلاف ضابطہ عمومی اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو سو سال بعد زندہ فرمادیا، موسی علیہ السلام کی دعا سے انکے ستر امتی دوبارہ زندہ ہوگئے اور ہزاروں کی تعداد میں مردوں کو زندہ کیا فقال لهم الله موتوا ثم احياهم ایسے ہی اللہ ابو طالب کے عذاب میں تخفیف فرمادیں گے یہ اللہ کے اختیار سے باہر نہیں ہے اور نبی ﷺ کے فرمان میں ہے کہ اللہ تعالی کے اس اپنے اختیار کو پورا کرنے کا حکم دے دیا اور تعمیم کے بعد تخصیص کوئی انہونی چیز نہیں ہے اس لئے قرآن وحدیث میں تقابل نہیں ہے لیکن بدزبان نے نعوذ باللہ کی آڑ لے کر یہ غلیظ جملہ کس دیا آپ ﷺ نعوذ باللہ اللہ کریم سے باغیانہ سفارش کریں گے (ص ۲۶) نہیں معلوم باغیانہ سفارش کیا ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ لعله تنفعه شفاعتی میں آپ نے شفاعت کی امید فرمائی اور حضرت عباس کو آپ نے ابو طالب کے لئے تخفیف کی خبر دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے شفاعت بارہ عرض کرنے کے بعد اللہ تعالی نے بذریعہ وحی آپ کو آپ کی شفاعت کے قبول ہونے کی اطلاع فرمادی جس پر آپ نے حضرت عباس سے فرمادیا هو فی ضحضاح من نار ۔ چنانچہ واضح ہوگیا کہ چترو ڑی نے بخاری پر غلط الزام تراشی کی اس حدیث رسول ﷺ کو خلاف قرآن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ حقیقت میں اس حدیث کا قرآن کی کسی آیت سے تقابل نہیں ہے

تقابل نمبر ۸

قرآن مقدس، یا یها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدو

ا ان اللہ لا یحب المعتدین و کلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا و اتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون مومنوں کو رہبانیت سے روکنے کے لئے نازل ہوئی ہے طیبات یعنی کھانے پینے کی پاکیزہ اور لذیذ چیزیں مراد ہیں اسی لئے فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام

بخاری محدث:۔

لیکن شومئی قسمت کہ اسناد کے چکر میں پڑنے اور مفہوم قرآن کو مہجور کرنے والے رواۃ نے امام بخاری کو ایسا الجھایا کہ نہ ان کو قرآن کی تصریح سے آگاہی ہوئی نہ سیرت نبویہ کا پاس آیا، نہ صحابہ کرامؓ کی طینت کو سوچا یونہی آنکھ بند کم بصیرت کے ساتھ انہوں نے جڑ دیا کہ یہ آیت متعہ یعنی زنا کے حلال کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور صحابیؓ رسول ﷺ عبداللہ بن مسعود کے متھے اتنا بڑا طومار جڑ دیا..... ثم قرء یا یھا الذین آمنو الاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم (متعہ بھی زنا کے جواز کیلئے ہوا) امام بخاری نے باب بھی اسی آیت پر باندھا جس کا مطلب ہے کہ امام بخاری خود بھی متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے (ص ۲۶ تا ۲۸)

الجواب:۔

امام بخاری اور جملہ فقہا و محدثین اہل سنت اور ائمہ اربعہ سب کے نزدیک متعہ حرام ہے اور رچترویدی صاحب نے متعہ کا معنی زنا کر کے بددیانتی کی ہے اس لئے کہ اس دور میں متعہ ایک نکاح ہی تھا فرق صرف اتنا تھا کہ ایک نکاح مؤبد ہوا کرتا تھا جو آج بھی ہے کہ نکاح سے میاں بیوی پوری زندگی کے جیون ساتھی بن جاتے ہیں اور تا زندگی ان کا ساتھ قائم رہتا ہے بشرطیکہ خاوند طلاق نہ دے اور متعہ ایک نکاح موقت ہوتا تھا جو غزوہ خیبر کے موقعہ پر منسوخ قرار دے دیا گیا اور بعض روایات کے مطابق پھر غزوہ اوطاس کے موقعہ پر تین دن

کے لئے اس کی اجازت ملی پھر تا قیامت حرام قرار دے دیا گیا ہے یہ وہ متعہ نہیں ہے جو شیعی دین میں ہے اس لئے کہ شیعی دین کے مطابق متعہ کے لئے گواہوں وغیرہ کی ضرورت بھی نہیں ہے اور نہ اعلان کی اور نہ ولی کی شرط اور نہ تعداد کی اور نہ تعداد کی خبر اور وہ مرہ واحدہ پر بھی ہوسکتا ہے مگر وہ نکاح موقت بمع شرائط دیگر برائے نکاح ہوا کرتا تھا۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ حضرت محمد بن علی یعنی محمد ابن حنیفہ اور عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سیدنا علی سے روایت کیا ہے ان علیا قال لابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نھی عن المتعۃ و عن الحوم الحمر الا ھلیۃ زمن خیبر (بخاری ص ۷۶۷) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس کو فرمایا کہ نبی ﷺ نے متعہ اور گدھوں کے گوشت سے خیبر کے زمانے میں منع کر دیا اس کے بعد امام بخاری نے اپنا مذہب بیان کیا قال ابو عبد اللہ وبینہ علی عن النبی ﷺ انہ منسوخ ابوعبداللہ (البخاری) کہتے ہیں حضرت علیؓ نے نبی پاک ﷺ سے واضح کر دیا کہ وہ منسوخ ہے۔ اب امام بخاری کو کوسنا اور ان کے خلاف زبان درازی یا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم کو صرف کھانے پینے کی چیزوں سے متعلق کر کے رواۃ کو کوسنا اور لعنت کا طوق ڈالنا انتہائی ظلم اور بے انصافی ہے اس روایت منسوخہ ابن عباس سے مراد فقط یہی ہے کہ جب تک ان کو سیدنا علیؓ کی طرف سے نسخ کا حکم معلوم نہ ہوا تو اسے حلال جانتے اور اس آیت سے استدلال کرتے تھے اور اس میں صرف کھانے والی چیزوں کے بارہ میں نہیں بلکہ پہلی آیت میں مطلقاً حلال چیزیں ہیں دوسری آیت میں کھانے پینے کے بارہ ارشاد فرمایا گیا مگر چترو ڑی صاحب نے کمال علم سے یا پھر کمال دیانت سے دونوں آیات کا ایک ہی حکم لگا دیا جبکہ پہلی آیت لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم مطلق حلال طیب چیزیں ہیں اور کلوا مما رزقکم اللہ میں کھانے پینے کی

طیبات کا بیان ہے شومئی قسمت بخاری کی نہیں چتروڑی کی ہے اور ان آیات کا رہبانیت کے مضمون سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے جیسا کہ بلا دلیل چتروڑی دربار سے فیصلہ صادر ہوا

ظلم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی ارے ظالم تو کیا کی

تقابل نمبر ۹

قرآن مقدس ایام جاہلیت میں لوگوں نے زنا کی ایک شکل بنام متعہ جائز رکھا گیا تھا اسلام نے تمام رسوم قبیحہ کو مٹا کر جائز شکل کے ساتھ شرعاً نکاح کی اجازت دی قرآن مقدس نے شرائط کے ساتھ نکاح جائز رکھا اور فرمایا فانکحوا ماطاب لکم اور دیگر آیات ذکر کر کے متعہ جیسی لعنت کو زنا میں داخل کیا اور فواحش کی مد میں اس کو ذکر کیا اور فرمایا لا تقربو الزنا ، لا تقربو الفواحش اور قرآن اور پیغمبر ذی شان کا مشترکہ اعلامیہ زنا کے حرام ہونے پر جاری ہو گیا۔

بخاری محدث :۔

لیکن روات اور روایت کے پجاری حضرات بڑے وثوق کے ساتھ صحابہ کرام کے متھے یہ قباحت بھی لگا کر رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ یعنی زنا کو حلال کر دیا..... بخاری چونکہ خود متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے۔ اسلیئے انہوں نے یہ بھی نقل کیا کہ بعد میں منع بھی کر دیا تھا حالانکہ متعہ کے حرام ہونے کا آپ نے ہی اعلان کیا تھا..... (ص ۲۹)

الجواب:۔

امام بخاری اور پورے اہل سنت کا مذہب بیان ہو چکا ہے اور چتروڑی صاحب کی ساری عبارت خود ساختہ ہے نکاح متعہ جب تک حلال تھا تو اسے زنا نہیں کہا جا سکتا تھا اور لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا کے حکم میں لایا جا سکتا تھا اس لئے کہ وہ ایک نکاح ہی تھا جو موقت تھا جب اللہ نے اس کو حرام قرار دے دیا تو اب وہ اس سے خارج ہو گیا اور امام بخاری نے اپنا مذہب خود بیان کر دیا ہے مگر فرقہ چتروڑیہ کے سربراہ بادشاہ ہیں جو چاہیں لکھتے چلے جائیں اور جس کے بارہ لکھتے جائیں۔

اسناد سے تکلیف:۔

چتروڑی صاحب چونکہ خود بے سندے ہیں اور ان کے نزدیک ان کو قرآن وحدیث مشرکوں نے پڑھایا اس لئے ان روات اور ان کی سندات سے خاص بیر اور دشمنی ہے جبکہ روایات کی صحت وسقم کا مدار روات پر ہوتا ہے اس لئے فرماتے ہیں لیکن شومئی قسمت کہ اسناد کے چکر میں پڑنے اور مفہوم قرآن کو مہجور کرنے والے روات نے امام بخاری کو بھی ایسا الجھایا کہ نہ ان کو قرآن کی تصریح سے آگاہی ہوئی نہ سیرت نبویہ کا پاس آیا نہ صحابہ کرام کی پاک طینت کو سوچا چتروڑی صاحب کا یہ الزام سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور ان کو سند سے محرومی حاصل ہے اس لئے سند سے چڑتے ہیں اور شومئی قسمت قرار دیتے ہیں اور بے سند ہونے کو خوش نصیبی۔

جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک علاقہ میں بدکاری کا رواج عورتوں میں پھیل گیا تو حاکم وقت نے حکم دیا کہ ایسی عورت کی ناک کاٹ کر فلاں جگہ محبوس کر دیا جائے چنانچہ کافی تعداد ایسی عورتوں کی ایک جگہ رکھی گئی ایک مرتبہ ایک ناک والی عورت وہاں سے گزری تو ان ناک کٹی عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ عورت ہمیں دیکھ کر نفرت کرے گی اس لئے جب وہ قریب آئی تو

انہوں نے شور مچادیا کہ ناکو آئی ناکو آئی اس بے چاری نے جب سنا کہ اس کے خلاف ناکو آئی کا شور ہے تو بھاگ گئی اس لئے کہ شاید اس جگہ ناک والا ہونا عیب ہے جسمانی نسب ماں باپ سے ثابت ہوتا ہے اور دینی نسبت بزرگوں کی علمی سند سے مگر جس کے نزدیک دین پڑھانے والے استاد مشرک و کافر ہوں اس کے نزدیک سند شومئی قسمت ہی ہوگی اس لئے اس کے نزدیک بخاری کی سندات شومئی قسمت ہیں۔

تقابل نمبر ۱۰

قرآن مقدس، میں نکاح حلال کے شرائط میں یہ شرط بھی تھی کہ شادی اور پاک دامنی کا ارادہ ہو شہوت رانی اور چھپے یار بنانے کا ارادہ نہ ہو کیونکہ یہ فاحشہ اور زنا ہوگا۔ چنانچہ فرمایا محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان اور اگر یہ نہ کیا تو کفر کا ایمان کے بدلے سودا ہوگا ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله چنانچہ قانون قران کے مطابق ہی اللہ کے رسول ﷺ نے شادی کر لینے کا حکم اور اجازت دی۔

بخاری محدث، نبی ﷺ کے ذمے قرآن کی مخالفت:۔

لیکن امام بخاری آپ ﷺ کے ذمہ قرآن کی صریح مخالفت لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنے صحابہ کو شہوت رانی کے لئے اور چھپی یاری کے لئے زنا کو یعنی متعہ کی اجازت عام دے دی تھی پھر بعد میں منسوخ کر دی کیا قرآن کی اتنی صریح مخالفت اللہ کا پیغمبر کر سکتا ہے کیا امام بخاری حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ آپ نے ایسا زنا جائز رکھا ایسی روایت قرآنی بصیرت کی تائید کر رہی ہے یا بغاوت اس سے یہی معلوم نہیں ہوتا کہ روایت پرستی قرانی بصیرت کی دشمن ہے۔ (ص ۲۹، ۳۰)

الجواب:۔

مسئلہ پہلے واضح ہو چکا کہ متعہ ایک نکاح ہی تھا اس نکاح میں صرف یہی فرق تھا کہ وہ موقت تھا یہ موبد ہے پہلے نکاح موبد کے ساتھ نکاح موقت کی اجازت دی گئی تھی اور اس کی غرض بھی احصان اور پاکدامنی تھی تا کہ بے رہروی نہ ہو چونکہ موصوف چتروڑی صاحب کا ہر کام نرالا اور قول بے مثال ہوا کرتا ہے فرماتے ہیں قرآن مقدس میں نکاح حلال کے شرائط میں یہ شرط بھی تھی کہ شادی اور پاک دامنی کا ارادہ ہو علمی زور کی بناء پر بے چارے کو شرط اور غرض کے درمیان فرق کا پتہ نہیں چل سکا کہ پاک دامنی غرض نکاح ہے یا شرط نکاح اور موصوف کو یاد ہونا چاہئے کہ شرط مشروط سے پہلے ہوتی ہے اور غرض کا وجود بعد میں آتا ہے اور جناب کے فرمان کا مفہوم بنتا ہے کہ نکاح سے پہلے پاک دامنی شرط ہے اور دوسری غلطی اس جملہ میں یہ کر گئے کہ لکھ دیا نکاح حلال کے شرائط میں چتروڑی نے دانستہ یا وارفتہ ہو کر یہ ادبی جملہ بولا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح دو قسم کا ہے ایک نکاح حلال دوسرا نکاح حرام اور حضرت کے نزدیک نکاح حلال کے لئے پاک دامنی شرط ہے نکاح حرام کے لئے شرط نہیں ایسے جملہ میں تیسرا موتی اس طرح دیا کہ شادی اور پاک دامنی کا ارادہ ہو نجانے اس شادی سے مراد کیا ہے فارسی میں تو اس کا معنی خوشی ہے اور سرائیکی میں یا جھنگوی زبان میں شادی کا معنی معروف بیاہ ہے جس میں برات ڈھولوں اور ناچ گانوں میں مست ہو کر ویڈیو بناتی اور پٹاخے مارتی ہوئی دلہن والوں کے ہاں آتی ہے تو گویا موصوف کے نزدیک نکاح کے بعد بیاہ کی رسم ادا کرنا فرض ہے یا محض رخصتی اور مقاربت کا نام شادی ہے۔ اور جناب کے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی شرط میں شادی کی رسم ادا کرنا ہے اور دوسری شرط پاک دامنی کا ارادہ ہے اور ظاہر ہے کہ نیت اور ارادہ غیر مرئی چیز ہے جسے اللہ جانتا ہے کہ اس کا ارادہ کیا

ہے اور جب کہ آج کل شادی کا مقصد خانہ آبادی اور نفسانی خواہش کی تکمیل ہوتا ہے تو چتروڑی دارالقضاء سے کیا فیصلہ صادر ہوگا کہ یہ حلال ہے یا نہ اس سے پاک دامنی کی شرط پوری ہوجاتی ہے یا نہ چتروڑی کے علمی جواہر پاروں میں ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے ومن یکفر بالایمان کا ترجمہ کیا ہے اگر یہ نا کیا تو کفر کا ایمان سے سودا ہوگا اور باکو عوض کے لئے بنادیا حالانکہ صاف مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے ایمان سے انکار کردیا اس کے اعمال برباد ہوگئے مگر چونکہ یہ روایت کے مخالف اور دشمن ہیں اور فرماتے ہیں اس سے یہی معلوم نہیں ہوتا کہ روایت پرستی قرآنی بصیرت کی دشمن ہے؟ اور روایت سے روگردانی عین قرآنی بصیرت اور اس کی دوستی ہے اس لئے کہ اگر اسلاف کی روایت لی تو نفسانی رائے سے تفسیر کا امکان رد ہوجاتا ہے اور چتروڑی صاحب کے نزدیک اپنی رائے کے ساتھ قرآن سے کھیلنا اور تفسیر بالرائے کرنا عین بصیرت قرآنی اور قرآن فہمی ہے روایت اس غرض کو پورا نہیں ہونے دیتی اس لئے روایت کے ساتھ پرستی کا لفظ بھی ساتھ ہی بڑھایا تا کہ غیر معمولی طور پر روایت دشمنی کا مظاہرہ کرسکیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روایت اچھی چیز ہے اور اثبات صحت وحقانیت کیلئے کتاب وسنت بنیادی شرط ہے اس لئے کہ قرآن کے بارہ میں ہمارا یہ دعوی کہ یہ بعینہ وہی قرآن محفوظ ہے جو مکمل طور پر متصل اور متواتر سند سے ہم تک پہنچا ہے والمنقول عنه نقلا متواترا من غير شبهة کہ یہ قرآن آپ ﷺ نقل متواتر کے ساتھ بغیر شبہ کے منقول ہے اور حدیث بھی رواۃ کی روایت سے ثابت ہے اور جو لوگ چتروڑی کی طرح روایت کے خلاف ہیں ان کا قرآن پر بھی ایمان ثابت نہیں ہوسکتا۔ مگر چتروڑی صاحب نے بہر صورت بخاری کو مخالف قرآن ظاہر کرنا ہے اس لئے اس غرض کے پورا کرنے کے لئے وہ قرآنی مفہوم کو خود ساختہ تفسیر کے ذریعہ من مرضی کے مطابق بیان کرتا ہے تا کہ بخاری کو مخالف قرآن یا قرآن سے بے بصیرت ثابت کرسکیں اور عقل وخرد سے

فارغ اور وارفتہ ہو کر اپنے فتوی کے مطابق مشرک بن کر بخاری کو چیلنج کر دیا کہ کیا امام بخاری حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا زنا جائز رکھا ہوگا چتروڑی کے کس کس ادبی جملہ کی داد دی جائے ایسا زنا کا لفظ بول کر گویا فرما رہے ہیں کہ آپ نے ایسے متعہ والے زنا کی کہاں اجازت دی ہے بلکہ دوسرے زنا کی اجازت دی جو متعہ کے علاوہ ہو ورنہ ایسا کا لفظ لکھنے کی کیا ضرورت تھی صرف یہ کہتے کہ آپ نے زنا کی کب اجازت دی ہے؟ سنا ہے یہ روضہ نبوی کی زیارت سے اس لئے محروم رہے اور واپس آ گئے (ہمیں اس کی تحقیق نہیں) کہ روضہ میں کچھ نہیں ہے نہ آپ سنتے ہیں اور نہ سلام و کلام کرتے ہیں اور بقول بعض حج کے لئے گئے ہی نہیں بلکہ ڈرامہ رچایا (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) مگر امام بخاری کو یہیں گھر میں بیٹھے چیلنج کر دیا کہ وہ حلفیہ بیان دے سکتے ہیں؟ جیسا کہ بخاری اس کے خیال میں اس کی بات سن رہے ہوں اور بریلوی عقیدہ کے مطابق چتروڑی کے پاس حاضر ناظر ہوں مگر ناک ایسی پکی چیز ہے جو سخت آندھی سے بھی نہیں گرتی۔ ورنہ تیرے نزدیک بخاری کیا جب پیغمبر ﷺ تک بے جان پڑے ہیں ان کو بات کی ہمت نہیں تو بخاری بے چارے سے کیا مطالبہ حلف ہو سکتا ہے مگر "دروغ گورا حافظہ نباشد" طیش میں بے چارے کو خیال ہی نہیں کہ میں ابو جہل سے بھی بڑا مشرک بن گیا۔ اس لئے کہ ابو جہل سے ثابت نہیں کہ کسی کے مرنے کے بارہ سو سال بعد گھر بیٹھے اس سے حلف لینے کا مطالبہ کیا ہو مگر ہمیں اپنے اس جملے پر جو چتروڑی کے بارہ لکھ رہے ہیں اپنا ضمیر اخلاق اور بزرگوں کی تعلیم کی بناء پر ملامت کر رہا ہے حالانکہ ہم ان کے بارہ زیادہ سے زیادہ وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو انہوں نے اسلاف خاص کر امام بخاری کے بارہ بار بار دہرائے اور روات حدیث پر لعنتیں کیں ہم پھر بھی اس بوڑھے علامہ سے عرض کریں گے کہ آپ علامہ نہیں بلکہ الامہ (من الالم) کا کردار ادا کر کے منکرین حدیث کی بولی بول رہے ہیں۔

آپ بھی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تقابل نمبر ۱۱

قرآن مقدس، میں ہے نکاح کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت کا حق مہر مال ہونا ضروری ہے..... ان تبتغوا با موالکم..... اور مال بھی ایسا جو عرف عام میں مال کہا جاتا ہے ردی کاغذ کا ٹکڑا درخت کا گرا ہوا کوئی پتہ یا پھٹا پرانا کپڑا یا لوہے تانبے کا کوئی چھلا انگوٹھی اس کو مال نہیں کہتے۔

بخاری محدث، رسول علیہ وسلم پر جھوٹ:۔

لیکن اللہ معاف فرمائے امام بخاری بے حیا راویوں پر اعتماد کلی کر کے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بھی جڑ دیتے ہیں اور نص قطعی کے خلاف آپ ﷺ کے ذمہ لگاتے ہیں خدا جانے قرآن کی طرف توجہ نہیں صاف کہہ دیا کہ رسول ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا شادی ضرور کر لے خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کے بدلے کیوں نہ ہو قال لرجل تزوج ولو بخاتم من حدید۔ (ص ۳۰، ۳۱)

الجواب:۔

حیاء کے پتلے چتروڑی صاحب جب آپ کی ذہنی بنیاد ہی بدگمانی ہے کاش کہ ہمیں ہمارا ضمیر اور بزرگوں کی تعلیم اس قدر جرات دیتی کہ اسلاف اور روات حدیث کو بے حیا کہنے والے کو بے حیا ہی کہہ سکتے۔

دراصل یہ بخاری کے سابقہ باب والی حدیث کا ٹکڑا ہی ہے اور چترو ڑی صاحب نے اس کے دو نمبر بنا لئے بعد والے ٹکڑے کو نمبر ۱۱ میں اور پہلے کو نمبر ۱۲ میں نقل کر دیا تا کہ ''نمبر'' بڑھا سکیں دراصل حدیث یہ ہے کہ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا انھا قدو ھبت نفسھا لک منه فراء فیھا رایک فلم یجبھا اس بارہ آپ اپنی رائے ارشاد فرمائیں آپ نے اس کو جواب نہ دیا اور اس نے تین مرتبہ اپنے یہ جملے دہرائے اس پر فقام رجل فقال یا رسول الله انکحھا قال ھل عندک من شیء قال لا قال اذھب فاطلب ولو خاتما من حدید فذھب فطلب ثم جاء فقال فما وجدت شیئا ولا خاتما من حدید فقال ھل معک من القرآن شیء قال معی سورۃ کذا وسورۃ کذا قال اذھب فقدا انکتحکھا لمامعک من القرآن ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا نکاح میرے ساتھ فرمادیں آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا نہیں ہے فرمایا جا ڈھونڈ کر لے آ اگر چہ لوہے کی انگوٹھی بھی ہو وہ چلا گیا جا کر ڈھونڈا پھر آ کر عرض کیا میں نے کچھ نہیں پایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی فرمایا تیرے پاس کچھ قرآن ہے اس نے عرض کیا فلاں فلاں سورت ہے آپ نے فرمایا میں نے اس سے تیرا نکاح اس قرآن کی وجہ سے کر دیا جو تیرے پاس ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا (نمبر ۱) وہ عورت واھبة النفس للنبی تھی اور آپ اس سے نکاح نہ فرمانا چاہتے تھے مگر اس کے حالات کو خوب جانتے تھے جو معاشی یا طبعی وجوہ کی بنا پر تنگی اور پریشانی کے حال میں تھی اور دور بے سروسامانی کا تھا پھر بھی صحابی سے کچھ مال ڈھونڈ لانے کو فرمایا اور ولو خاتم من حدید سے مراد ادنی درجہ کا مال ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہاں لوہے کی انگوٹھی پڑی تھی جب آپ نے دیکھا وہ مال لانے سے مجبور ہے اور یہ بھی پریشانی

ہے تو آپ نے اس کا نکاح اس شخص سے کر دیا اور قرآن کی سورتوں کے حفظ کے اعزاز میں کیا اور بذات خود اس عورت کا مطالبہ بھی حق مہر کا نہ تھا اس لئے آپ نے اس کا نکاح کر دیا یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت یا ان صحابہ پر خصوصی رعایت کے تحت تھا مگر اس روایت پر رواۃ کو گالی دینا اور امام بخاری کو نبی ﷺ پر جھوٹے الزام لگانے کا طعنہ دینا دائرہ انصاف سے خارج ہے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرات شوافع نے تعلیم قرآن کو مہر بنانا جائز رکھا ہے جبکہ امام شافعی کی فقہ بھی بخاری سے پہلے کی ہے بلکہ امام احمد کی بھی۔ اس لئے انہوں نے حدیث بخاری سے نہیں بلکہ پہلے ان سے استدلال کیا تھا مگر جمہور نے ان تبتغوا باموالکم سے استدلال کرتے ہوئے مال کو حق مہر قرار دیا ہے اور باء کو عوض کے لئے نہیں بلکہ سببیہ قرار دیا کہ چونکہ تجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اس اعزاز میں میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا ہے گویا اصل مہر کو موجل کر دیا مگر چترو ڑی صاحب نے سینہ زوری سے نہ صرف حدیث کا انکار کیا بلکہ الٹا امام بخاری اور رواۃ بخاری کے خلاف زبان کشی کر رہے ہیں۔

اسے انسان نہ کہئے گا ہو گرچہ کتنا ہو صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہے، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہے

تقابل نمبر ۱۲

قرآن مقدس، میں ہے قرآن کے عوض اور بدلا میں مال اتنا دینا لینا حرام ہے قرآن اللہ کا کلام ہے..... یہ مالیت سے پاک ہے..... قل ما اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی..... یعنی قرآن پر میری مزدوری صرف یہی ہے کہ تم قرآن کو قبول کر لو۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری روایت درج کرتے ہوئے شاید غیر شعوری حالت میں تھے یا قرآن پر روایت کو فٹ کرنا ضروری خیال نہ کرتے تھے..... یہی دین اسلام ہے؟ کیا اسی طرح آپ ﷺ نے کیا ہوگا یا بے حیا ابو حازم راوی کی بکواس ہوگی۔

الجواب:۔

یہی روایت مکمل پچھلے حصہ میں گزر چکی ہے اور جواب بھی دیا جا چکا ہے کہ وہ عورت واھبۃ النفس تھی اور جن لوگوں نے ائمۃ الحدیث اور روات کی آڑ میں تکذیب نبوت کو شعار یا شیوہ بنالیا ہو ان کا علاج خود خدا کرے گا۔

اور آیت الا المودۃ فی القربیٰ کی چتروڑی تفسیر کے مطابق تو قرآن کی اجرت قرآن سے ثابت ہوگئی جب مودت القربی قرآنی اجرت کا عوض بن سکتی ہے تو پھر مودۃ النکاح کیوں نہیں (فافھم و تدبر) جبکہ اجرت علی العبادات صرف حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں باقی ائمہ کے نزدیک جائز ہے چتروڑی ان ائمہ کرام پر بھی ذرا فتوی بازی کی طبع آزمائی کر لیتے تو ان کی اصلیت مزید واضح ہو جاتی جب چتروڑی صاحب اس قدر اجرت قرآن و تبلیغ کے حرام ہونے کے قائل ہیں تو کیا حلف دے سکتے ہیں کہ انہوں نے تقریر کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہیں لیا یا وہ حرام جائز ہے جو چتروڑی کھائیں دوسرا نا جائز ہے۔ غالبا مودۃ القربیٰ کی یہ تفسیر چتروڑی نے شیعوں سے لی ہے کہ وہ کہتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں قرآن کی اجرت یہ لیتا ہوں کہ میرے اہل بیت (نبی ﷺ) سے محبت رکھنا اور علماء اہل السنۃ سے اس کو استثناء منقطع قرار دیا ہے اور یہ تفسیر کی ہے کہ مکہ والوں میں (محمد ﷺ) تم اسے اس قرآن پر کوئی اجرت نہیں لیتا مگر میری قرابت کا تو کم از کم لحاظ کر کے قرآن پاک کی

تعلیمات کو قبول کرلو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک رگ شیعی بھی پائی جاتی ہے کہ وہ صرف صحابہ کے دشمن ہیں اور چتر وڑی صحابہ اور رسول ﷺ اور ان کے فرامین اور پورے اسلاف کے دشمن ہیں اور سنا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں کہیں کہا کہ خلافیت ابوبکر و عمر و عثمان کی علیؓ پر افضلیت کی دلیل نہیں ہے یہ تو ہر مصلی کو بھی مل سکتی ہے (واللہ اعلم)

تقابل نمبر ۱۳

قرآن مقدس، قرآن وسنت سے پاک پانی یا مٹی کے بغیر وضو اور طہارت نہیں ہو سکتی..... وضو کے لئے جو پانی استعمال ہو چکا ہو دوبارہ اسی مستعمل پانی سے بھی وضو نہیں ہو سکتا قرآن میں فرمایا ان لم تجدو اماء فتیمموا صعیداً طیباً.....

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری نے باب الماء یغسل به شعر الانسان اور سور الکلاب کا اکٹھا باب باندھ کر لکھا قال الزهری اذا ولغ الکلب فی اناء لیس له وضوء غیره یتوضاء به امام بخاری کا استاذ زہری کہتا ہے کہ کتے کے جھوٹے پانی سے وضو ہو سکتا ہے اور زہری جو اکثر علماء اسلام کی تحقیق میں اور اہل تشیع علماء کے نزدیک خصوصاً شیعہ اور پھکڑ باز بھی ہے اس پر امام بخاری اتنا عاشق ہیں کہ اس کے قول کو اپنا مذہب بنا کر پیش کرتے ہیں بخاری کے اس صنیع سے واضح ہوا ان کا اصل مسلک یہی ہے جو زہری سے نقل کر کے کتاب میں محفوظ رکھا ہے۔ (بخاری ص ۲۹) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری کا اصل مشن روایات کا ڈھیر لگانا ہے قرآن میں بصیرت حاصل کرنا یا قرآن کو مقدم رکھنا ان کے زاویہ

خیال میں بھی نہ ہے۔اس لئے وعدہ کرتے ہیں المسند الصحی ح کا لیکن کتاب کو اقوال رجال سے بھر دیا پھر آپ کو اتنا نسیان وغشیان لاحق ہوا کہ ان کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ کتاب میں یہ بھی لکھ چکا ہوں اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فیغسلہ سبعا۔(بخاری ۲۹)

کتے کا جوٹھا برتن جب تک پانی سے دھو نہ لیا جائے تب تک پلید رہے گا۔ فواسفا علی بصیرۃ البخاری (ص ۳۴، ۳۵)

الجواب:۔

ہم بھی کہنے پر مجبور ہیں واحسرتا علی شقاوۃ الباھت علی البخاری۔حد ہوگئی تعصب کی کہ دوسرے کی چارپائی جلانے کے لئے اپنے مکان کو جلانا قبول ہے یہ بخاری کی بصیرت پر رونے والا بصیرت کا پتلا نہ تو علماء ومحدثین کا حیا کرتا ہے جنہوں نے تراجم بخاری کو بخاری کی انتہائی زیرکی پر محمول کیا ہے اور ان کی عظیم بصیرت پر مگر یہ بیچارا اس غم میں نڈھال ہو رہا ہے ہائے بخاری میں بصیرت نہیں علم قرآن سے بے بہرے ہیں اور اپنی حالت یہ ہے کہ قرآن پر جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہا ہے اور اپنی دماغی اختراع قرآن کے کھاتے میں ڈال کر دوسروں کو قرآن سے بے بہرہ اور جاہل ثابت کر رہا ہے حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے اور انما یفتری الکذب الذین لا یومنون اس کے سوا نہیں کہ جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہ رکھتے ہوں۔اور اس بے چارے علم کے قبے کو پتہ نہیں کہ بخاری سے پہلے کے ائمہ کا اس بارہ مسلک کیا ہے اور بخاری جب بھی کسی کا قول نقل کرتے ہیں یہ علم کا ستون اس کو بخاری کا مذہب قرار دے دیتا ہے۔ سنئے پانی کی

نجاست وطہارت کے بارہ میں فقہاء کرام ائمہ اربعہ کے اقوال جوانہوں نے اپنے اجتہاد سے کتاب وسنت کی روشنی میں بالدلائل بیان کئے وہ کیا ہیں۔ اور یہ بھی خیال نہیں کہ ائمہ اربعہ کی فقہ بخاری کی تدوین سے پہلے ہو چکی تھی اور امام احمد جو امام شافعی کے شاگرد ہیں وہ امام بخاری کے استاد ہیں اور ان ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام مالک کے نزدیک سور کلب نجس نہیں ہے اور نہ ولوغ الکلب سے پانی ناپاک ہوتا ہے اور نہ برتن اور انہوں نے حدیث الماء لا ینجسہ شئی سے استدلال کر کے اسے اپنا مذہب قرار دیا ہے اور اگر امام زہری کا یہ مذہب ہو تو بھی امام مالک کے موافق ہوا اور امام مالک مولود سن ۹۰ ہجری امام ابوحنیفہؒ کے دور کے حضرات سے ہیں اور بقول بعض امام صاحب کے شاگرد ہیں اور ان کے نزدیک ولوغ الکلب سے برتن کا دھونا اور مٹی سے مانجھنا فقط امر تعبدی ہے اور لعاب کلب کے مضر اثرات کے مٹانے کی خاطر ہے مگر جمہور (بشمول امام احمد) کا قول ہے کہ سور الکلب نجس ہے پھر ان میں سے امام شافعی کلب کو (مثل خنزیر) نجس العین فرماتے ہیں اور امام شافعی و احمد کے نزدیک اس برتن کا سات مرتبہ دھونا طہارت برتن کے لئے شرط ہے مگر امام اعظم کے نزدیک تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک تو ہو جاتا ہے اوپر کے چار مرتبہ دھونے سے غرض اس کے مضر اثرات کا مٹانا ہے مگر موصوف کو فقط بخاری سے دشمنی ہے اس لئے روات و روایات کا نزلہ بھی بخاری پر گراتا ہے اور فقہی مسالک کا بھی اس ''حقیقت پسند شریفانہ'' عبارت میں کیا مبالغہ آرائی اور غلط بیانی کی گئی ہے توجہ کریں۔

قبۃ العلوم (یا کبۃ العلوم) فرماتے ہیں قرآن وسنت سے پاک پانی یا پاک مٹی کے بغیر وضو اور طہارت نہیں ہو سکتی ان لم تجدوا ماء تو پھر اصل یعنی وضو میں پاک پانی کیوں ضروری نہ ہوا؟ جبکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وضو و غسل وغیرہ صرف پاک پانی سے ہو سکتا ہے اصل بات یہ نہیں کہ نجس پانی سے وضو ہو سکتا ہے یا نہ نجس چیز سے کسی کے نزدیک بھی وضو نہیں

ہوتا اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا ولوغ کلب سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہ اگر ہوتا ہے تو کس قدر پانی؟ امام مالکؒ کے نزدیک سور الکلب والا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور بخاری بھی ان کے موافق ہیں مگر موصوف نے دھوکہ دیتے ہوئے بخاری کی طرف اس بات کی نسبت کردی کہ ان کے نزدیک ناپاک پانی سے وضو ہو جاتا ہے اور بخاری کو مورد طعن بنانے کے لئے زہری پر شریفانہ جملے کسے اور اس کا قول جو بخاری نے نقل کیا اسے نقل کر کے زہری کی اتباع کا بخاری پر الزام دھر کر اپنی طبع آزمائی کی اور کہا کہ بخاری کا اصل مشن روایات کا ڈھیر لگانا ہے قرآن میں بصیرت حاصل کرنا یا قرآن کو مقدم رکھنا نہیں ان کے زاویہ خیال میں نہیں عجیب بات ہے بلوچی رگ ایسی پھولی کہ خود کو بڑا بصیرت قرآن کا حامل اور اسلاف کو بے بہرہ قرار دیا جبکہ قرآنی حکم یہ ہے کہ اخلاف صالح وہ ہیں جو اسلاف کا ادب کریں ان سے بدگمانی نہ کریں ورنہ وہ مسلمانی حقوق کے بھی پورے حق دار نہیں فرمایا والذین جاء وامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالا ایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنو ا وروہ لوگ بھی مال فئی کے مستحق ہیں جو بعد میں (اسلام میں یا دنیا میں) آئے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے سبقت کر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کا بغض نہ کر چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اسلاف کے خلاف زبان درازی کرنے والا مال فئی کا مستحق نہیں ہے مگر چترو ڑی صاحب کے دل میں ایسی غل وغش آئی کہ ان کو بخاری فوبیا ہو گیا ورنہ بات بات پر ان کو بے بصیرت کیوں قرار دے رہے ہیں اور کیا کیا خطاب دے رہے ہیں اور اس نے صرف بخاری کی توہین نہیں کی بلکہ مشہود لہم بالخیر اکثر تابعین کو شیعہ کہہ ڈالا جبکہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق دوسرا خیر القرون دور تابعین کرام کا ہے اور تیسرا تبع تابعین کا جس دور میں چترو ڑی صاحب ہیں یہ ان لوگوں کا آخری اور پرفتن دور ہے جن کے بارہ میں فرمایا ثم

یجئی قوم تسبق شهادة احدهم یمینه و یمینه شهادته (متفق علیہ) فرمایا پھر ایسی قوم آئے گی جن کی شھادۃ قسم سے پہلے ہو گی اور قسم شہادت سے پہلے (مراد جھوٹی شھادات ہیں اور جھوٹی قسمیں) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور کو بہتر فرمایا ہے اور بعد والوں کو جھوٹی قسمیں اور شہادتیں دینے والا اور آپ اس دور میں ہے جس کی غلط شہادت کی دلیل آپ کی اپنی ذات ہے کہ لمحے لمحے سانس سانس جھوٹ پر جھوٹ اور قرآن عظیم اور نبی کریم پر الزام تراشی کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے یہ ہیں کہ اکثر تابعین شیعہ تھے اور زہری کے بارہ میں خاص بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں امام بخاری کا استاد امام زہری..... اور زہری جو اکثر علماء اسلام کی تحقیق میں عموماً اور اہل تشیع علماء کے نزدیک خصوصاً شیعہ اور پھکڑ باز بھی ہے۔

جبکہ امام بخاری تیسری صدی کے ہیں اور زہری بے چارہ پہلی صدی کا ہے اور امام بخاری نے اس کی زیارت ہی نہیں کی مگر چترو ڑی صاحب ان کو بخاری کا استاذ کہہ رہے ہیں اور شیعہ گردان رہے ہیں۔

زہری کے بارہ تحقیق

کنیت و نام:۔ ابو بکر محمد ابن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب جو قبیلہ زہرہ کی طرف منسوب ہیں اور احد الفقهاء المحدثين و العلماء الا علام من التابعين بالمدينه سمع نفراً من الصحابة وروى عنه خلق كثير منهم قتاده و مالک بن انس قال عمر بن عبد العزيز لا اعلم احداً اعلم بالسنة افقه منه مات فی شهر رمضان اربع عشرين بعد المائة یہ مدینہ کے ایک فقیہ محدث اور بڑے عالم

تابعی تھے انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت سے حدیث سنی اور ان سے بڑی مخلوق نے روایت کی ہے جن میں قتادہ، مالک بن انس جیسے لوگ شامل ہیں عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں میں اس سے سنت کا بڑا عالم نہیں جانتا انکی وفات سن ۱۲۴ ہجری رمضان میں ہوئی رہا شیعہ ہونا اس بارہ تصریح معلوم نہیں ہوئی لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ اس دور میں حضرت علی کے طرف داروں کو شیعہ علی کہتے تھے ان میں رافضی اور سنی کی تخصیص نہ تھی۔ اس لئے کہ اس دور میں شیعہ بحیثیت مذہب تقیہ کی آڑ میں تھے اور یہ اس عام اصطلاح کے مطابق شیعہ کہلائے گئے ہوں تو علیحدہ بات ہے لیکن ابو بکر کنیت سے واضح ہے کہ وہ اہل سنت ہی تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ان کو اعلم بالسنۃ کہنا ان کے اہل سنت ہونے کی واضح دلیل ہے ۔ واللہ اعلم۔

اب سوال یہ ہے

کہ زہری اور امام بخاری کو تو چتروڑی صاحب نے بے نقط سنا دیں تو امام مالک کے بارہ میں آپ کا ارشاد گرامی کیا ہوگا؟ جو سور الکلب (کتے کے جھوٹے) کو نجس نہیں مانتے ہم تو عرض کریں گے کہ چتروڑی صاحب ایسا زیرک اور صاحب بصیرت ابھی سے ہی پوری امت کے بڑے بڑے حضرات کے بارے میں وضاحت فرما دیں کہ ان کے ہاں کوئی سچا بھی تھا یا نہ؟ اگر تھا تو وہ کون سی شخصیات ہیں جو سچے ہیں اور وہ کون ہیں جو مکھڑ باز ہیں تا کہ ابھی سے آپ کے ذہن کا پتہ چل سکے۔ اگر واقعی بخاری ایسا بے بصیرت، قرآن سے بے بہرہ تھا تو ان کی کتاب کے بعض روایات پر اعتبار کیسا؟

ایک اور سوال

چتروڑی صاحب تو انتہائی با بصیرت اور قرآن دان ہیں اور حدیث کو قرآن پر کھتے اور جانچتے ہیں مگر ہمارے خیال میں چتروڑی صاحب قرآن کے ایک واضح حکم سے اپنی بے بصیرتی کی بناء پر یا ''نیک نیتی'' کی بنا پر آنکھیں چرا گئے ہیں قرآن حکیم میں ہے قل الا اجد فیما اوحی الی محرماً علی طاعم یطعمه الا ان یکون میته او دما مسفوحا اولحم خنزیر فانه رجس او فسقااحل لغیر الله ۔آپ فرمادیجئے کہ میرے اوپر جو وحی ہوئی اس میں کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ (جانور) خود بخود (بے ذبح) مرجائے یا چلتا خون یا خنزیر کا گوشت یہ پلید ہے یا کھلا گناہ ہے جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا دوسرے مقام پر فرمایا انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله .

اور اس کی وضاحت فرماتے ہوئے موقوذہ، متردیہ، نطیحہ، وما اکل السبع کو بھی حرام میں داخل کیا اور ان دونوں آیات نے محرمات فی الاکل کو صاف بیان کر دیا اب جو حدیث ان کے علاوہ کسی اور چیز کی حرمت کو بیان کرے گی وہ تو بقول چتروڑی صاحب غلط، باطل اور بصیرت قرآن کے خلاف ہوگی اس لئے کہ قرآن نے لا اجد اور انما کے حصر سے واضح کر دیا کہ صرف یہی چار چیزیں حرام ہیں یعنی مردار (غیر مذبوحہ جانور) چلتا خون، خنزیر کا صرف گوشت (نہ کہ بال، سری پائے، کھال) اور غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور اس لئے ان کو چاہئے تھا کہ اپنی بصیرت کاملہ فی القرآن کی بناء پر علی الاعلان خنزیر کے بال، چربی، پائے، سری شیر، کتا، بھیڑیا، زیبرا، چیتا، گیدڑ، لومڑ، بلی، ہاتھی، گدھا، گھوڑا، خچر سب

کو نہ صرف حلال کہتے بلکہ اس مفت کے رزق حلال کو خود استعمال کرتے اور اپنے پورے فرقے کے لوگوں کو کھلاتے پلاتے چوہے، مگر مچھ، کچھوا، بجو، نیولا، بندر، مینڈک، چھپکلی، سانپ، گوہ، الو، گدھ، چیل وغیرہ جیسی کھانے کے قابل چیزیں جن کو قرآن نے حرام نہیں کہا ان کو ضائع نہ ہونے دیتے اس سے پورے چوڑھے آپ کی جماعت میں شریک ہو جاتے اور آپ کی جماعت بڑھ جاتی محدثین بے بصیرت کون ہوتے ہیں یا روات حدیث یا پھر ائمہ اربعہ کے اقوال رجال کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ بصیرت خاصہ قرآنیہ جو آپ کو حاصل ہے اس سے فائدہ اٹھاتے اور پوری دنیا میں آپ کی شہرت ہوتی چین اور روس کے لوگ جو ان سب چیزوں کو کھاتے ہیں آپ کے مذہب اور فرقہ میں آجاتے اور پوری دنیا میں بلے بلے ہو جاتی اور چند کوڑیوں کے لئے گلے پھاڑنے کی ضرورت بھی نہ پڑتی اور نہ گالی گلوچ کے ذریعے کمانے کی ضرورت محسوس ہوتی اور قوم بھی آپ کی اصلیت کو جان سکتی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یا تقیہ کرلیا ہے یا ابھی آپکی بصیرت قرآنی ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے شاید خیال نہ رہا ہو اور ہماری یاد دہانی سے فائدہ ہو جائے کہ جب قرآن نے صرف چار چیزیں حرام کی ہیں اور صاف کہا کہ ان کے علاوہ حرام نہیں ہے تو دیر کا ہے کی ہم لوگ تو چونکہ احادیث میں حرام شدہ چیزوں کو حرام ہی جانتے ہیں ور قرآن و حدیث کو باہم مقابل تسلیم نہیں کرتے اس لئے ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں مگر جو بصیرت کے اعلیٰ معیار پر ہیں جن کے نزدیک احادیث کی روایات مخالف قرآن ہیں وہ ایسی طاقت ور غذا سے کیوں محروم رہیں اور مہنگائی کے اس دور میں چند ایک شکاری اس کام پر لگ جائیں تو چتروڑی صاحب کی آل تو دنوں دنوں میں اصحاب الحیتان کی طرح دولت مند بن جائے اور موٹی تازی ہو جائے۔

تقابل نمبر ۱۴

قرآن مقدس، قرآن مقدس سیرت رسول ﷺ اجماع صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین اور تمام امت اس پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی انسان کسی جاندار کا ہو وہ ناپاک اور پلید ہے کوئی ایک اشارہ تک شرع اسلام میں نہیں پایا جاتا جس میں پیشاب کو پاک کہا گیا ہو خواہ وہ نبی پاک کا کیوں نہ ہو۔

بخاری محدث:۔

باب الصلوة فی االجبة الشامیه قال معمر رایت الزهری یلبس من ثیاب الیمن ماصبغ بالبول ۔(بخاری ص ۵۲)

یمن کے یہودی اور مجوسی جس کپڑے کو نجس پیشاب کے ساتھ رنگا کرتے تھے جناب زہری وہی کپڑے پہنا کرتے تھے انہیں نجس کپڑوں میں نماز وغیرہ عبادت بھی کرتے تھے لیکن بخاری.....زہری کا قول وفعل ضرور نقل کر کے خاموشی سے گزر جاتے ہیں گویا ان کا مذہب بھی یہی ہے اب بخاری کی صفائی دینے کے لئے کون تیار ہوگا؟

الجواب:۔

چتروڑی صاحب نے حدیث الباب نقل نہیں کی جس میں ہے حضور (قضاء حاجت کے لئے) تشریف لے گئے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہو کر قضائے حاجت فرمائی علیہ جبة شامیه آپ پر شامی جبہ تھا۔ چتروڑی صاحب نے اس ترجمۃ الباب کو قرآن کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی مگر نہیں بتا سکے کہ یہ قرآن کی کس آیت کا مقابلہ میں ہے۔

ساتھ جھوٹ بولا کہ قرآن مقدس سیرت رسول ﷺ، اجماع صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین اس پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی جاندار کا بھی ہو وہ ناپاک اور پلید ہوتا ہے جبکہ اس میں ائمہ کے درمیان اجتہادی اختلاف ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک چنانچہ امام مالک واحمد اور حنفیہ میں سے امام محمد کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے امام شافعی وابو یوسف اور سفیان ثوری کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے اس تحقیق سے جناب چتر وڑی صاحب کا جھوٹ ثابت ہوا اور جھوٹا دعویٰ غلط نکلا کہ ائمہ مجتہدین اور تمام امت اس پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی انسان کسی جاندار کا ہو ناپاک اور پلید ہوتا ہے۔ یا تو آپ بقول اپنے اتنے اجہل ہیں کہ فقہی جزئیات یا پتہ نہیں یا پھر دانستہ دروغ گوئی اور پھکو بازی ہے

ان کی دلیل.....(جو حلال جانور کے پیشاب کو پاک کہتے ہیں)

بخاری ص ۳۶، ترمذی ص ۱۱ اور دیگر کتب حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے عرینہ اور وعکل قبیلہ کے مسلمان ہونے والوں کو بوجہ بیماری بھیجا فبعثهم رسول الله ﷺ فی ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها وابوالها (ترمذی ص ۱۱) ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا کہ صدقہ کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔

اس سے چتر وڑی صاحب کی یہ بات بھی جھوٹی نکلی کہ شرع اسلام میں اس کا کوئی اشارہ نہیں اس لئے حدیث سے ثابت ہو چکا کہ آپ نے ان کو اونٹنیوں کے دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا۔

تیسرا جھوٹ ان کا یہ تاثر کہ زہری پیشاب والے کپڑوں سے نماز پڑھتے تھے صاف جھوٹ ہے اس لئے کہ اس میں معلقہ بخاری میں یہ نہیں کہ بغیر دھوئے استعمال کرتے تھے بلکہ قرین

عقل وقیاس یہ ہے کہ ان کو دھو کر پہنتے ہوں گے اس لئے محشی بخاری جناب مولانا احمد علی سہارنپوری راقم ہیں بالبول ای بعد ماغسله اوالمراد بول الماکول وھوطاھر عند الزھری یعنی پیشاب سے رنگے ہوئے سے مراد (پاک کر کے) دھو کر استعمال کرتے تھے یا یہ مراد ہے کہ وہ بول حلال جانوروں کا ہوتا تھا جسکی تفصیل گزر چکی ہے لیکن چتروڑی صاحب خوش نصیب لکھتے ہیں بخاری کو زہری پر اتنا اعتماد ہے کہ بطور تبرک زہری کا قول وفعل نقل کر کے خاموشی سے گزر جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ:۔

گوماکول غیر ماکول اللحم کا پیشاب حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک ناپاک ہے اور ہمارا مسلک یہی ہے مگر دوسرے دو ائمہ اور امام محمد کا قول ماکول اللحم کے بول کے پاک ہونے کا بھی ہے اس لئے چتروڑی صاحب کی بات غلط نکلی اور افتراء علی اللہ والرسول والصحابہ والائمہ وسائر الامة ان کانت الامارة الا سلامیه یجلد ھذا المفتری علی الکتاب والسنة والا سلاف حد الافتراء۔

تقابل نمبر ۱۵

قرآن مقدس، میں صحابہ کو ایمان کا معیار بتایا گیا ہے فان اٰمنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا اور ان کے لئے اللہ نے خاص طور پر ایماندار ہونے کا پروانہ نازل کر دیا اولٰئک ھم المومنون حقا.

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری محدث کسی اندر کے روگی راوی پر کلی اعتماد کر کے اپنی کتاب میں یہ ٹانک رہے ہیں ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی کلهم یخاف النفاق علی نفسه. بخاری (ص۲۹) میں نے تیس صحابہ کو ایسی حالت میں پایا کہ تمام کے تمام اس لئے ڈرا کرتے تھے کہ کہیں ہم منافق نہ ہوں (ص۳۶،۳۷)

کیا ام المومنین عبداللہ اربعہ کیا ایسے لوگ بھی اس قسم کے خطرے کا شکار ہو سکتے تھے؟

تابعین میں کثرت کے ساتھ غلو ورفض پایا جاتا تھا۔ بخاری صاحب شیعہ نوازی میں اس کے ساتھ ہو گئے اس قسم کی خرافت سے تو شیعہ اور شیعہ نوازی کا بکواس ہی ثابت ہو رہا ہے نعوذ باللہ من هذه الخرافة (ص۳۷،۳۸)

الجواب:۔

اس روایت میں چتروڑی نے اس ہرزہ سرائی میں بھی روایتی ایمانداری کا ثبوت دیا ہے ورنہ نفاق اور چیز ہے اور اس کا خوف اور چیز۔ صحابہ کرام کی تواضع اور انکساری مراد ہے کہ وہ اپنے آپ کو محاسبہ سے بالا نہ جانتے تھے اس لئے اگر ان سے کوئی بھول چوک ہو جاتی تو خوف خدا کی بناء پر یہ کیفیت طاری ہوتی تھی ورنہ حقیقت میں ان کا ایمان انتہائی پختہ اور مضبوط تھا جس کی قرآن نے گواہی دی ہے اور اس سے نہ بخاری کی قرآن سے مخالفت ثابت ہوتی ہے نہ شیعی بدزبانی کی تائید اور چتروڑی کی بخاری دشمنی کے یہ سارے گل کھل رہے ہیں کہ بات کا بتنگڑ بنا دیا ورنہ انسان جس قدر اونچے درجے پر پہنچتا ہے اس کے دل میں اتنی خشیت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت حنظلہ نے وعظ نبوی ﷺ سنا جس سے سب صحابہ پر رقت طاری ہوگئی اس کے بعد گھر گئے تو بچوں میں مل جل کر بیٹھے اور وہ

کیفیت نہ رہی تو باہر نکلے سیدنا صدیق اکبر سے ملاقات ہوئی کہنے لگے حنظلہ منافق ہو گیا وہ کہنے لگے ایسا نہیں تو انہوں نے کہا ہم حضور ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو کیفیت بدل جاتی ہے اور ایمان کا وہ ولولہ نہیں رہتا صدیق اکبر نے فرمایا واقعی ایسے تو ہے پھر دونوں حضرات خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضرت حنظلہ نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ حنظلہ نے فرمایا ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو اور کیفیت ہوتی ہے مگر بیوی بچوں میں جاتے ہیں تو کیفیت بدل جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسی ایک حال پر رہتے جو میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں پر تمہیں مصافحہ کرتے اور ظاہر ہے جب اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ برکت نہ رہی اس لئے بھی صحابہ کرام کی خشیت اور پریشانی میں اضافہ ہوا۔ پھر نو مسلموں کی وہ بات نہ تھی جو صحابہ کی تھی اس وجہ سے بھی وہ رفتار زمانہ سے پریشان ہو کر شدید خوف میں مبتلا رہتے تھے گویا کہ یہ ان کے عظیم اور مخلص ہونے کی علامت تھی نہ کہ ان کے ایمان میں کمی کی علامت تھی بات دراصل یہ تھی مگر ''چترو ڑی بادشاہ'' کو کون سمجھائے اور کیا سمجھائے ان کا برتن تکبر سے بھرا ہوا ہے اس میں حقائق کیسے داخل ہوں ان کے فہم کا برتن اوندھا ہے اس میں پڑے تو کیا پڑے بس اللہ ہدایت دے۔

تقابل نمبر ۱۶

قرآن مقدس، میں غیر اسلامی اور غیر ضروری اشیاء کی بحث و تمحیص میں پڑنے سے اللہ کریم نے منع فرمایا اور فرمایا لا تسئلو اعن اشیاء ان تبدلکم تسئو کم مثلاً یہ پوچھنا کہ یا حضرت میرے باپ کا کیا نام تھا..... لا یعنی سوال مت کرو کیونکہ یہ تمہارے نقصان میں ہوگا

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری صاحب جن کی نظر صرف روایات کے کثیر ڈھیر کی طرف تھی قرآن سے صرف نظر کرتے ہوئے کسی لعنتی راوی کی اینچ پینچ میں آ کر صحابی رسول کے متھے جھوٹ کا ٹکا لگاتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا نھینا فی القرآن ان نسئل النبی ﷺ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے اور بہتان بلکہ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون اور بہتان اور قرآن میں اپنے بیگانے سے متعلق کثرت کے ساتھ آیا ہے یسئولنک تو کیا اپنے صحابی کو آپ ﷺ سے منع کر دیا گیا۔ بخاری صاحب کا اصل مقصود روایات کا جمع کرنا تھا قرآن کی طرف خاص توجہ کرنا ان کا مشغلہ نہ تھا ورنہ الخ (ص ۳۹)

الجواب:۔

موصوف نے اس میں حسب عادت کھینچا تانی کر کے حدیث بخاری اور قرآن کا باہمی تقابل پیش کیا حالانکہ مراد قرآن جس طرح غیر ضروری سوالات سے منع ہے صحابہ کرام کا منشاء بھی یہی تھا اور صحابہ کرامؓ حسب ضرورت سوال کرتے بھی تھے مگر ان کے دل میں یہ احتیاط بھی رہتی تھی کہ ہم سے کوئی ایسا سوال صادر نہ ہو جائے جو غیر مناسب ہو اس لئے زیادہ سوال کرنے سے احتیاط فرماتے تھے بخاری میں بھی حضرات صحابہ کرام کے سوالات آپ ﷺ سے منقول ہیں مثلاً آپ ﷺ نے حج کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ تم پر حج فرض کیا گیا اس لئے حج کرو تو ایک صحابی نے پوچھا کیا ہر سال کے لئے تو آپ نے اس پر فرمایا لو قلت نعم لوجبت اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال کے لئے حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا فاذا امرتکم بشی فاتوا منه ما استطعتم جب میں تمہیں حکم کروں تو حسب طاقت اس پر عمل کرو۔ اس لئے صحابہ کرامؓ جو قرب نبوی ﷺ سے

مشرف تھے ان کو آداب کا پاس سب سے زیادہ ہوتا تھا اس لئے ان کے دل میں یہ بات آتی تھی کہ اگر کوئی صاحب فہم باہر سے آنے والا سوال کرے گا تو ہمیں آپ ﷺ کے ارشادات سے استفادہ کا موقع مل جائے گا بات صرف اتنی تھی چترو ڑی صاحب نے پربت کا پہاڑ بنادیا۔ اور حسب عادت امام بخاری کے خلاف زبان درازی کی اور لعنت کے طوق کا شوق پورا کیا

تقابل نمبر ۱۷

قرآن مقدس، نے صحابہ کرام کا دربار الٰہی میں محبوب ہونے کا ایک شعبہ یہ بھی بیان ہوا کہ یحبون ان یتطھروا اور کافر و منافق کے ناپسندیدہ ہونے کا ایک شعبہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ نقال حدیث من قوم الی قوم یعنی دو باجرے ہیں اور چغل خور ہیں مشآء بنمیم اور اس کے برعکس صحابہ کا مزکی ہونا بیان کیا ہے۔ الخ

بخاری محدث:۔

نے بڑے زور سے ایک جھوٹی روایت قرآن کے صریح خلاف نقل کردی ہے جس سے صحابہ کو بدنام کیا جاسکتا ہے اور قرآن کے خلاف منافق مشرک کے لئے آپ ﷺ کا استغفار اور دع اکرنا ثابت ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ باب من الکبائر ان لایستترة من بولہ۔ اس سبب میں کہا کہ آپ کا دو قبروں پر گزر ہوا ان دونوں میں انسانوں پر عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کے بدلے نہیں ہو رہا پھر فوراً ہی فرمایا بلی کیوں نہیں واقعی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے ہو رہا ہے ایک تو پیشاب سے اپنا بدن اور کپڑے نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر آپ نے ایک چھڑی چیر کر دو حصے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دی

اور پوچھنے پر فرمایا امید ہے کہ ان کے خشک ہونے سے پہلے ان پر سے عذاب اٹھالیا جائے ۔(بخاری ص ۳۵)

اب سوال یہ ہے کہ وہ دو انسان کون تھے؟ وہ دونوں جاہل کافر و منافق تھے تو قرآن کی نص قطعی کے خلاف سفارش فرمائی.....اگر یہ دونوں مسلمان تھے تو صحابی رسول ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا کون ہوسکتا ہے؟ تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جن صحابہ کرام کی تربیت آپ ﷺ نے کی تھی ان کے اندر یہ دونوں کبیرہ گناہ اور وہ بھی پوری عمر پائے گئے روایت کے جھوٹے ہونے کی اس سے زیادہ بین دلیل کیا ہوگی۔(ص ۴۰ تا ۴۳)

الجواب:۔

چتروڑی صاحب کے لئے حدیث کے پرکھنے کے لئے سند بنیاد نہیں اور نہ روات۔ بلکہ ان کے نزدیک تکثیر حدیث قرآنی بصیرت کے خلاف ہے اگرچہ صحیح سند سے بھی ہو ان کا ذہن اور نفسانیت جس حدیث کو قبول کرلے خواہ سند کے اعتبار سے کمزور بھی ہو وہ ان کے نزدیک صحیح ہے اور جو ان کا ذہن اور نفسانیت قبول نہ کرے وہ صحیح نہیں خواہ سند کے اعتبار سے بہت عالی درجہ کی بھی ہو محدثین کرام نے اس حدیث صحیح کو بہت معمولی سے لفظی فرق کے ساتھ کتب حدیث میں نقل کیا گیا ہے اور صحیح سمجھا ہے اس بندہ نفس و ہوا چتروڑی خان صاحب نے دھڑلے سے کہہ دیا یہ روایت جھوٹی اور صریح خلاف قرآن ہے اسلیے اصل حقیقت یہ ہے کہ چتروڑی صاحب کو وہ حدیث دماغ و ذہن پر گولی بن کر لگتی ہے جس میں عذاب قبر کا ذکر ہو اس لئے کہ خیر سے جناب چتروڑی عذاب قبر کے منکر حیات قبر کے نام سے الرجک ہیں اور حیات و سماع فی القبر المیت کو شرک کہتے ہیں شاید ان کے نزدیک بعد الموت فی القبر سن لینا خدا تعالی کی صفت ہے اس لئے کہ قبل الموت تو ان کے نزدیک

انسان اللہ کی صفت سماع میں شریک ہے۔اس لئے وہ زندہ کے سماع کے قائل ہیں مگر بعد الموت سننا ان کے نزدیک صرف صفت خداوندی ہے اس لئے سماع اموات کے قائل کو مشرک کہتے ہیں ورنہ درحقیقت مسئلہ سماع الموتی الگ چیز ہے۔کوئی سن سکے یا نہ سن سکے اکابر میں ایک بڑی تعداد قبر والوں کے علی العموم سماع کی انکار کرتی ہے اگرچہ وہ بھی موارد مخصوصہ مبینہ فی الاحادیث کے قائل ہیں لیکن قانون عدم سماع جانتے ہیں باستثناء موارد مخصوصہ۔لیکن چتروڑی صاحب کو اگر کہا جائے فلاں حدیث میں مردے کا سننا ثابت ہے تو آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ فوراً منہ بگاڑ کر اول فول بول کر حدیث کے جھوٹے ہونے اور روات پر لعنت کی گردان شروع کر دیتے ہیں شاید ان کی قسمت میں جھوٹ اور لعنت کی کثرت لکھی ہے اور مرتے بھی یہی کچھ کرتے مریں۔

ورنہ یہ حدیث صحیح ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل قران کے خلاف ہے اور نہ یہ عظمت صحابہ کے خلاف ہے اور نہ اس حدیث میں ایسا اشارہ ہے کہ کوئی بات قرآن کے خلاف ہو۔بات صرف اتنی ہے کہ دو آدمیوں کو دو گناہوں کی وجہ سے اپنی اپنی قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور ہوتا بھی اسی زمین والی قبر میں اور اسی جسم کو ہے جسے دفن کیا جاتا ہے اس لئے کہ جرم و گناہ دونوں سے ہوا صرف ان سے ایک کو سزا ملے یہ عدل ربانی کے خلاف ہے اللہ فرماتے ہیں وما انا بظلام للعبید. اب رہی یہ بات کہ وہ کون تھے جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور آپ ﷺ نے ان کی آواز قبروں سے سنی جیسا کہ حدیث میں ہے فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورھما (بخاری) حدیث میں اس کی وضاحت نہیں کہ وہ کون تھے؟ لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ مسلمان ہی تھے اور جرید تین کے رکھتے وقت لعل کا لفظ فرمایا جو توجی کے لئے ہے کہ شاید اتنے تک تخفیف ہو جائے جتنے تک یہ سرسبز ہیں یہ معنی چتروڑی کا خانہ ساز ہے کہ ان کے خشک ہونے سے پہلے عذاب اٹھا لیا جائے اور رہا رسول اللہ ﷺ کا ان قبر والوں کو نہ

پہچاننا یا تو اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ وہ زمانہ قبل از اسلام کے ہوں یا یہ کہ آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے ان کی وفات ہوئی ہو اور وہ مسلمان ہوں اور اگر حضور ﷺ کی انہوں نے زیارت کی بھی ہو تو زمانہ تربیت کی بات ہے اس لئے کہ وہ تقریباً ہجرت سے قبل وفات پانے والے مسلمان ہوں یا دوران تربیت کے صحابی اور دوران تربیت صحابہ کرام سے ایسی چیز واقع ہوئیں جن کے بارہ میں آپ ﷺ نے ان کو سمجھایا جیسا کہ کئی ایسی چیزیں ثابت ہیں جن میں جناب سرور کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کو روکا جیسا کہ صحابی کے چڑیا کے بچے کے اٹھانے کا واقعہ ہے کلمہ پڑھنے والوں کو حضرت خالد اور حضرت اسامہ کے قتل کا واقعہ ہے چیونٹیوں کی بل جلانے کا واقعہ ہے سرقہ کا واقعہ ہے اور نفاذ حدود کی غرض سے صحابہ سے وقوع اسباب حدود کے واقعات ہیں اور پورا قرآن تدریجاً اسی لئے اترتا رہا کہ صحابہ کرام کی عملی تربیت کی جائے اور اگر محض اسلام لاتے اور زیارت نبوی ﷺ سے انکی خطا کا امکان ختم ہو جاتا تو وہ معصوم کہلاتے مگر وہ اس کی رحمت خاصہ کی بنا پر تربیت نبویہ کی بناء پر محفوظ ہیں معصوم عن الخطاء نہیں عصمت صرف انبیاء کی صفت ہے اور تربیت کاملہ پر اللہ نے ان کو ایمان وعمل کے لئے معیار حق جب قرار دے دیا اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے مخاطب نبی کے صحابہ قرار دیئے گئے اس کے بعد ان سے بغیر اجتہادی خطا کے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ رہی اجتہادی خطا وہ بھی باعث اجر ہے حضور ﷺ کے بارہ اللہ نے فرمایا ویزکیھم یعنی آپ ﷺ صحابہ کا تزکیہ فرماتے ہیں اور یہ مضارع ہے جس کا مطلب ہے کہ ان کا حیات نبوی میں تزکیہ ہوتا رہا اور سابقہ کمزوریاں ختم ہوتی رہیں اسی طرح فرمایا یرید اللہ ان یطھرکم یا ازواج رسول کے بارہ فرمایا یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اس لئے اس سے دوران تربیت میں ہونے والی خطاء مراد ہے اور تربیت کاملہ کے بعد ان کو اللہ نے گناہ سے مکمل مصفیٰ مجلیٰ

اور مزکی کر دیا اور وہ معیار حق بن گئے ایمان کے لئے بھی، عمل کے لئے بھی، اس سے پہلے ہزاروں صحابہ میں سے اگر کسی ایک سے عدم استار عن البول یا مشی بالنمیمہ کے ارتکاب کی کمزوری ہو گئی تو یہ نہ صراحت قرآن کے خلاف ہے اور نہ تربیت نبوی ﷺ اور مقام صحابہ کے۔ تزکیہ کے بعد کا وقت ہے تو بھی امکان صدور خطاء قائم رہتا ہے مگر وقوع سے اللہ حفاظت فرما دیتے ہیں اور معصوم و محفوظ کا فرق بھی یہی ہے کہ امکان گناہ ختم ہو تو یہ عصمت ہے اور اگر امکان تو ہو مگر صدور نہ ہو یہ ہے حفاظت اور صحابہ محفوظ عن الذنوب ہیں معصوم عن الذنوب نہیں ورنہ یرید کا معنی بے محل بن جاتا ہے اس لئے یہ حدیث سچی ہے اور اس کا مکذب کذاب ہے جسے بخاری کی دشمنی نے حدیث دشمنی پر آمادہ کر لیا اور اپنی ذاتی رائے قرآن پر مسلط کر کے خلاف مفہوم قرآن جس حدیث کو چاہے مخالف قرآن ثابت کر دیتا ہے۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستین کا

چتروڑی صاحب اچھا ہے توبہ کر لو توہین کو توحید مت قرار دو ورنہ جب قبر میں ٹھکائی ہوئی تو عذاب قبر بھی مان لو گے مگر بے فائدہ قرآن مجید میں ہے الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر تمہیں مال بڑھانے کی حرص نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں کو جا دیکھو تفسیر ابن عباس میں اس کی ایک تفسیر یہ لکھی ہے شغلکم التکاثر حتی تموتوا او تدفنوا فی القبور یعنی تمہیں مال بڑھانے کی حرص مشغول رکھتی ہے یہاں تک کہ مر کر قبروں میں دفن کر دیے جاؤ۔ گویا دنیوی زندگی میں تم غافل رہتے ہو اور تمہاری یہ غفلت قبروں میں ختم ہو جاتی ہے یعنی وہاں جا کر خدائی گرفت میں جب آتے ہو تو غفلت ختم ہو جاتی ہے پھر ارشاد فرمایا کلا سوف تعلمون حضرت ابن عباس کی تفسیر میں ہے (سوف تعلمون) ماذا

یفعل بکم فی القبور عنقریب جان لوگے کہ تمہارے ساتھ قبروں میں کیا کیا جائے گا؟ اسی طرح دوسرے مفسرین نے بھی چنانچہ سیدنا علی سے منقول ہے کہ اس سورۃ الھٰکم التکاثر سے عذاب قبر کے بارہ شک ختم ہو گیا اور عذاب قبر کا ہونا یقینی ثابت ہوا اس آیت کے ذیل میں شیخ السلام علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں الھٰکم التکاثر یعنی مال واولاد کی کثرت اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے یہ پردہ غفلت کا نہیں اٹھتا یہاں تک کہ موت آجاتی ہے تب قبر میں پہنچ کر پتہ لگتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں پڑے تھے حتی زرتم المقابر یہ حقیقت بعض لوگوں کو دنیا میں تھوڑی بہت کھل جاتی ہے لیکن قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد محشر میں سب کو پوری طرح کھل جائے گی لترون الجحیم ثم لترونھا عین الیقین اول تو اس کا کچھ اثر برزخ میں نظر آجائے گا پھر آخرت میں پوری طرح دیکھ کر عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔ (ص ۱۰۳۳) اور چتر وڑی خان کو عذاب قبر کا نام سن کر یہیں دنیا میں اسی قسم کا حال پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قرآن کی مخالفت کو اپنا رویہ بنا چکے ہیں اور پھر اس مخالفت کو قرآن کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں اس حدیث سے جو ثابت ہے وہ قرآن کے عین موافق ہے اور مخالف قرآن اور قرآن سے بے بصیرت اور نابلد چتر وڑی صاحب ڈرامہ رچا کر قرآن وسنت کے مطابق ثابت شدہ عقیدہ کو خلاف قرآن کہہ کر علماء حق کے خلاف کفر وشرک کی گن مشین چلا کر خود ضلالت میں پڑ رہے ہیں۔

چنانچہ:۔

آخر میں وہی بڑ جڑ دی کہ بخاری کا مطمع نظر صرف روایات کا اکٹھا کرنا تھا قرآنی بصیرت ان کا مشغلہ نہ تھا (ص ۴۲) مگر یہ بات چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے ہونہار بوڑھے

سعید بلوچ کو معلوم ہوئی کہ بصیرت قرآن صرف انہیں کو حاصل ہے نہ پہلے محدثین و مفسرین کو تھی اور نہ علماء اور فقہاء کو کہ ان سب نے بخاری کو سراہا اور چترو ڑی صاحب ان کو سا اور دکھایا۔ واہ رے سعید صاحب!

نہند نام زنگی بعکس کافور

اسلاف کے خلاف زبان و قلم بھی چل رہی ہے اور پھر ہے بھی سعید۔ ہماری دعا ہے جس طرح آپ کا نام سعید ہے ادب کی سعادت پالیں تو اسمِ بے مسمیٰ بن جائیں گے ورنہ سعادت کے برعکس نصیب ہوگا۔

تقابل نمبر ۱۸

قرآن مقدس، میں صراحت کے ساتھ موجود ہے قرآن کو ناپاک آدمی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا لا یمسه الا المطهرون نیز احادیث بھی تصریح کر رہی ہیں کہ قرآن کی تلاوت ناپاک بدن سے نہیں کی جاتی خاص کر جنبی تو قرآن کی تلاوت یا ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

بخاری محدث جنبی قرآن کی تلاوت:۔

لیکن بخاری صاحب بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ ولم یرا بن عباس بالقراءة للجنب باسا بخاری ۲۴۔ کس راوی سے سن کر بخاری صاحب یہ بیان دیتے ہیں؟ کہ ابن عباس رضی جنبی آدمی کو قرآن پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں کوئی سند پیش کی ہے یا کسی پھکڑ باز راوی کی ایچ پیچ پر ایسا کہہ دیا ہے؟

الجواب:۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ اپنے تراجم میں اقوال صحابہ وتابعین وغیرہ معتمد بزرگوں کے اقوال کو نقل کر دیتے ہیں اور اس کی عموماً وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ یہ قول یا روایت ان کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی مگر معلومات کی حد تک اسے نقل کر دیتے ہیں رہے چتروڑی صاحب انہوں نے امام بخاری کی مستند روایات کو جب جھوٹا کہنے کی عادت اپنائی ہوئی ہے تو بلا سند ان کے تعلیقا بیان کر دینے سے کیا اعتماد کریں گے اصل بات تو اعتماد کی ہے اور چتروڑی صاحب تو بذات خود ہی اپنی نظروں میں قابل اعتماد ہیں ان کو اور کسی پر ہی اعتماد نہیں ہے اور ان کی فہم وفراست تو صرف یہی ہے کہ استدلال کر رہے ہیں عدم جواز تلاوت قرآن کا جنب کے لئے اور دلیل دے رہے ہیں اس آیت کی جس میں تلاوت کی نہی نہیں بلکہ قرآن کو ناپاکی کی حالت میں چھونے سے منع کیا گیا ہے جبکہ چھونا اور چیز ہے تلاوت اور چیز ہے اس لئے امام بخاری کے اس ابن عباسؓ سے منقول جملہ کی بناء پر ان کو مخالفت قرآن کا طعنہ دینا زیادتی اور بے جا ہے اس لئے کہ بالاتفاق صرف جنبی نہیں بلکہ بے وضو کو بھی قرآن پاک کو پردہ کے بغیر ہاتھ لگانے اور مس کی اجازت نہیں ہے جبکہ بالاتفاق بلا وضو قرآن پڑھنا جائز ہے اختلاف صرف تلاوت قرآن للجنب والحائض ہے اور اس کی قران کریم نے پابندی نہیں لگائی بلکہ اس کا تعلق احادیث سے ہے اس باب میں حضرت ابن عباسؓ اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کا جواز کا قول منقول ہے اور حنفیہ اور جمہور ائمہ کا قول عدم جواز ہے جبکہ چتروڑی صاحب کی کرشماتی طبیعت یہ ہے کہ ان کے نزدیک حق وہی ہے جو ان کی زبان سے نکلے اور

بس برحق ہے میرا فرمایا ہوا

چاہیں تو قرآن کی نص صریح سے ثابت شدہ عقیدہ کا نہ صرف انکار کردیں بلکہ قرآنی عقیدہ والے کی تکفیر کریں اور اسے مشرک تک بنادیں جیسا کہ قرآن میں دو باتوں کی صریح پابندی ہے اور ایک عقیدہ کو بالصراحت بیان کردیا مگر چتروڑی صاحب نے اس قرآنی عقیدہ والوں کے مشرک و کافر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کردیا ہے قرآن نے پہلی اس بات کی صریح پابندی فرمائی کہ شہید کو مردہ نہ کہیں ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات اور نہ کہو اس کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو کہ یہ مردے ہیں اور دوسری پابندی لگائی کہ شہید کو دل اور دماغ میں بھی مردہ خیال نہ کرو ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ان لوگوں کو ہرگز مردہ نہ خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے پھر دونوں آیات کے ساتھ عقیدہ کو واضح کردیا بل احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں اس پر اشکال ہوتا تھا کہ ان کا جسم تو ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہے پھر ان کو کیسے مردہ نہ کہیں اور نہ سمجھیں تو فرمایا یہی جسم مقتول ہی زندہ ہے ولکن لا تشعرون لیکن تم انکی زندگی کا شعور نہیں رکھتے اور فرمایا بل احیاء عند ربھم یرزقون بلکہ وہ زندہ ہیں اور ان کو اپنے رب کے ہاں سے روزی پہنچائی جاتی ہے اور ظاہر ہے جس طرح قتل ہونا روح کی صفت نہیں بلکہ جسم کی صفت ہے اس طرح رزق کھانا بھی روح کی نہیں جسم کی صفت ہے اور موت صرف جسم پر ہی آتی ہے روح پر نہیں آتی اس لئے روح کی زندگی کا اطلاق محض شہداء پر صادق نہیں آتا روح ہر ایک کی زندہ ہے لہذا قرآنی صراحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ شہداء کی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی زندگی ہے اور صریح حکم ربانی ہے کہ ان کو نہ مردہ جانو اور نہ مردہ کہو اس لئے کہ وہ زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں مگر اس کے باوجود چتروڑی اور ان کا پورا فرقہ چتروڑیہ مماتیہ اور ان کے ہنموا مسعودیہ، ابوالخیریہ اور گجراتیہ، خانیہ، اثاثیہ وغیرہ سب بخلاف تصریح قرآن حیات شہداء کے منکر ہیں اور قرآن کے مطابق ان کو زندہ جاننے اور کہنے والوں کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں مگر پھر

بھی یہ قرآن کے متبع ہیں اور امام بخاری اور پورے اہل سنت (خاکم بدھن) مخالف قرآن!

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

مگران کا یہ فتوی صرف ہم پر نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کو بھی مشرک ہونے کے فتاویٰ سے نوازتے رہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر بھی دوسری جگہوں کی طرح قرآن کی مخالفت نہیں کی چتروڑی صاحب کا یہ بھی دوسرے بہتانوں کی طرح ایک بہتان ہے اور غلط الزام تراشی۔

تقابل نمبر ۱۹

قرآن مقدس میں، ایک نہیں بیسیوں آیات صراحت کے ساتھ کہتی ہیں کہ موت کے بعد کوئی مردہ نہیں سن سکتا اسباب سننے کے مردہ سے ختم ہو جاتے ہیں اور اسباب سے بالاتر ہو کر صرف اللہ ہی سنتا ہے اور مافوق الاسباب کسی کے سننے کا قائل مشرک بذات رب العالمین ہے اور مقبور مردہ الا ان من تحت التراب کے پیش نظر مردہ دور ہو گیا اور دور سے سننا یہ اللہ کی صفت ہے جس طرح موت میں سب برابر ہیں یہ سننے میں بھی برابر ہیں انسان و بشر ہونے کے ناطے نبی بھی نہیں سن سکتا الا یہ کہ اللہ کسی کو اپنی یا کسی کی آواز سنا دے

بخاری محدث، مردوں کا سننا:۔

امام بخاری قرآن کے ظاہر حکم کے خلاف صراحت سے کہتے ہیں باب المیت یسمع خفق النعال اور نیچے باندھے ہوئے باب کو پرکشش بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مردہ کو دفن کر کے لوگ واپس ہونے لگتے ہیں تو مردہ یسمع قرع نعالھم انکی جوتوں کی آہٹ بھی سن لیتا ہے بخاری ص ۱۷۸۔

یہ حال ہے امیر المحدثین کا جو قرآن کے صریح خلاف روایت درج کر کے مشرکین کو نواز دیتے ہیں اور معصوم پیغمبر کو کلام اللہ کے خلاف ثابت کر رہے ہیں لعنتی راویوں نے بخاری کو ایسا اعتماد دلایا کہ نہ قرآن کا پاس نہ اللہ کے معصوم رسول ﷺ کی سیرت کا پاس ہے اور نہ اصحاب رسول ﷺ کی دیانت کا پاس ہے بس روایت پرستی کا بھوت ایسا کارگر ثابت ہوا کہ جناب بخاری کو ایک آیت کی طرف توجہ کرنی کی بھی فرصت نہ ملی۔ قلیب بدر کے موقعہ پر ابن خطاب اور دیگر صحابہ کرام چونک پڑتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو ہمیں یہ پڑھایا ہے کہ مردے نہیں سنتے اب آپ کیف تکلم احسادالا ارواح لها وقال الله انک لا تسمع الموتی تو آپ ﷺ نے اب کیسے فرمایا الآن یسمعون تو صحابہ سمجھ گئے اعجازاً انہیں اور خرق قانون کے طور پر اللہ ان کو فی الحال سنوا رہا ہے نہ پہلے سنتے تھے نہ بعد میں سنتے ہیں اور اتنا صدیقہ نے ظاہر قرآن سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا قرآن کے ظاہر حکم کے خلاف ہے لیکن افسوس کہ بخاری کتنے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ مردہ جوتوں کی آہٹ بھی سن لیتا ہے اور لعنتی راویوں کے برتے پر یہ اتہام بھی رسول ﷺ پر لگاتے ہیں امام بخاری کاش کہ روایت لکھنے سے پہلے کلام اللہ القرآن کا مفہوم سمجھ لیتے شاید ان کو روایات کے شغل نے قران سے مشغول رکھا تھا ورنہ اتنا بڑا محدث راویوں کے چکر میں پڑ کر عملاً قرآن کے خلاف کس طرح کر سکتا تھا بہر حال یہ حدیث کے عنوان سے روایت قطعاً غلط لم یثبت بمعناه لانه مخالف لحکم کتاب الله (ردالمختار شامی) ص ۴۳ تا ۴۶

الجواب:۔

لعن الله المفتری علی الله و کتابه ورسوله و حدیثه وسائر علماء امته ۔

معلوم ہوتا ہے کہ چترو ڑی صاحب نے صرف اسی ایک غرض کے لئے بخاری، اس کے

رجال و روات کو بے اعتبار بنانے کیلئے یہ سارا کھیل کھیلا ہے اس کی جرات مسعود عثمانی سمیت دیگر ملحدین نہیں کر سکے عثمانی وغیرہ نے اصل حدیث کے انکار کے بغیر محض تاویل سے کام چلایا اور اگر اس نے امام احمد کے خلاف زبان درازی کی تو چتروڑی صاحب نے اسے اسلاف کا گستاخ قرار دے کر ملحد و بے دین قرار دیا مگر اب کتاب بخاری جو امت کے علماء میں برابر کی مقبول ہے پر حملے کر کے ان کے خلاف لکھ کر انہیں ملحدین کی قوت میں اضافہ کیا ہے اور اس عبارت میں انہوں نے عیاری کی انتہا کر کے خدا کے قرآن و رسول ذی شان پر بہتان تراشی کی اس لئے اب وہ دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے بارہ میں وہی الفاظ سن کر اپنے دل میں سوچیں کہ کوئی دکھ آتا ہے یا نہ اگر آپ کو اس سے دکھ ہوتا ہے وہی جملے اسلاف کیلئے کہنے سے کیا کسی کو تکلیف نہ ہوگی؟ صراحت تو دور کی بات ہے قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں بھی کسی ایک آیت سے عدم سماع اہل قبور و مردہ گان ثابت نہیں ہوتا بلکہ دلالۃ النص سے سماع موتی کا استنباط کیا جا سکتا ہے چتروڑی صاحب نے قرآن پر صریح بہتان باندھا ہے اور ہوش و رافتہ ہو کر کہتے ہیں کہ موت کے بعد مردہ نہیں سن سکتا گویا مردے کے دو قسم ہیں ایک موت سے پہلے کا مردہ ہے جو سن سکتا ہے دوسرے موت کے بعد والا مردہ ہے جو نہیں سن سکتا۔ چتروڑی صاحب نے قرآن پر صراحۃ الزام تراشی اور بہتان بازی کے بعد باب المیت یسمع خفق النعال کا انکار کرتے ہوئے صحیح حدیث جو بخاری (و دیگر کتب صحاح) میں آئی ہے اپنے خود ساختہ جھوٹے عقیدے کے خلاف جان کر اس کا بھی انکار کر دیا ہے یہ حال ہے منکر حدیث چتروڑی صاحب کا جو قرآن پر الزام تراشی کر کے ملحدین کو نواز رہے ہیں اور فرمان معصوم پیغمبر ﷺ کو کلام اللہ کے خلاف بتا رہے ہیں لعنتی منکرین حدیث ملحدین نے چتروڑی کو ایسا اعتماد دلایا ہے کہ نہ اسے قرآن کا پاس ہے نہ اللہ کے معصوم رسول ﷺ کی سیرت کا پاس اور نہ اصحاب رسول ﷺ کی دیانت کا پاس بس

قرآن میں تحریف اور انکار عذاب فی القبر اور انکار حدیث اور توہین رسول کا بھوت ان کے ذہن پر ایسے اثر انداز ہوا ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ جناب سعید چترو ڑی کو قرآن و حدیث کے بیان کردہ عقیدہ عذاب و راحت فی القبر الارضی کی طرف نظر حقیقت ڈالنے کی فرصت ہی نہ ملی لیکن افسوس کہ چترو ڑی کتنے دھڑلے سے چکر دے کر اپنے جھوٹے عقیدے کو قرآن پر تھوپ رہے ہیں کہ قرآن کی بیسیوں آیات صراحت سے کہتی ہیں کہ مردہ نہیں سن سکتا اور ملحدین منکرین حدیث پروگرام کے حامی توحید کے نام پر توہین گردی کرنے والے بے دین چترو ڑی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ متواتر المعنی احادیث سے اس زمینی قبر میں عذاب کا ثبوت موجود ہے۔

چترو ڑی اور دیگر ملحدین کو ہمارا چیلنج ہے:۔

کہ اپنا دعویٰ کہ قرآن میں بیسیوں آیات صراحت کے ساتھ کہتی ہیں کہ مردہ نہیں سن سکتا اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ مقبور مردہ الا ان تحت التراب بعید کا بے ڈھب جملہ قرآن میں یا حدیث میں کہاں ہے؟ کیا قرآن کی بیسیوں آیات میں سے ایک جملہ یہ بھی ہے اور یہ جملہ ترکیبا کیا بن رہا ہے۔ اور اس کا لفظی معنی کیا ہے؟ پورے قرآن میں صرف ایک جملہ دکھا دیں جس میں صراحۃ یہ الفاظ ہوں کہ مردہ نہیں سنتا یا قبر والا نہیں سنتا اور کیا جب قبر سے باہر مردہ ہوتا ہے اور مقبول آپ کے تحت التراب بعید ہے تو فوق التراب فوق السریر تو سنتا ہوگا وہ تو قریب ہے؟ آیئے قرآن کی بیس آیات نہیں صرف ایک آیت ثابت کیجئے جس سے ثابت ہو مردہ نہیں سنتا یا قبر میں مدفون مردہ نہیں سنتا جبکہ صراحت صرف اس صورت میں واضح ہو سکتی ہے کہ وہ الفاظ جن کا دعویٰ ہے بعینہ ترجمہ آیت بنیں اور ان الفاظ کا عربی میں ترجمہ کرو تو وہ آیت قرآنیہ بن سکے جیسا کہ ہمارا مسلمانوں کا عقیدہ ہے اللہ ایک ہے اس کا

عربی ترجمہ ہے اللہ احد جو سورہ اخلاص میں موجود ہے قل ھو اللہ احد اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اس کا عربی ترجمہ ہے لا الہ الا اللہ جو قرآن کی آیت فاعلم انہ لا الہ الا اللہ میں ہے ہمارا عقیدہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اس کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ اور قرآنی آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار قرآن میں موجود ہے ایسے ہی اگر دعویٰ ہے مردہ نہیں سنتا تو اس کا ترجمہ بنتا ہے لا یسمع المیت یا الموتی لا یسمعون یا لایسمع من فی القبور ، لا تسمع الموتی اگر آپ میں قدرے علم اور شعور باقی ہے تو من اور اصحاب واہل کا لفظ بولا ہی زندہ با شعور اور ذوی العقول پر جاتا ہے اور قرآن میں من فی القبور اور اصحاب القبور ہے اور اھل القبور حدیث میں آیا ہے اور یہ تینوں لفظ جاندار، باشعور زندہ انسان پر ہی بولے جاتے ہیں اور قرآن نے من فی القبور یا اھل القبور فرما کر واضح کر دیا کہ قبر والا نہ تو بے جان ہے اور نہ غیر ذوی العقول اس لئے کہ غیر ذوالعقول اور مردہ کے لئے لفظ ما بولا جاتا ہے اور ذوالعقول زندہ کے لئے من کا لفظ کاش کہ آپ محض ہدایۃ النحو ہی دیکھ لیتے تو اپنا ایمان برباد نہ کرتے ہمارا چیلنج ہے کہ پورے قرآن میں صرف ایک جملہ لاؤ جس میں تصریح ہو کہ مردہ نہیں سنتا یا قبر میں مدفون یا قبر والے نہیں سنتے مگر جب یہاں کام نہیں بن سکتا اور یہ عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا تو مشرکین مکہ کے معبودان باطلہ کے پاس جا دھمکتے ہیں کہ والذین یدعون من دون اللہ ،اموات غیر احیاء حالانکہ مشرکین مکہ کے معبودان کا جہاں ذکر ہوتا ہے وہاں بت مراد ہوتے ہیں جن کی بے بسی کو ظاہر کیا جاتا ہے اس لئے کہ بتوں کی پوجا مشرکین مکہ کیا کرتے تھے وہ قبر چٹ اور قبر کے پجاری نہ تھے۔ قبروں کو سجدہ یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب سرور کائنات ﷺ کے فرمان مبارک میں ہے لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذ واقبور انبیائھم وصالحیھم مساجد ہے اللہ

یہود و نصاری پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء و صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا تھا خدا کی زمین پر ایک کتاب حدیث نہیں جس میں ثابت ہو کہ مشرکین مکہ قبروں کی پوجا کرتے تھے البتہ ان کا یہ خیال باطل ضرور مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بتوں کی ابتداء تو پوجا کے لئے نہ تھی بلکہ وہ لوگ جنہوں نے بت بنائے ان کی غرض یہ تھی کہ ہم ان انبیاء صلحا کی صورتوں کو دیکھیں گے تو ہمیں ان کی عبادات کا خیال آئے گا اور ان کے شرم سے ہم اللہ کی عبادت کریں گے مگر بعد والوں نے ان کی تعظیم کرتے کرتے ان کو معبود بنالیا اور کہتے تھے ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ہم ان کی پوجا صرف اس غرض سے کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اس لئے وہ ان کی تعلیم سے تقرب الٰہی حاصل کرنے کے بجائے ان کے بت بنا کر ان کی پوجا سے تقرب حاصل کرتے تھے اور آج کے جاہلوں نے اس بات کو آڑ بنا کر وسیلہ بالذات کا انکار کردیا ہے ورنہ قرآن نے ان کے اس باطل خیال کی تردید کی کہ وہ کہتے تھے ہم ان کی عبادت کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں نہ کہ انہوں نے کہا ہو کہ ان کی تعلیم یا اللہ کے سامنے وسیلہ پیش کر کے تقرب الٰہی حاصل کرتے ہیں بہر صورت بتوں کی پوجا مشرکین مکہ کرتے تھے اور قبروں کی پوجا یہود و نصاری مگر آج کل کی مشرک ساز پارٹی نے چکر مکر کے ساتھ ہر من دون اللہ سے انبیاء و اولیاء مراد لے لئے لیکن قرآن نے ہر چور کے لئے کوتوال بٹھا دیا ہے اور واضح کردیا ہے کہ مشرکین مکہ اموات غیر احیاء کی پوجا کرتے ہیں یعنی بتوں کی اور اگر اصرار ہے کہ نہیں نہیں بلکہ ہر جگہ من دون اللہ سے مراد سارے معبودان باطلہ بمع انبیاء، صلحاء و ملائکہ مراد ہیں تو فرمایئے کیا قرآن پاک کی ان آیات میں من دون اللہ کے اندر انبیاء، صلحاء شامل ہیں؟ ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا مثالکم فادعوھم فلیستجیبو لکم ان کنتم صٰدقین تم جن کی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تم جیسے بندے (یعنی مخلوق) ہیں ان کو پکارو پھر وہ تمہاری دعاؤں کو

قبول کریں (یا تمہیں جواب دیں) منکرین حیات اس آیت سے مراد انبیاء واولیاء لیتے ہیں اور عبادامثالکم کے لفظ سے دھوکہ دیتے ہیں اور یہ لوگ چونکہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور اسلاف کی تفسیر سے باغی ہیں اس لئے اگر ان کو تفاسیر کا حوالہ دیا جائے تو ان مفسرین کے پیچھے پڑ کر ان پر بھی شرک کی گن مشین چلا دیتے ہیں حالانکہ تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی ذیل میں ہے عبادامثالکم مخلوقون امثالکم یعنی تمہاری طرح پیدا کئے ہوئے ہیں پتھر ہوں یا انسان مخلوق خدا ہونے میں سب شامل ہیں اور اللہ نے دین چوروں کا انتظام اس آیت کے ساتھ ہی کر دیا اور فرمایا فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدیبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ان کو پکارو وہ تمہاری دعاؤں کو قبول کریں یا تمہاری پکار کا جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہوں یا ان کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہوں یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہوں ان کے کان ہیں جن سے سن سکیں گویا ان کے ظاہری بناوٹی پاؤں تو ہیں مگر ایسے نہیں جن سے چل سکیں ہاتھ ہیں مگر ایسے نہیں جو پکڑ سکیں آنکھیں تو ہیں مگر ایسی نہیں جن سے دیکھ سکیں کان تو ہیں مگر ایسے نہیں جن سے سن سکیں اس آیت نے واضح کر دیا کہ ان الذین تدعون من دون اللہ عبادامثالکم سے مراد بت ہیں اس لئے کہ ان کے ظاہری ہاتھ پاؤں آنکھیں اور کان بنے ہوئے تھے مگر وہ ایسے نہیں تھے جو چل پکڑ دیکھ اور سن سکتے مگر اس پر وہ تاویل کر سکتے تھے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور کان آنکھیں ہی نہیں ہیں اس لئے اللہ نے اس دوسری چوری کا علاج بھی ساتھ کر دیا فرمایا ان تدعوھم الی الھدی لا یسمعو او تراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون اگر آپ انہیں سیدھی راہ کی طرف بلائیں تو نہیں سن پائیں گے کیونکہ آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ (بظاہر آنکھوں کے چہرہ پر فٹ کئے ہونے کی وجہ سے وہ) دیکھتے نظر آتے ہیں

مگر وہ دیکھ نہیں رہے ہوتے جیسا کہ بت، مورت یا تصویر کو دیکھیں تو ان کی کھلی آنکھوں کے بارہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دیکھ رہے ہیں مگر وہ دیکھ نہیں رہے ہوتے اور مردہ تو زمین سے پانچ یا چھ فٹ کے برابر نیچے دفن ہوا ہوتا ہے اس لئے اس پر تو تراھم ینظرون کا لفظ تو فٹ ہی نہیں ہوتا ہے کیونکہ انسان اس کو دیکھتا ہی نہیں ہے اور اللہ فرما رہا ہے کہ آپ ان پر نظر کریں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں کھولے دیکھ رہے ہیں مگر حقیقت میں وہ دیکھ نہیں رہے ہوتے اس سے واضح ہو گیا کہ یہاں والذین تدعون سے مراد بت ہی ہیں۔ اور کوئی چیز نہیں ہے اس پر بھی اگر کوئی ضد کا مارا نہ مانے تو اللہ تبارک وتعالی نے اس چور کا تیسرا علاج یہ کیا ہے فرمایا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (مکہ والو) تم اور جن کی تم اللہ کے ماسوا عبادت کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہیں آیئے ہمت کیجئے یہاں من دون اللہ کا معنی بتایئے اور انبیاء اولیاء کو شامل کیجئے تا کہ مسلم قوم کو پتہ چلے کہ تم موحد ہو یا موہن اور مسلمان ہو یا دوسرے۔ اس لئے اچھا یہ ہے کہ رب کے دروازہ پر واپس آجاؤ اور قرآن کی مان لو کہ وہ مکی آیات جن میں معبودان باطلہ مشرکین مکہ کا ذکر ہو رہا ہے ان سے مراد محض بت ہیں جو پتھر کے بنے ہوتے ہیں اور ان کو اپنے عابدین کے ساتھ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

انکم وماتعبدون من دون اللہ حصب جھنم دوسرے مقام پر فرمایا وقودھا الناس والحجارہ اس جہنم کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے معلوم ہوا مشرکین مکہ کے پتھر سے بنے ہوئے خداؤں کو جہنم کا ایندھن بتایا جا رہا ہے اور ایک مقام پر اللہ نے ان کا رد دوسرے انداز میں اس طرح فرمایا لو کان الھۃ ماوردوھا اگر وہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو واقعی معبود ہوتے تو اس جہنم میں نہ گرتے۔

قرآن حکیم نے بڑے اعجازی انداز تفہیم سے بات بتا دی پھر بھی اگر مشرک ساز کمپنی نہ سمجھے

تو اس میں قرآن کا کیا قصور؟ مگر دکھ کی بات یہ ہے کہ بجائے شرمانے کے اور زیادہ اکڑ کر کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن کی بصیرت کاملہ ہے اور اسلاف (بخاری اور دیگر محدثین وفقہا) کو قرآن کی بصیرت نہ تھی۔

ایک اور سوال

چترو ڑی صاحب اور ان کے ہم نوا فرقوں سے ہم پوچھتے ہیں اگر واقعی سارے الذین یدعون من دون اللہ، اموات غیر احیاء ہیں تو کیا مکہ کے مشرکین کے نزدیک فرشتے اللہ کی بیٹیاں اور معبود نہ تھے؟ کیا وہ بھی اموات غیر احیاء ہیں یا احیاء غیر اموات ہیں اسی طرح کا نوا یعبدون الجن سے معلوم ہوا کہ بعض مشرک جنوں کی پوجا بھی کرتے تھے کیا وہ اموات غیر احیاء تھے یا احیاء غیر اموات تھے ہندو گائے کو پوجتا ہے شیعہ دلدل کے نام پر گھوڑے کی پوجا کرتا ہے اور جاہل مرید ملحد پیروں کو سجدہ کرتے ہیں کیا یہ سب ملائکہ، جن، گائے، گھوڑا اور ملحد نام نہاد زندے پیر یہ معبودانِ باطلہ ہیں یا معبودانِ حقہ ہیں اگر یہ معبودانِ باطلہ ہیں تو کیا یہ اموات غیر احیاء ہیں اور اگر یہ احیاء ہیں تو پھر کیا آپ کے نزدیک معبودانِ حقہ ہیں؟ اور اگر یہ احیاء بھی ہیں اور معبودانِ باطلہ بھی ہیں تو ان کو کس دلیل سے اموات غیر احیاء سے خارج کر رہے ہو؟ جس دلیل سے تم انکو معبودانِ باطلہ سمجھ لوگے اور اموات غیر احیاء سے خارج بھی کرو گے تو ہم اسی دلیل سے مردوں اور اصحاب القبور جن کی پوجا یہود و نصاری کرتے تھے اس آیت سے اموات غیر احیاء سے مستثنیٰ کرلیں گے ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

دوسرا استدلال

آپ لوگوں کی وہ آیات ہیں جن میں انک لا تسمع الموتیٰ ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس لئے مردے نہیں سنتے یہ استدلال تصریح قرآنی سے ثابت نہیں ہوتا اگرچہ سیدہ ام المومنین طیبہ طاہرہ زکیہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے ایک مرتبہ استدلال عدم سماع کر بھی لیا تھا اور صحابہ نے ان کے استدلال کو قبول نہ کیا تھا اور وہ واقعہ بدر میں موجود بھی تھیں اس لیے بعد میں انہوں نے اپنے اس خیال سے رجوع فرمالیا تھا اور محدثین نے سیدہ کا رجوع اور موافقت صحابہ کا اثبات بھی کیا ہے اور ان سے قبروں پر باذن نبوی ﷺ جا کر سلام اور خطاب بھی ثابت ہے اور سیدہ کا نبی پاک ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی قبر پر بلا پردہ چلا جانا اور دفن سیدنا عمرؓ کے بعد حیاء من عمر انکے دفن کے بعد ان کی قبروں پر جاتے ہوئے کپڑے لپیٹ کر جانا بھی کتب حدیث میں آیا ہے لیکن حضرت ام المومنین کا یہ استنباط اور استدلال تھا جس سے انہوں نے رجوع فرمالیا تھا ہے نہ کہ تصریح قرآنی اور تصریح تو عبارۃ النص سے ثابت ہوتی ہے جیسا کہ گزر چکا مگر اس کے باوجود اسلاف امت میں منکرین سماع اور قائلین سماع دونوں خیالات کے حامل ہیں مگر وہ ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر مسلمان قرار دیتے ہیں اور اس اختلاف کو فروعی اختلاف کہتے ہیں اور دونوں کے اپنی جگہ پر دلائل ہیں اور اگر صراحۃ قطعیت سے عدم سماع یا سماع ثابت ہوتا تو اس عقیدہ کو بنیادی عقیدہ اور اصول سمجھتے ہوئے امت کا ایک فرد بھی اس کے خلاف عقیدہ نہ رکھتا۔

انک لا تسمع الموتی سے بتصریح عدم سماع ثابت کر کے پوری امت کو مشرک کہنے والوں سے سوال یہ ہے کہ کیا اس سے مراد واقعی مردے ہیں اور یہ عدم سماع ظاہری کانوں کا

مراد ہے تو فرمایئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا۔

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین

.....الخ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز جب وہ پیٹھ پھر کر چلے جائیں اور آپ (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت پر لا سکتے ہیں آپ نہیں سنا سکتے مگر اس کو جو ہماری آیات پر ایمان لائیں اور وہ مسلمان ہوں فرمایئے اگر اس آیت سے واقعی مردے مراد ہیں تو ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صرف مومن مسلمان مردے کو سنا سکتے ہیں اگر اس جملہ استثنائیہ کو مستثنیٰ منہ سابقہ جملے کے سیاق سے پڑھیں تو معنی یہ بنے گا کہ آپ کافر مردے اور بہرے کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں نہیں سنا سکتے مومن و مسلم مردے کو سنا سکتے ہیں خلاصہ یہ کہ مردے دو قسم ہیں کافر اور مسلم آپ کافر مردے کو نہیں سنا سکتے مسلمان مردے کو سنا سکتے ہیں جبکہ اصل مفہوم ہے کہ جس طرح مردے اور بہرے کا سنانا نہ سنانا ایک جیسا ہے کہ مردہ سن کر اس پر جیسے عمل نہیں کر سکتا ہے ایسے ہی کافر سن کر اس پر عمل نہیں کرتا تو سماع عدم سماع سے مراد سماع نافع غیر نافع ہے کہ جس طرح مردہ سنے پر عمل نہیں کر سکتا یہ کافر بھی سنے پر عمل نہیں کرتے اور اگر موتی سے مراد حقیقی موتی لو گے تو کافر سے اس کی مشابہت کس چیز میں ہوگی اگر ہمت ہے تو کافر و مردے اور قبر والے کے درمیان آیت قرآنیہ کی وجہ مشابہت عدم قبول سماع یا سماع غیر نافع کے علاوہ کوئی ہے تو بتاؤ مگر سات بار مر کر جیئں بھی ثابت کر سکیں گے دونوں کی مشابہت عدم سماع ہے اس لئے ان اموات سے مراد اموات القلوب ہیں کہ آپ ان چلتے پھرتے مردوں یعنی کفار کو نہیں سنا سکتے یعنی وہ آپ کی بات سن کر اسی طرح اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے جس طرح مردے کو بات کی جائے تو وہ سن کر فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس لئے مشابہت عدم انتفاع میں ہے محض عدم سماع میں نہیں اور اگر واقعی مردے نہیں سنتے تھے تو آخر اللہ تعالی کو **انک لا تسمع الموتیٰ** یعنی آپ مردوں کو نہیں

سنا سکتے کہنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ صاف فرما دیتے لا تسمع الموتیٰ یعنی مردے نہیں سنتے اللہ نے تو پورے قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ مردے نہیں سنتے اور چتر وڑی ایسی قماش کے لوگ قرآن پر بہتان باندھ کر کہتے ہیں قرآن مقدس میں ایک نہیں بیسیوں آیات صراحت کے ساتھ کہتی ہیں کہ موت کے بعد مردہ نہیں سنتا اور مت ایسی گئی کہ جملہ بڑا خوبصورت بنا دیا کہ ''موت کے بعد مردہ'' کیا موت سے پہلے بھی مردہ ہوتا ہے اس لئے اس مفتری کذاب نے امام بخاری کی ضد میں انہیں عقائد کی خرابی کی وجہ سے زبان درازی کی ہے ورنہ بخاری کی کوئی روایت قرآن کے خلاف ہے نہ راوی اور نہ خود بخاری۔

حدیث قلیب بدر

یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت انس بن مالک حضرت ابوطلحہ سے روایت کرتے ہیں حتی قام علی شفة فجعل یناديهم باسمائهم واسماء ابائهم يا فلان ابن فلان ويا فلان ابن فلان ايسركم انكم اطعتم الله ورسوله فانا قدوجدنا ماوعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ماوعدربكم حقا قال فقال عمر يا رسول الله ﷺ ماتكلم من اجساد ولا ارواح لها فقال النبی ﷺ والذی نفس محمد بيده ما انتم باسمع لما اقول منهم (ص ۵۶۶) حضرت رسول اللہ ﷺ اس گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر ان کو ان کے نام اور ان کے والد کے نام سے پکار کر فرمانے لگے اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں تمہارے لئے کیا اچھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لیتے ہم نے تو وہ سچ پالیا جس کا اللہ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی وہ وعدہ پالیا؟ جس کا تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا کہتے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا

رسول اللہ ﷺ آپ ان مردوں سے بات کر رہے ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں پس نبی ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے اور بخاری کی دوسری روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قلیب بدر فقال ھل وجدتم ما وعد ربکم حقاً ثم قال انھم الآن یسمعون ما اقول بھم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلیب بدر پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا تم نے اسے سچ پالیا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا جو ان سے فرمایا کہ وہ اپنے رب سے اسے سن رہے ہیں جو میں ان سے کہہ رہا ہوں یہ ہیں الفاظ حدیث حضرت ابو طلحہ اور ابن عمر نے نقل فرمائے ہیں مگر اسی بخاری کی روایت کو صحیح مانتے ہوئے چتروڑی صاحب نے حدیث کا مفہوم بدلنے کے لئے اپنی طرف سے جملے بڑھا دیئے تا کہ لوگوں کو چکر دے سکیں چنانچہ کہتے ہیں قلیب بدر کے موقعہ پر ابن خطاب اور دیگر صحابہ کرامؓ چونک پڑتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کو تو آپ نے پڑھایا ہے کہ مردے نہیں سنتے آپ کیف تکلم اجسادا لا ارواح لھا ۔(فقال اللہ انک لا تسمع الموتی) یہ بین القوسین الفاظ کس حدیث کا ترجمہ ہیں اور انک لا تسمع الموتی حضرت عمر کے سوال میں کہاں؟ کہیں بھی نہیں یہ کذب ہے چتروڑی صاحب کا اور خانہ ساز بہتان تراشی کے جملے حدیث میں صرف حضرت عمر کا اتنا سوال ہے کہ یا رسول اللہ آپ ان مردوں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں جن میں ارواح نہیں یہ کہیں نہیں کہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ چونک اٹھے اور کہا آپ نے تو ہمیں یہ پڑھایا ہے کہ مردے نہیں سنتے اور حضرت عمر نے قرآن کی آیت انک لا تسمع الموتی پڑھی ہو کہیں بھی نہیں یہ چتروڑی صاحب کا نرا افتراء اور کذب ہے اور الان یسمعون کے معنی

یہ نہیں کہ صرف اب سن رہے ہیں بلکہ یہ معنی ہے کہ اب وہ سن رہے ہیں حصر کا معنی چتروڑی صاحب کا خانہ زاد ہے۔

قول سیدہ صدیقہ

چنانچہ حدیث ابن عمر کے ذیل میں ہے۔

فذکر لعائشة فقالت انما قال النبی ﷺ انهم الان ليعلمون ان الذی کنت اقول لهم فهو الحق ثم قرائت انک لا تسمع الموتی (۵۷۶)

یہ بات حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نے نہ یہ فرمایا تھا کہ وہ اب جانتے ہیں کہ میں جوان سے کہا کرتا تھا وہ حق ہے پھر انہوں (صدیقہؓ) نے انک لا تسمع الموتی والی آیت پڑھی (اور کہا اس آیت سے عدم سماع اموات ثابت ہوتا ہے) مگر دیگر حضرات صحابہ فرماتے ہیں اس آیت سے صدیقہ کا استدلال ان کی ذاتی رائے کے ساتھ متعلق ہے اور وہ واقعہ پر موجود نہ تھیں اس لئے صاحب موقعہ کی بات راجح ہوگی اور یہ سیدہ کا اپنا استنباط ہے کہ انک لا تسمع الموتی سے عدم سماع میت ثابت ہوتا ہے مگر جس چیز کا سیدہ نے اقرار فرمایا اور استدلال کیا وہ سماع سے بھی اعلی درجہ کا ہے یہ ہے کہ اب وہ جان رہے ہیں کہ میں جوان سے کہتا تھا حق ہے گویا وہ مردے اس قبر اور قلیب میں جان رہے ہیں گویا ان میں حیات ہے تو جان رہے ہیں کہ میں ان سے جو کہتا تھا سچ ہے مردوں کا یہ جاننا حیات اور شعور ثابت کرتا ہے محض سننے سے جاننا اور علم کا ہونا ضروری نہیں مگر صدیقہؓ نے تو مردے کا علم تک ثابت کر دیا جس سے چتروڑی کا سارا تانا بانا ٹوٹ گیا اور جھوٹ ثابت ہو گیا۔

مزید تفصیل کا یہاں وقت نہیں اگر کوئی تحقیق چاہیئے تو ہمارا رسالہ قبر کی زندگی پڑھ لے۔اس لئے بخاری نے کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف نہیں کہی اور چتروڑی صاحب نے صریح افتراط اور بددیانتی کی ہے۔

تقابل نمبر ۲۰

قرآن مقدس میں اللہ پاک فرماتے ہیں جو شخص کسی کیساتھ تولی یعنی پیار رکھے وہ اسی جماعت کا فرد ہوتا ہے ومن یتولھم منکم فانه منھم۔

بخاری محدث:۔

امام بخاری اب غیر شعوری یا بے اعتنائی کے طور پر فرماتے ہیں اور روافض کی ریس میں کہتے ہیں اور بغیر تحقیق وسند کے کہتے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ بریدہ اسلمی نے وصیت کی تھی ان تجعل فی قبرہ جریدتان (بخاری ۱۸۱) حالانکہ یہ مذہب شیعہ کی خاص مذہبی علامت ہے۔

الجواب:۔

صحابی رسول ﷺ نے جریدہ کے رکھنے کا حکم بربنائے حدیث دیا اور امام بخاری کے نزدیک جو روایت کسی مقام پر مسند ہو تو اس کو بعض اوقات ترجمۃ الباب کا حصہ بنا دیتے ہیں اور بعض اوقات جو ان کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی تو اسے تعلیقاً ذکر فرما دیتے ہیں۔

قرآن کی آیت من یتولھم منکم فانه منھم کو بنیاد بنا کر غیر شعوری کی آڑ میں امام بخاری کو شیعہ کا ہمنوا بتانا اور ان کی جریدہ فی الکفن وغیرہ سے قبر کے باہر اوپر

جریدہ رکھنے یا گاڑنے پر سیخ پا ہو جانا انتہائی افسوسناک ہے جبکہ حدیث جریدہ صحیح ہے اور صحابی کا مقصد اسی حدیث پر عمل ہے جو نہ بخاری کے لئے قابل ملامت ہے نہ صحابی رسول کے لئے یہ علیحدہ بات ہے کہ اکثر حضرات نے اسے خصوصیت نبویہ قرار دے کر اسے سنت عمل نہیں جانا مگر چتروڑی کا اسکو غیر شعوری کہہ کر پھر روافض کی ریس کا طعن دینا انتہائی بد دیانتی ہے ہر کسی کی وفات کے بعد اسے شیطان بھی چھوڑ جاتا ہے مگر چتوڑی صاحب کہیں نہ کہیں سے دور کی کوڑی خواہ جعلی بھی ہو لا کر بخاری دشمنی میں اندھے ہو کر ان پر فٹ کرنا کارِ ثواب جانتے ہیں اور چتروڑی کا اسے شیعی گروہ سے مشابہت دینا بھی غلط ہے کہ صحابی رسول سے اس کا ثبوت پہلے کا ہے اور روافض کا جو بھی عمل بعد کا ہے اس لئے پہلے والے لوگوں کے فعل کو بعد والوں سے مشابہت نہیں دی جا سکتی اور شیعوں کا عمل کچھ اور ہے اور وضع الجریدہ علی القبر اور چیز ہے اور بریدہ اسلمی کا مقولہ فی القبر جس طرح منقول ہے ایک نسخہ کے مطابق علی القبر ہے اور یہی موید ترجمۃ الباب ہے اور تحت الباب مسند روایت ہے جس میں نبی ﷺ کا قبر پر کھجور کی لکڑی کو دو حصے کر کے رکھنا ہے مگر چتروڑی نے باب اور روایت کو علیحدہ علیحدہ لکھ کر مشق ستم بنایا ہے۔

تقابل نمبر ۲۱

قرآن مقدس میں مردے کے کلام کرنے کو محال کہا گیا ہے اور محال کا فرض کرنا ویسے بھی محال نہیں ہوتا اللہ کریم فرماتے ہیں جس طرح ان مشرکین کے سامنے تمام فرشتوں کا آنا محال ہے اس طرح سے مردوں کا کلام کرنا بھی محال ہے فرمایا ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی جس کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کا کلام کرنا محال اور ناممکن ہے۔

بخاری محدث:۔

صاحب بڑے دھڑلے سے باب باندھتے ہیں باب کلام المیت علی الجنازہ پھر تحت الباب روایت ٹانک دیتے ہیں کہ جب میت کا جنازہ اٹھا کر لوگ چلتے ہیں تو اگر نیک ہو تو وہ کہتا ہے قدمونی قدمونی مجھے جلدی لے چلو اور اگر برا ہو تو وہ کہتا ہے این تذھبون مجھے کدھر لے جا رہے ہو۔

امام بخاری صاحب کو قرآن فہمی کی داد دیجئے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق تو یہاں تک یاوہ گوئی کر جاتے ہیں کہ یقول ھذا الحذاع لیکن اپنا حال یہ ہے کہ قرآن مقدس کی نص قطعی کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے..... ہاتھ لگے شیعہ سنی بدعتی خارجی سب کی روایات کو آنکھوں پر رکھ لیتے ہیں سستے داموں بازار میں پہنچا کے چھوڑتے ہیں۔

الجواب:۔

چتروڑی صاحب کا کہنا کہ کلمھم الموتی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان مشرکین کے سامنے تمام فرشتوں کا آنا محال ہے اسی طرح ان سے مردوں کا کلام کرنا بھی محال ہے سراسر غلط اور قرآن پر بہتان ہے یہ تمام فرشتوں کا لفظ کس جملہ سے مستفاد ہے اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر ان مشرکین سے فرشتے اتر کر آئیں (اور یہ دیکھ لیں) جیسا کہ مشرکین کا مطالبہ تھا یا ان سے مردے بھی کلام کریں تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے اور اپنی عادت پر قائم رہیں گے اس میں ان کے ایمان لانے کو محال بتایا گیا ہے نہ کہ فرشتوں کے آنے اور مردوں کے کلام کرنے کو اس لئے کہ جو کام اللہ نے کرانا ہے وہ محال نہیں رہتا۔ اس لئے چتروڑی کا قرآن کریم کو اپنے مقام سے ہٹا کر اس حدیث نبوی کا رد کرنا اور بخاری کو اپنے جور و جفا کا نشانہ بنانا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ رہا مردے کا یک طرفہ بولنا اور

کلام کرنا بفرمان نبوی ﷺ بالکل حق اور سچ اور موافق قرآن ہے اور ساتھ اسی حدیث کا دوسرا مضمون کہ آپ ﷺ نے فرمایا یسمع صوتها کل شی الا الانسان ولو سمع لصعق (۱۸۴)

اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے مگر انسان نہیں سنتا اور وہ سن لیتا تو دہل جاتا یہ کسی عام انسان یا عالم یا امام بخاری کی بات نہیں یہ فرمان نبوی ﷺ ہے جو صحیح روایت سے ثابت ہے اور اس کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں عذاب قبر کے دوران جب میت کو قبر میں لوہے کے گرز مارے جاتے ہیں اور وہ چلاتا ہے اور اسکی آواز جن وانس (ثقلین) کے علاوہ ساری قرب وجوار کی چیزیں سنتی ہیں اور نبوی خچر کا قبروں کی آواز کو بمعجزہ نبوی سن کر کودنا اور حضور کا فرمانا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو اللہ سے درخواست کرتا کہ تمہیں وہی عذاب قبر سنا دیتا جو میں سن رہا ہوں سب برحق ہے جو نبوی ﷺ بات پر یقین نہیں کرتا اسے کلمہ پڑھنے کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ بظاہر نشانہ بنایا بخاری اور محدثین کو اور روایت کی آڑ میں انکار کیا فرمان نبوی کا۔

تقابل نمبر ۲۲

قرآن مقدس میں اللہ تعالی نے خلیل اللہ علیہ السلام کا مکالمہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی اللہ نے حضرت خلیل سے فرمایا اولم تومن یعنی خلیل اللہ نے عرض کی مجھے علم الیقین اور حق الیقین تو ہے لیکن میں عیانا آنکھ سے عین الیقین حاصل کرنے کیلئے عرض کر رہا ہوں دکھا دیجئے وہ کیفیت جس حالت میں تو مردوں کو زندہ کرے گا..... حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اللہ کے درمیان

مکالمہ سے دو باتیں اور حقیقتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ آپ نے کیفیت احیاء سے دوسرا یہ کہ آپ نے خود اصرار کیا کہ تیری قدرت میں مجھے قطعاً شک نہیں۔

بخاری محدث:۔

براہو اندھی تقلید کا جس نے بخاری جیسے محدث جلیل کو قرآن کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رکھا انہوں نے اپنی کتاب میں کسی راوی کی انٹ شنٹ میں آ کر مذکورہ مکالمہ کے زیر باب ہمارے حضرت ﷺ کے بارے لکھ دیا نحن احق بالشک من ابراھیم کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت شک کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں ابراہیم نے شک کرتے ہوئے کہا رب ارنی کیف تحیی الموتی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ اور آپ ﷺ پر بھی دوہرا جھوٹ۔

الجواب:۔

لعنة الله علی الکاذبین براہو اسلاف کی بغاوت اور نفس پرستی اور تکبر کا جس نے افتراء بازی اور بہتان سازی پر ابھار کر جھوٹ پر جھوٹ بولنے پر اکسایا پہلے حدیث نبوی ﷺ مع ترجمہ پڑھ لیں پھر اس مردشریف کی من گھڑت کہانی پر اس کی دیانت کی داد دیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله ﷺ نحن احق باالشک من ابراھیم اذ قال رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی فصرھن قطعھن .

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم شک کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے مقابل میں زیادہ مستحق تھے جب انہوں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ فرماتے ہیں تو (اللہ نے) فرمایا کیا تم یقین نہیں رکھتے

عرض کیا کیوں نہیں؟ مگر (اس لئے عرض کیا) تا کہ میرا دل خوش ہو فصرھن کا مطلب ہے کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

غور فرمایئے

حدیث مبارک کا مفہوم واضح ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام شک کرتے تو ہم تو اس کے زیادہ مستحق ہوتے مگر ابراہیم علیہ السلام نے شک نہ کیا ہم بھی شک نہیں کرتے اس لئے کہ جب انہوں نے کہا اے میرے پروردگار آپ مجھے مردوں کے زندہ کرنے کا چشم دید منظر فرما دیں تو اللہ نے فرمایا کہ آپ کو میری قدرت پر یقین نہیں تو انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو پورے کا پورا ہے مگر جی چاہتا ہے کہ آپ کی قدرت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور دل کو خوشی اور تسکین دوں کیا اس سے ابراہیم علیہ السلام کا شک معلوم ہوا یا یقین؟ ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ نہ ابراہیم علیہ السلام کو قدرت ربانی میں شک تھا نہ ہمیں مگر بہتان طراز عملاً منکر حدیث توحید کے مبارک نام پر توہین کا عادی پرچارک انتہائی بددیانت دشمنی اختیار کرتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے حدیث کا مفہوم بدل کر بخاری کو اپنے جور و جفا کے تیر سے زخمی کرنا چاہتا ہے۔ اس نے بڑی جسارت سے کہہ دیا کہ (بخاری نے کہا کہ) ابراہیم علیہ السلام نے شک کی بنیاد پر رب ارنی کہا ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ بولا پھر حضور ﷺ پر دوہرا جھوٹ اور مصداق بنا من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار کا۔

ظلم سے باز آیا تو جفا کی
تلافی کی ارے ظالم تو کیا کی

کاش کہ ہمیں اپنا اخلاق اس کی اجازت دیتا کہ اس کے شایان حال جواب دیتے۔

چتروڑی کی علمی بضاعت

رب ارنی کیف تحیی الموتی اللہ نے حضرت خلیل سے فرمایا اولم تومن یعنی خلیل نے عرض کی کہ مجھے علم الیقین اور حق الیقین تو ہے لیکن میں عیانا آنکھ سے عین الیقین حاصل کرنے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔

اس فقرہ میں غور کریں اس علم کے قبے نے کیسا علمی فقرہ بولا لکھتا ہے اللہ نے خلیل سے فرمایا او لم تومن یعنی خلیل نے عرض کی کیا اولم تومن کا مطلب ''خلیل نے عرض کی'' بنتا ہے؟ یا لکھتے ہوئے بیچارے کے حواس گم ہو گئے اور خود رفتہ اور بے ہوشی کی حالت میں یہ جملہ نکلا کہ اولم تومن یعنی خلیل نے عرض کی۔

عیانا آنکھ سے عین الیقین حاصل کرنے کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ دکھا دیجئے یہ جملہ بھی بڑا ادبی ہے عیانا کا ترجمہ آنکھ سے اور اس کا ترجمہ عین الیقین شاید یہ جملہ بالا کراہ حسد اور عناد کی آگ میں جلتے بے خود ہو کر لکھا اور عقل و شعور نے اتنا کام نہ دیا کہ بلا وجہ الفاظ کا متبادل تکرار لغو و لایعنی بنتا ہے پھر لکھا یہ ہوش نہیں رہا کہ حق الیقین کا درجہ عین الیقین سے زیادہ ہے جس کی مثال ہے کہ ایک شخص کسی سے کہتا ہے میرے پاس سیب ہے اور کہنے والا سچا انسان ہے تو علم الیقین ہو گیا کہ واقعی اس کے پاس سیب ہے اس لئے کہ یہ ہمیشہ سچ بولتا ہے پھر اس نے جیب سے نکال کر دکھا دیا یہ ہے عیانا یا آنکھ سے دیکھ لینا اور عین الیقین ہے جسے چتروڑی نے ایک جملہ بنا دیا اور اس نے اس کے ہاتھ دے دیا اور اس نے کاٹ کر کھانا شروع کر دیا تو یہ ہے حق الیقین مگر الامہ الاسلاف چتروڑی صاحب فرماتے ہیں عیانا آنکھ سے عین الیقین بعد میں اور حق الیقین پہلے ایسے جاہلوں کو اب اسلاف پر لکھنے کی جرات

ہوگئی جنکی علمی حالت یہ ہے پھر آخر میں وہی لعنت کی مشق (خدا نصیب کرے) کرتے انٹ شنٹ کی نئی اصطلاح تخلیق فرمادی گویا اللہ نے بخاری کی کرامت ظاہر کرکے چتروڑی صاحب کے ہوش حواس گم کردیئے۔

تقابل نمبر ۲۳

قرآن مقدس موصوف لکھتا ہے قرآن پاک کا بیان ہے کہ اللہ تعالی نے نبی اور مہاجرین و انصار پر رحمت نچھاور کردی اور ان کے تابعداروں پر بھی خاص توجہ فرمائی اور وہ پاک صاف ہوگئے لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والا نصار والذین اتبعوهم باحسان اور فرمایا رضی اللہ عنهم ورضو عنه نیز اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ فرمادیا ویزکیهم اور ان سے کوئی غلطی ہوگئی تب بھی اللہ نے معاف کردی عفا اللہ عنهم کا مژدہ ان کو سنادیا شرک وبدعات سے بالکل محفوظ ہوگئے کرہ الیکم الکفرو الفسوق والعصیان۔

بخاری محدث، صحابہ پر بدعت کا فتویٰ:۔

لیکن بخاری صاحب اپنی کتاب میں کفر وبدعات صحابہ کرام کے ذمہ لگا کر رافضی راویوں کا دل ٹھنڈا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابی رسول کو کہا گیا آپ کو مبارک ہو آپ کو صحبت نبوی نصیب ہوئی اور بیعت رضوان بھی نصیب ہوئی تو براء بن عازب صحابی نے جواب دیا بھتیجے تجھ کو کیا خبر کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کیں۔ص ۵۲،۵۰۔

(اس کے بعد چتروڑی صاحب نے ایک دو حدیثیں بدعت کی برائی والی اس عبارت پر کیں

اور مگر مچھ کے آنسو بہاتے لکھا) اور صحابہ کرام کا اولئک هم المتقون کا سپاسنامہ کدھر گیا

ص ۵۲ (اور درمیان میں تفریع قائم کرتے لکھا)

اگر یہ کسی لعنتی راوی کی شرارت نہیں تو اور کیا ہے ص ۵۲۔

الجواب:۔

ہدیہ مرجوعہ اور مرجوۂ موعودہ کے بعد ہم انتہائی احترام سے عرض کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پہلے جھوٹوں اور الزامات کی طرح یہ بھی الزام تراشی کی ہے اس لئے کہ اس روایت صحیحہ میں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کوئی ایسی بات نہیں جس سے صحابہ کی ادنی سی توہین ہوتی ہو اس لئے کہ انہوں نے بعد النبوت پیدا ہونے والے حالات اور ان کے اثرات کا ذکر فرمایا اور ظاہر ہے کہ نبوی برکات کے بعد کا دور گو صحابہ کرام کی برکات سے مملو تھا اور صحابہ کے بعد تابعین سے زمانہ کو عظمت ملی اور پھر تبع تابعین سے اس لئے صحابہ نے اپنے دور کے حالات کو دیکھا اور نبوی دور کی برکات کا موازنہ کیا اور پھر عام لوگوں کے دخول اسلام کے حالات میں پیش آنے والی کمزوریوں اور پھر فتنہ ارتداد کے حالات اور بالآخر اختلاف رائے اور خطاہائے اجتہادی کے وقوع اور جنگ جمل و صفین کے حالات کو دور نبوی کے مقابلہ میں کم درجہ پانے کی وجہ سے انہوں نے تواضعاً علی العموم پائی جانے والی کمزوریوں کی نسبت کو بصیغہ جمع (احدثنا) سے اپنی طرف منسوب کیا اور احداث مطلق کا معنی بدعت شریعہ نہیں بنتا احداث فی الدین بدعت بنتا ہے اس لئے آپ کے ان گستاخانہ جملوں میں بخاری کی طرف بدظنی اور بے گناہ رواۃ کی گستاخی اور ان کی توہین اور ان پر لعنتوں کی بھرمار اور صحابہ کی گستاخی کا دعوی سب اندر کی بدی اور شقاوت ہے ورنہ جس چیز کو صحابہ اپنے کسی عمل کو احداث اور بدعت سے تعبیر کر دیں تو وہ بدعت شرعی نہیں

بنتی بلکہ صحابہ کرام کا عمل بذات خود بفرمان نبوی عمل مرضی عنداللہ ہے چنانچہ آپ ﷺ نے امت کے افتراق کی خبر دیتے اہل حق کے بارہ فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اس چیز پر ہونگے جس میں اور میرے صحابہ ہیں (ما انا علیه واصحابی) اور خلفاء راشدین کے عمل کو تو آپ نے بذات خود سنت قرار دیا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین چنانچہ سیدنا عثمان کے زمانہ میں دوسری اذان جمعہ کا اضافہ امت نے اس لئے سنت قرار دیا کہ اس کے آغاز کرنے والے خلیفہ راشد تھے اس لئے بغیر اختلاف کسے سب نے اسے بلا تنکیر اس پر عمل کیا اور سیدنا فاروق اعظم نے تراویح کے اجتماعی متروک عمل کو دوبارہ جاری کرتے ہوئے اس کے بارہ نعمة البدعة هذه فرمایا مگر امت نے اس کو سنت موکدہ کہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالی عمر کی قبر کو اس طرح روشن کرے جس طرح انہوں نے مسجد کو روشن کیا اس لئے کہ عمل خلیفہ راشد اور طریق صحابہ سنت ہے چنانچہ بخاری کی دشمنی میں چترو ڑی صاحب کا ما احدثنا سے بدعت شرعی مراد لینا اور پھر احادیث میں بدعت شرعیہ کے بارہ آنے والی لعنتوں کو براہ راست روات پر اور بالواسطہ بخاری پر منطبق کرنا بذات خود قابل نفرت ونفرین ہے اور علم کے اس ''بحر ذخار'' کو اتنا پتا بھی نہیں کہ تابعدار کا کیا معنی ہوتا ہے چنانچہ لکھتا ہے مہاجرین وانصار اور ان کے تابع داروں حالانکہ تابع کا معنی مطیع فرمان بنتا ہے اور لفظ دار ملے تو مطاع کا معنی بن جاتا ہے اور اس نے صحابہ کے پیروکاروں کو صحابہ کا تابع دار (تابع رکھنے والا یعنی متبوع) قرار دے دیا علمی حال یہ ہے اور دعویٰ ہے قرآن کے مفسر ہونے کا لاحول ولا قوة الا بالله پھر صریح جھوٹ بول دیا کہ بخاری نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذمہ کفر وبدعات لگا کر رافضی راویوں کا دل ٹھنڈا کیا حالانکہ امام بخاری پر یہ جھوٹا الزام ہے انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کیا ہے۔

تقابل نمبر ۲۴

قرآن مقدس۔ کون نہیں جانتا کہ قرآن مقدس میں لوط علیہ السلام والی قوم کی سی بدکاری کرنے والا کافر ہی ہوتا ہے اتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء اور عورت کے ساتھ یہ فعل بد کرنا تو اور بھی زیادہ کفر ہے۔

بخاری محدث، عورت کی دبر زنی:۔

لیکن بخاری صاحب کو اتنا بڑا کفریہ نظریہ بے دھڑک ہو کر ایک جلیل القدر صحابی کے معصوم العمل ماتھے پر جڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں نساء کم حرث لکم کی تفسیر عبداللہ بن عمر نے یہ فرمائی کہ عورت کو دبر زنی کرنی چاہئے یہ معنی ہے انّٰی شئتم کا (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) فی اتیان النساء فی ادبارھن بخاری کے اساتذہ ابن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا انّٰی شئتم یا تیھا فی ای فی الدبر اس پر شراح بخاری قسطلانی وغیرہ نے فرمایا بخاری نے فی کا حرف نقل کر کے دبر کا لفظ بوجہ کراہت کے ذکر نہیں کیا ورنہ تمام سندوں میں وقع التصریح بہ بخاری کے تمام نسخوں میں فی الدبر ہے کیا صحابی ایسی تحریف قرآن کر سکتا ہے؟ یہ روایت بالکل جھوٹی ہے۔ ص ۵۲، ۵۳۔

الجواب:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لواطت بہت برا فعل اور شنیع حرکت ہے انسان سے ہو یا حیوان سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیز ہے اور صاحبین کے نزدیک حد ہے (قدوری ص ۲۱۲) مگر اس پر جو یہ فعل کرے کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ جو کفریہ فتویٰ دیتا ہے

غلط کہتا ہے مگر موصوف نے چونکہ بخاری کی دشمنی اور اس کو گرانے کے لئے یہ الزام تراشی کی ہے اور اس پر عنوان قائم کر دیا (عورت کی دبر زنی) اور ایسا مغلوب الحال ہوا کہ لکھ دیا عورت کو دبر زنی کرنی چاہئے نہ معلوم کیسے؟ اور کس کی؟ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ امام بخاری کی ان روایات کے نقل کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے تصریح نہیں کی اور بات کو مبہم چھوڑا ہے اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ بخاری کے تمام نسخوں میں فی الدبر ہے ص ۵۳۔ بلکہ بخاری کے تمام نسخوں میں تصریح نہیں ہے اور یہ بات بھی غلط ہے کہ بخاری نے فی کے بعد دبر کا لفظ بوجہ کراہت نہیں نقل کیا بلکہ اس کے برعکس تقریباً اکثر شراح عمدۃ القاری، فتح الباری فیض الباری سب میں تصریح ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ مزید تحقیق کے ارادہ سے کہ چونکہ احادیث میں بالتصریح اسی فعل بد کی صراحت سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور اس روایت سے اباحت محسوس ہوتی ہے اور ایک اور روایت ابی سعید حذری سے بھی اس لئے اس کی تحقیق دوبارہ کر کے جو لفظ حقیقۃ ہوگا اس کا اضافہ کیا جائے گا مگر بخاری اس دنیا سے چلے گئے اس کے بعد امام حمیدی نے امام بخاری کے مسلک کے مطابق فرجہا کے لفظ کو نقل کیا چنانچہ علامہ عینی راقم ہیں والظاھر من البخاری انه لا یری اباحة ذلک امام بخاری کا کھلم کھلا مذہب یہی ہے کہ وہ اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں اس لئے انہوں نے فی دبر ھا کا لفظ نقل نہیں کیا بلکہ فی کے بعد بیاض چھوڑ دیا لیکتب ما یترجح عندہ من ذالک تا کہ جو لفظ ان کے نزدیک راجح ہو وہی لکھیں گے والظاھر انه لم یدرک فبقی البیاض مستمرا حتی جاء الحمیدی فقدر ذلک حیث قال یاتیھا فی فرجھا نظرا الی حال البخاری۔ سیدھی سی بات ہے کہ انہوں نے اسے نہ پایا پس ہمیشہ ہمیشہ اس میں بیاض رہا پھر امام حمیدی نے آ کر اس لفظ کو مقدر مانا کہ یاتیھا فی فرجھا کہ اس کے فرج میں داخل کرے اس لئے فی فرجھا کا لفظ بنا دیا اس سے معلوم

ہوا کہ جناب چترو ڑی صاحب بخاری دشمنی میں بصیرت کے ساتھ بصارت سے بھی کام نہ لے سکے اور صاف صاف الزام تراشی کر کے بخاری کی گستاخی کی۔

جبکہ جمہور مذاہب اہل سنت اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اور حضرات صحابہ میں سے سیدنا علی، سیدنا ابن عباس، سیدنا عبداللہ بن مسعود، رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایتان فی الدبر کی حرمت کے قائل تھے جیسا کہ ابوحنیفہ وقت علامہ انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں وحاشا ان یذھب الی مثل ھذہ الفاحشہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس سے قطعی طور پر بری الذمہ ہیں البتہ شروع میں امام مالک اور امام شافعی نے ایسے کہا مگر بعد میں امام شافعی کا قول آخر یہی سامنے آیا ہے۔ کہ یہ فعل حرام ہے اور امام مالک کے ساتھی امام صاحب کے بارہ میں اس بات کا رد کرتے ہیں امام مالک نے اس کی اجازت دی ہو بلکہ وہ امام صاحب کو اس سے بری قرار دیتے امام طحاوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایتان النساء فی الدبر (تحمیض) کے بارہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا او یفعلہ مسلم کیا کوئی مسلمان ایسا کام کر سکتا ہے اس لئے یہ سارا الزام جھوٹا ہے کہ امام بخاری اس کے قائل ہوں۔

تقابل نمبر ۲۵

قرآن مقدس، کون نہیں جانتا کہ نکاح حلال کا کئی آیات میں ذکر ہے جس کی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ شادی کرنے اور پاک دامن بننے کے لئے نکاح ہو اور شہوت رانی اور متعہ جیسا نکاح دام نہ ہو اور چھپے یار بنانے کا ارادہ نہ ہو محصنین غیر مصافحین ولا متخذی اخدان۔ ان شرائط کے علاوہ کسی کام کا نکاح وہ زنا ہوگا اور متعہ ہوگا جو ایام

جاہلیت کے نئے پرانے رافضیوں کا مذہب ہے۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری نے لکھ دیا صحابہ کرام کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے حضرت ابن عباس جس کو سینہ سے لگا کر آپ ﷺ نے فرمایا تھا اللھم علمه الکتاب ان کو قرآن کے علم سے جہالت پر مبنی روایت ٹانک دیتے ہیں ابو جمرہ تابعی ہے اور تابعین میں اکثر لوگ متعہ کے قائل گزرے ہیں بہر حال اللہ ہی جانے کس کی شرارت یہاں کام کر گئی ہے پھر پوچھنے والے کا پتہ ہی نہیں۔ ۵۴، ۵۵۔

الجواب:۔

حرمت متعہ کے بارہ میں گذر چکا ہے کہ وہ نکاح موقت تھا اور باقی شرائط اسی نکاح دائمی جیسی ہوا کرتی تھیں اس کا رواج پہلے سے تھا مگر خیبر کے موقعہ پر اس کی حرمت کا اعلان ہو گیا تھا اور دو بار غزوہ اوطاس میں دو تین دن اس کی اجازت ہوئی مگر پھر دائمی حرمت لوٹ آئی جیسا کہ پہلے شراب پی جاتی تھی گدھے کا گوشت کھایا جاتا تھا نماز میں ضروری بات کرنے اور سلام کی اجازت تھی جن کو بعد میں منسوخ کر دیا گیا اب اگر کوئی شخص ایسا فعل کرے گا مجرم ہو گا حتی کہ شراب پر حد لگے گی اسی طرح نکاح متعہ بھی پہلے حلال تھا اور اس کا فاعل زانی نہ سمجھا جاتا تھا مگر جب اس کی حرمت اتری تو ممنوع ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب تک حدیث تحریم نکاح متعہ کے بارہ میں معلوم نہ تھا اس کی حلت کا فتوی دیتے تھے مگر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حرمت نکاح متعہ بارہ بتا دیا تو ان حضرات نے اس سے رجوع فرما لیا۔ چنانچہ حاشیہ نمبر ۱ ص ۷۶۷ میں ہے

واما قول ابن عباس وامثاله کابن مسعود وجابر فوجهه انهم لم یبلغهم

النهی فلما بلغه النهی المذکور راجع عن قوله ووافق الجمهور ابن عباس اور ان کی طرح ابن مسعود اور جابر کے قول کی وجہ یہ ہے کہ ان کو دائمی حرمت کا حکم نہ پہنچا تھا جب ان کو یہ اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اور ابن عباس سے بخاری میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ اجازت بھی ہر ایک کے لئے نہ تھی بلکہ میتہ وغیرہ کی طرح تھی جس کی اجازت مجبور کے لئے ہے جیسا کہ خنزیر اور مردار حرام ہے مگر مضطر کو قوت لا یموت کے طور پر رخصت دے دی گئی اسی طرح نکاح متعہ کی بھی اجازت تھی مگر بعد میں منسوخ ہو کر متعہ کا نکاح ابدی طور پر حرام ہو گیا اور قرآن حکیم میں نکاح کا حکم موجود ہے فانکحوا ما طاب لکم الخ اور اس میں موقت غیر موقت کی تصریح نہیں ہے جبکہ حدیث میں اس کی توقیتی صورت کو حرام قرار دیا گیا اور اس کی حرمت بفرمان نبوی ﷺ قائم ہو چکی ہے۔

رہے چتر وڑی صاحب ان کی قسمت میں نہ علم کا ادب نہ علماء کا اور نہ ان کے علم میں پختگی اور نہ اسلاف کا حیاء انکے منہ میں جو آئے کہہ دیتے ہیں اور جو جی میں آیا اپنی اس رسوائے زمانہ تحریر میں لکھ دیا اور دوسرے کے کندھے کو استعمال کر کے اپنے اندر کی غلاظت کو ظاہر کرنے میں بے باکی اختیار کر لی اور بخاری دشمنی میں ایسے جلے بھنے اور روسٹ ہو گئے کہ ہر عنوان میں ان کے خلاف زبان درازی فرض سمجھتے ہیں مگر بزدل ایسے واقع ہوئے کہ سارا کچھ بخاری کے ذمہ لگا کر گالیاں روات احادیث کو دیتے ہیں اور بخاری کو صرف علمی بصیرت سے خالی بلا تحقیق جمع روایات کا شوقین اور قرآن کے علم سے عاری جلیل القدر نیک قرار دیتے اور تقیہ شیعہ کو اوڑھنا بچھونا بنا کر لوگوں کے غیض و غضب سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں حالانکہ روات حدیث امام بخاری کے استاذ ہونے کے ناطے ان سے کسی صورت میں کم درجہ نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ ان کو ان کا رویہ انشاء اللہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہی دے گا اور ان کے مرتے مرتے نفرین دے کر مارے گا۔ (الا ان یتوب الی اللہ ولا

(رجاء بذلک بظاھر) اس لئے کافر و مشرک اگرچہ جہنمی ہے مگر گستاخ ایک خسیس اور رذیل ہوا کرتا ہے اس لئے اس کی رسوائی کسی صورت میں کافر و مشرک سے کم نہیں ہوتی موصوف حیاء و عقل رنگی سے مغلوب نہیں سمجھ پائے کہ قرآن کی طرف کسی بات کی غلط تعبیر جرم عظیم ہے اور شاید حضرت الامہ کو اس کا فرق بھی معلوم نہیں کہ شرط کیا ہوتی ہے اور غرض کیا چنانچہ لکھتے جس (نکاح) کی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ شادی کرنے اور پاک دامن بننے کے لئے نکاح ہو اور شہوت رانی اور متعہ جیسا نکاح حرام نہ ہو اور چھپے یار بنانے کا ارادہ بھی نہ ہو گویا اس علمی یتیم غریب نے قرآن کی طرف ان ''شرائط'' کو منسوب کرتے ہوئے قرار دیا کہ نکاح کی شرط اول شادی ہے نجانے شادی کون سی چیز کا نام ہے کیا یہی شادی مراد ہے کہ بارات کی فوج لیکر ڈھول پیٹتے اور ناچتے ہوئے جا کر دلہن کو گھر لائیں جو جھنگوی یا ملتانی زبان اور بولی میں ہے اس لئے کہ اصل شادی کا معنی خوشی ہے اور اس موقعہ پر لوگ یہی کرتے ہیں دوسری شرط یہ ہے کہ نکاح پاک دامنی کیلئے ہو گویا اگر محض طبعی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر کیا تو اذا فات الشرط فات المشروط کے تحت چتر وڑی فتوی کے مطابق نکاح نہ ہوگا۔ یہ تو ایجابی شرطیں ہیں اور دوسری شرطیں ہیں کہ نمبر (۱) شہوت رانی اور متعہ جیسا نکاح نہ ہو نمبر (۲) یہ کہ چھپے یار بنانے کا ارادہ نہ ہو جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عند المقاربہ شہوت رانی مقصود نہ ہو خدا جانے کیا مقصود ہو؟ اور بیوی سے چھپی دوستی نہ ہو بلکہ سر عام ہوتا کہ پتہ چل سکے کہ یہ ہے باحیاء جوڑا اندازہ فرمائیں (رب رسے مت کھسے) بے چارے کو اتنا ہوش نہیں رہا کہ نکاح کی اغراض اور مقاصد سے ایک یہ ہے کہ نکاح سے پاک دامن بنے اور اپنی خواہش رانی جائز طریقہ سے کر کے نفس کے ہاتھوں مغلوب نہ ہو جائے اور کوئی دوسرا طریقہ جو حرام ہو نفسانی تسکین کے لئے اختیار نہ کرے۔

جبکہ اصل مقصودِ قرآن ان آیات میں یہ ہے کہ مذکورہ عورتوں میں سے نکاح کے لئے حلال

ہیں نہ کہ بغیر نکاح کے ظاہری طور پر سفاح (زنا) کے ساتھ یا اندرونی طور پر خفیہ بلا نکاح تعلق سے۔ یعنی محض صورت نکاح میں ان سے مقاربت کر سکتے ہیں اور ظاہری باطنی قسم کی بلا نکاح دوستی سے نہیں۔ یہ ہے غرض نکاح اور حضرات تابعین پر چتروڑی صاحب نے یہ بہتان باندھا ہے کہ تابعین کی اکثریت متعہ کی قائل تھی، ص ۵۵۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تابعین کی غالب اکثریت صحابہ کے بعد پوری امت سے بہتر اور افضل اور دین کے سچے پیروکار تھے نبی پاک ﷺ نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم سب سے بہتر زمانہ میرا یعنی صحابہ کا پھر ان کے ساتھ والوں (تابعین) کا پھر ان کے ساتھ والوں (تبع تابعین) کا ہے۔

تقابل نمبر ۲۶

قرآن مقدس میں لہو ولعب منافق یہودیوں اور نصرانیوں کافروں کا پیشہ مذکور ہے اللہ تعالی نے فرمایا ومن الناس من یشتری لهو الحدیث .

بخاری محدث، نبی ﷺ پر افتراء:۔

لیکن بخاری صاحب ایک روایت کے ذریعہ شارح قرآن حامل وحی ﷺ پر افتراء ذکر کرتے ہیں..... یا عائشه ما کان معکم لهو فان الانصار یعجبهم اللهو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا کچھ ہے تمہارے پاس لہو یعنی گانے بجانے، خوش گپیاں، عیش ونشاط کی چیزوں میں سے..... کیونکہ انصار لوگ ان چیزوں کو بڑا پسند کرتے ہیں..... لا الہ الا اللہ کیا آپ ﷺ پر یہ آیت نہیں اتاری گئی تھی..... ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ کہ گانے بجانے کی توتیاں، ربانے، طبلے اللہ کے راستہ

سے روکنے کا سبب بنتے ہیں تو پھر کیا آپ ﷺ اپنے انصاریوں کو قرآن کے خلاف تربیت دیتے رہے تھے؟ اور کیا اپنے گھر میں ایسی فحش چیزیں اور لہویات رکھا کرتے تھے؟ اور کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی انہی چیزوں پر گزارا کیا کرتی تھیں؟ بخاری کو کس طرح بری کیا جاسکے گا جس نے اس کو اپنی کتاب میں بڑے شوق سے درج کیا ہے۔

الجواب:۔

چتروڑی صاحب کے نصیب پر ہمیں افسوس آتا ہے کہ اس قدر جھوٹ بول کر اپنی عاقبت ''سنوارنے'' کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ علم و دین والی دنیا میں اس کی مثال نہ ملے۔ جوش غضب میں یاد ہی نہ رہا کہ آیت لھو الحدیث مکی ہے اور مشرکین کے بارہ میں اتری مگر چتروڑی کو وہ یاد نہ رہے بلکہ محرفین یہود نصاری جن کا تحریفی مزاج چتروڑی صاحب کا خاصہ ہے ان کو محض وہی یاد رہے اور نہ سمجھ سکے کہ لھو الحدیث کیا ہے اور محض لہو کیا ہے اصل بات اتنی ہے کہ مدینہ منورہ میں رواج یہ تھا کہ شادی نکاح کے موقعہ پر بطور اعلان یا وقتی شغل دف بجاتے تھے جیسا کہ بخاری ص ۷۷۳ میں ربیع بنت عفراء کا بیان موجود ہے کہ ان کے بیاہ کے موقعہ پر حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور چھوٹی بچیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے شہداء کے حق میں مدحیہ اشعار پڑھ رہی تھیں اس وقت ایک بچی نے کہا فینا نبی یعلم ما فی غد ہمارے اندر ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین اس بات کو چھوڑ دے اور تو کہہ جو کہہ رہی تھی گویا غیر مکلف چھوٹی بچیاں بطور شغل بہادری کے شعر دف پر گا رہی تھیں یہی مراد ہے اس لہو سے جس میں لہو دف تھی اور دوسرے بہادری کے اشعار تھے اور گانے والی معصوم (غیر مکلف) لڑکیاں تھیں چتروڑی صاحب نے مزے لے لے کر نبی اور زوجہ نبی کی طرف

فحش چیزوں کی نسبت کی اور ملعونین کی اقتدا میں ام المومنین کو جی بھر کر گالیاں بکیں کہ کیا عائشہ صدیقہ بھی انہی چیزوں پر گذارہ کیا کرتی تھیں؟ اور بخاری پر بھی مشق ستم کی اور بڑی بے باکی سے اپنے ہی خاندانی پیشے کو سامنے رکھ کر آلات لہو ولعب گنوا دیئے تو تیاں، طبلے، ربانے ہمیں تو پتہ نہیں یہ کیا چیزیں ہیں ان کا علم تو میراثی کو ہوگا یا چتروڑی صاحب کو مگر دکھ یہ ہے کہ اس نے منہ پھاڑ کر رسولِ خدا اور ام المومنین کے خلاف یعنی کی آڑ میں سخت زبان درازی کی ہے بے چارے بخاری نے تو صرف لہو والی روایت کی اور چتروڑی فحش تک جا پہنچا اور بکواس کردی کہ کیا آپ ﷺ اپنے گھر میں ایسی فحش چیزیں اور لہویات رکھا کرتے تھے اور کیا عائشہ صدیقہ انہیں چیزوں پر گزارہ کیا کرتی تھیں یہ بکواس جو کوئی ملعون ہی بک سکتا ہے چتروڑی نے بک دی حالانکہ بخاری میں اس کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے بات صرف اتنی ہے کہ ایک انصاری کی شادی کی خوشی میں ام المومنین سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شادی میں ما کان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو۔ عائشہ تمہارے پاس لہو نہیں ہے کہ انصار کو اچھی لگتی ہے اس میں یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے گھر لہو ولعب کی چیزیں تھیں اور ام المومنین ان پر گزارہ کرتی تھیں یا آپ ﷺ کو اور ام المومنین کو پسند تھیں یہ چتروڑی کا اپنا اختراع ہے اور شاید اسی لئے ما کو نافیہ کے بجائے استفہامیہ بنایا مگر اس کا خیال نہیں رہا کہ یہ کلام نبوی ﷺ ہے جس میں تحریف کر رہے ہیں۔ فرمایئے! اس کا جواب صدیقہ نے کیا دیا یا آپ ﷺ کے سوال کا جواب نہ دیا۔ جبکہ اصل بات صرف اتنی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس وہ لہو تو نہیں جسے انصار پسند کرتے ہیں اس پر گویا آپ ﷺ نے اس مباح کے موجود نہ ہونے پر خوشی کا اظہار فرمایا نہ کہ آپ ﷺ نے ان چیزوں کا مطالبہ کیا اس لئے چتروڑی کی ساری زبان درازی اسی کے اپنے اوپر لوٹے گی نہ کہ بخاری کی طرف اور جو یعنی کے ذیل میں زبان درازی کی اس کا انعام اسے انشاء اللہ اسی قبر میں ملے گا جس کا

منکر ہے۔ اذالم تستحی فاصنع ماشئت بے حیاباش ہر چہ خواہی کن
نہ اس میں اللہ کے رسول ﷺ کی طرف کوئی بری بات اور فحش کی نسبت ہے نہ ام المومنین کی طرف نہ امام بخاری نے کوئی جرم کیا ہے چتروڑی صاحب اپنے نصیب پر ماتم کریں کہ نیکوں کے پیچھے پڑے ہیں فرمان نبوی (حدیث قدسی) میں ہے اللہ فرماتے ہیں من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس داد
میلش اندر طعنہ نیکاں رہد

اس بدزبانی سے چتروڑی صاحب نے اللہ کے قہر وغضب کو دعوت دی ہے اور نبی کی عزت اور سب سے افضل زوجہ نبی کی غلیظ انداز میں گستاخی کی ہے چتروڑی صاحب جان لے کہ ان شاء اللہ اب غضب ربانی اور اس کی گرفت سے دنیا کے اندر ہی نہ بچ سکے گا والاخرۃ اشد وابقی .

تقابل نمبر ۲۷

قرآن مقدس، موصوف لکھتا ہے قرآن کریم میں نکاح شادی کیلئے بلوغ رکھا گیا ہے حتی اذا بلغو النکاح کی نص خود اللہ کے رسول پر نازل ہوئی پھر خاص طور پر نساء کے لفظ سے نکاح کو جائز کہا گیا تا کہ پتہ چلے کہ نکاح بالغ عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ نابالغ لڑکی پر نساء کا لفظ نہیں بولا جاتا۔

بخاری محدث، نبی ﷺ کی توہین:۔

لیکن بخاری صاحب اپنی روایت کے ذریعہ آپ کا نابالغ لڑکیوں کے ساتھ جنسی کھیل کھیلنا

ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزوجھا وھی بنت تسع سنین بخاری ج ۲ ص ۷۷۱ بھلا اس سے زیادہ آپ ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی کہ حضرت عائشہ ابھی تک نساء کی فہرست میں داخل نہ ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ نعوذ باللہ ان سے جنسی کھیل رچائیں اور طبع آزمائی میں مشغول ہو جائیں بخاری صاحب روایت پرستی میں قزاق راویوں کے چنگل میں اتنے پھنسے ہوئے تھے کہ ان کو یاد ہی نہ رہا کہ میں خود صفحہ ۲۰۴ میں کیا لکھ آیا ہوں کہ سورۃ القمر کے نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئی تو حضرت ام المومنین ابھی بچی ہی تھیں اور کھیلتی پھرتی کہ سورۃ القمر کی آیات یاد ہو گئیں تھیں پھر مکہ میں آپ ﷺ پندرہ سال رہے تو سورۃ القمر کے نزول کے وقت صدیقہ کے عمر چھ سال ہی مانی جائے تو آپ سے نکاح ہوا تھا تو ہجرت کے وقت ان کی عمر سولہ یا سترہ سال ضرور ہوگی اور بوقت رخصتی اٹھارہ انیس سال لعنت ہو کینہ پرور اور بد کردار راویوں پر جنہوں نے عصمت نبوی کو داغدار کرنے سے گریز نہیں کیا اور حیرت ہے بے بصیرت روایت پرستوں پر۔ص ۵۷ تا ۵۹۔

الجواب:۔

صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور شریف ہی شرافت کی زبان بول اور سن سکتا ہے سامعین غور فرمائیں امام بخاری کی صرف اتنی بات کہ بوقت نکاح سیدہ صدیقہ کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی کے وقت نو سال اس پر اس گستاخ زبان وقلم نے کس قدر کمینے اور بازاری جملے استعمال کئے آپ اس کے ان الفاظ کو غور سے دیکھیں اور اس کفریہ اندازِ گفتگو پر توجہ کریں کہ خالص بے حیائی کے انداز میں ہمارے محبوب پیغمبر کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر جملے کسے نمبر (۱) آپ ﷺ کا نابالغ لڑکیوں کے ساتھ جنسی کھیل کھیلنا ثابت کرتے ہیں۔ص ۵۷، غور

فرمائیں کہ واقعہ صرف صدیقہ کا تھا اور وہ بھی آپ کی شادی کا مگر اس بدنصیب انسان نے نا بالغ لڑکیوں (یعنی جمع کے لفظ کے ساتھ) جنسی کھیل کا جملہ کس دیا اس کی پھر اس پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ اگلے صفحہ پر لکھا ان سے جنسی کھیل رچائیں اور طبع آزمائی میں مشغول ہو جائیں۔ (ص ۵۸) بتایئے یہ جملے کسی مسلمان نہیں بلکہ شریف کافر کی زبان یا قلم سے بھی نکل سکتے ہیں تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ انٹرنیٹ پر ایک مستشرق یہودی نے بھی اس بات پر اعتراض کیا ہے آپ نے نو سال کی عمر میں سیدہ عائشہ صدیقہ سے نکاح کیا مگر اس کافر کو چتروڑی جیسے جملے کہنے کی جرات نہ ہوئی کیا امام بخاری کی روایت کو آڑ بنا کر ایسے جملے کہنے پر یہ شخص مسلمان بھی رہا ہے؟ کاش کہ اسلامی حکومت ہوتی تو اس ظالم کے خلاف توہین رسول ﷺ کا کیس بنا کر اسے تختہ دار پر لٹکاتی یہ بات ایک تحقیق کے انداز میں اگر کرتا اور دلائل کے اعتبار سے بخاری کی اس روایت کے مقابلہ میں دلائل پیش کر کے ثابت کرتا کہ سیدہ کی نو سال کی عمر میں رخصتی نہیں ہوئی انیس سال کی عمر میں ہوئی اس طرح کے بعض دوسرے حضرات نے بھی اپنے خیال کے مطابق کچھ باتیں لکھی ہیں مگر اس طرح کے کمینہ پن کا مظاہرہ کسی نہیں کیا۔ لعن اللہ موھن رسولہ اور یہ سراسر جھوٹ ہے کہ قرآن نے نکاح کے لئے بلوغ کو شرط رکھا ہے جبکہ حتی اذا بلغوا النکاح والی آیت میں صرف اتنا ہے کہ جب وہ نکاح کی عادی بلوغ والی عمر کو پہنچیں تو یتیموں کو ان کا مال سپرد کر دو اور ساتھ ہی شرط لگائی کہ اگر تم ان میں رشد کو (عقل کامل) کو محسوس کرو تو ان کو ان کے اموال سپرد کرو اور اس سے پہلے ان کے اموال کی حفاظت کرو اس آیت میں یہ کہیں نہیں کہ نکاح کے لئے بلوغ شرط ہے اور بلوغ سے پہلے نکاح نہ کیا جائے فقہاء ملت کا اس پر اتفاق ہے کہ بچپن میں نکاح ہو سکتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ قرآن کریم میں نکاح شادی کے لئے بلوغ شرط رکھا گیا ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن حکیم نے نابالغ لڑکی کی طلاق جو بعد المفاوضہ والمقاربہ

ہو خود بیان کی ہے اگر قبل البلوغ نکاح بلکہ مقاربہ کا عدم جواز ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی عدت طلاق بیان نہ فرماتے بلکہ اس عمر میں نکاح سے منع فرما دیتے جبکہ قرآن حکیم نے بوڑھی عورت جسے ماہواری نہیں آتی اور اس لڑکی کی جسے ابھی ماہواری نہیں آتی اس کی طلاق پر عدت کے بارہ میں بیان فرمایا فعدتھن ثلثة اشھر والآئی لم یحضن (سورۃ طلاق) کہ (ان بوڑھیوں) کی عدت تین ماہ ہے اور ان لڑکیوں کی بھی جن کو صغر سنی کی وہ سے ماہواری نہیں آتی یہ نص قطعی ہے جس نے اشارۃ النص سے قبل البلوغ نکاح و مقاربۃ کا جواز بتا دیا ہے اور اگر کہا جائے اس سے طلاق قبل رخصتی مراد ہے تو یہ غلط ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں فرمایا لیس لکم علیھن من عدۃ ان پر کوئی عدت نہیں۔

اور یہ بھی جناب چتروڑی نے جھوٹ کا ناشتہ فرمایا ہے کہ سورۃ القمر نبوت کے پانچویں سال میں نازل ہوئی بلکہ ہجرت سے پانچ سال کے قریب عمر تھی (بنحو خمس سنین) (حاشیہ نمبر (۱) بخاری جلد اول ص ۷۲۲) یعنی پانچ سال سے بھی کم پہلے چنانچہ واضح ہے کہ آپ ﷺ اس وقت حج کے موقعہ پر منی میں تھے اس اعتبار سے اگر آپ کے اس معجزہ کے وقت سیدہ کی عمر ۴ سال بھی ہو تب بھی قرآن کے عربی ہونے اور صدیق اکبر کے گھر میں تلاوت کرنے کی وجہ سے آپ کو بعض آیات یاد ہو گئی ہوں تو یہ کیسے ناممکن ہے؟ آج بھی چھوٹے چھوٹے بچے تلاوت قرآن سن کر الفاظ قرآن یاد کر لیتے ہیں تو اس اعتبار سے ہجرت کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال بنتی ہے اور ہجرت کے بعد سن ۱ ہجری ماہ شوال میں آپ کی رخصتی ہوئی اور غزوہ احد میں آپ نے خدمات آب رسانی سرانجام دیں مگر چتروڑی نے عجیب چکر سے ۵ قبل ہجرت کے بجائے ۵ نبوی بنا دیا اور پھر اس چھ سال کے وقت کی عمر کا مفروضہ قائم کر کے سولہ سترہ سال اور پھر بوقت رخصتی ۱۹ سال بنا دیا حالانکہ یہ سارا مفروضہ ہے جو اس نے رسول اور زوجہ رسول کے سب بکنے کے لئے بنایا۔ جبکہ مورخین

نے آپ کا نکاح سن ۱۱ نبوی اور رخصتی شوال سن ۱ ہجری لکھا ہے۔ رہا چتروڑی کا یہ کہنا کہ آپ ابھی صف نساء میں شامل نہ ہوئی تھیں بالکل غلط اور جھوٹ ہے اس لئے کہ چتروڑی ام المومنین کی والدہ سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ والدہ اپنی بیٹی کو قبل البلوغ رخصت کر سکتی ہے جبکہ بخاری میں اور دیگر کتب حدیث میں وضاحت سے موجود ہے کہ خود ام المومنین صدیقہ کی والدہ محترمہ نے آپ کی تیاری فرما کر آپ کی رخصتی کا انتظام فرمایا اور حقیقت یہ ہے کہ عرب کے اس گرم خطے میں عموماً نو سال کی عمر میں لڑکیاں سن بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں علامہ داؤدی نے لکھا ہے کہ میں نے لکھا ہے کانت عائشة شبت شیبا حسنا سیدہ صدیقہ پوری جوانی کو پہنچ گئی تھیں (نووی ص ۴۵۶ ج ۳) چنانچہ ابو داؤد ج ۲ ص ۹۸، ابن ماجہ ص ۲۲۶ میں ہے سیدہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ نے میری جسمانی تربیت خوب کی اور ایسی تدابیر اختیار کیں کہ جسمانی ساخت صحیح ہو اور عرب میں لڑکیوں کی ۹ سال کی عمر میں جوان ہونے کے شواہد بیان کرتے ہوئے سنن دار قطنی میں ہے کہ عباد بن مہلبی کہتے ہیں کہ میں نے نو سال کی ماں اور اٹھارہ سال کی عمر میں نانی دیکھی ہے دار قطنی ص ۲۲۳ ج ۳ حالیہ اپریل ۲۰۰۸ کے رسالہ دار العلوم دیوبند میں اس موضوع پر ایک یہودی مستشرق کے سوال پر جوابی مضمون میں آیا ہے ۱۹۳۴ وکٹوریہ ہسپتال میں ایک لڑکی نے سات سال کی عمر میں بچہ جنا رہا ام المومنین کا معاملہ تو ان کیلئے اللہ تعالی نے نبوی تربیت کیلئے نبوی زوجہ ہونے کا شرف مقدر کیا تھا جس بنا پر چھوٹی عمر میں ان کو علوم نبوی کے حصول اور امت تک اس کے وصول کا انتظام فرمانے کے لئے اللہ تعالی نے چھوٹی عمر میں خدمت نبوی کیلئے منتخب فرمایا اور اپنے خصوصی انتظام سے انکو خدمت نبوی میں بھیجا مگر چتروڑی کی قسمت میں گستاخی اور بد باطنی مقدر ہے تو اس کو علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔

تقابل نمبر ۲۸

قرآن مقدس، قرآن پاک میں اہلبیت نبوی کی فضیلت میں کئی آیات اور سورت نازل ہوئی ہیں اور خاص کر عائشہ صدیقہؓ کے گھر کو تو یہ شرف حاصل ہے کہ نزول قرآن ان کے بستر راحت پر ہوا..... تا کہ کوئی باولے کتے کا کاٹا ان کے حق کے خلاف بکواس نہ کرے۔

بخاری محدث، حجرہ عائشہؓ کی توہین:۔

کسی شرارتی راوی کی روایت کے پیش نظر امام بخاری باب باندھتے ہیں باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی ﷺ ومانسب من البیوت الیھن (بخاری اص ۴۳۸) تحت الباب کہتے ہیں قال النبی ﷺ خطیبا فاشار نحو مسکن عائشۃفقال ھنا الفتنۃ ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطان آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اور عائشہ صدیقہ کے حجرہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہیں سے فتنہ اٹھے گا تین مرتبہ فرمایا۔

الجواب:۔

حدیث کی دوسری سندات سے اس کا مفہوم واضح ہے جو خود چترو ڑی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ بخاری کتاب الفتن ص ۱۰۵ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک مشرق کی طرف تھا آپ نے فرمایا خبردار ادھر سے فتنہ ہوگا اور اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ ابن عمر ہی کے الفاظ کو روایت کیا گیا ہے اور مراد اس سے بھی مشرق کی جانب ہے نہ خانہ عائشہ چنانچہ اس روایت میں ہے نحو مسکن عائشہ عائشہ کے مسکن کی جانب الی مسکن عائشہ نہیں فرمایا جس کا مقصد واضح ہے کہ جدھر سیدہ صدیقہ کا مسکن ہے اس کی

جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ نہیں کہ عائشہ صدیقہ کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا مگر چتر وڑی صاحب ایسے بدگمان لوگ ہمیشہ اپنی بدگمانی سے کام لیتے ہیں اور قدرت نے مت ایسی ماری کہ نحو مسکن کا معنی الی مسکن کر دیا اور بخاری کو بھی ملوث کر دیا اس مقام پر امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ وہ حجرات جن کی اضافت اور نسبت جس طرح نبی پاک ﷺ کی طرف کی جاتی ہے اسی طرح ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی طرف بھی کی جاتی ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں مانسب من البیوت الیھن ہے اور مقام ترجمہ مسکن عائشہ ہے یعنی جس طرح وہ بیوت النبی ﷺ ہیں اسی طرح بیوت ازواج النبی ہیں گویا امہات المومنین اہل بیت نبوی ہیں حاشا وکلا بخاری کی نیت میں فرق ہے نہ راوی کی نیت میں یعنی ممبر نبوی اور محراب حجرہ صدیقہ سے مشرق کی جانب ہے اس لئے نحو مسکن عائشہ کہا گیا اور مسکن عائشہ اور مسجد نبوی کے درمیان کوئی حد فاصل نہ تھا۔ مگر بدنیت چتر وڑی نے بدباطنی سے نحو مسکن عائشہ کو الی مسکن عائشہ کے معنی میں لے کر اپنی بدزبانی کی بنیاد بنایا ہے اور اپنے اس خبیث بانے پر کمینہ تانا بنا ہے اور اپنے اندر کی غلاظت کو دوسروں پر ڈال رہا ہے

تقابل نمبر ۲۹

قرآن مقدس، شاہد ہے کہ انبیاء کا خواب وحی کی طرح حق ہوتا ہے اور خواب کو اللہ کا نبی وحی حق سمجھتا ہے۔

بخاری محدث:۔

بخاری کی ایک اور جھوٹی روایت جس میں راویان حدیث کی کئی تخریب کاریاں ہیں اور

بخاری اپنے قول کے خلاف کر گئے ہیں عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ اریتک فی المنام مرتین اذرجل یحملک فی سرقة حریر فیقول ھذہ امراتک فاکشفھا فاذاھی انت فاقول ان یکن ھذا من عند اللہ سیفه بخاری ص ۷۶۰۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو مرتبہ تو مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے کوئی ایک مرد ہے جو تجھے ریشمی ٹکڑے میں اٹھالیا اور کہنے لگا یہ تیری عورت ہے..... اب اس بات کو بھی رہنے ہی دیجیئے کہ کوئی مرد غیر محرم صدیقہ کی تصویر کو کس طرح اٹھالایا اگر فرشتہ ہوتا تو آپ ضرور فرماتے کہ وہ مرد جبریل تھا نہ بلکہ فرمایا کوئی مرد تھا اور اس کو بھی رہنے دیجیئے کہ تصویر کشی کرنے والوں پر آپ ﷺ نے لعنت کیوں فرمائی اگر اللہ کی طرف سے تھی تو تصویر کشی جائز ہوتی سردست دیکھنا یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا خواب تو یقیناً وحی ہوتا تھا پھر آپ ﷺ نے وحی کے اندر اگر کی قید کیوں لگائی..... پیغمبر کو وحی میں شک پڑ گیا تھا پھر بخاری کو اتنا ذہول ہو گیا کہ اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہ رہا..... رویا الانبیاء وحی پھر بات وہی ثابت ہوئی نا کہ روایات کے جمع کرنے کے شوق میں محدثین روایت کے پس و پیش کا خیال نہیں کیا کرتے اور قرآن مقدس کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دیتے۔ (ص ۶۰ تا ۶۲)

الجواب:۔

قارئین اس پوری زہریلی عبارت اور پوری محدثین کے خلاف زبان درازی کر کے چترو ڑی اپنے پیشروؤں کی راہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تا کہ نہ کوئی کتاب حدیث معتبر سمجھی جائے اور نہ حدیث پر اعتماد رہے تا کہ منکرین حدیث کی پوری تائید ہو سکے اور یہ باور کرا دیا جائے کہ ہم نے دلائل سے علم حدیث کو قرآن کے خلاف ثابت کر دیا اور وہ یہ کہہ سکیں کہ چترو ڑی صاحب کو حق سمجھ آ گیا ہے اور وہ سب کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے۔ ورنہ دوسری روایات

حدیث کی طرح یہ حدیث بھی قرآن کے عین مطابق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے اور اس کا حکم مثل وحی ہے مگر اس کے باوجود اس کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے اور بعینہ جو نظر آیا ضروری نہیں کہ اسی طرح ہو مثلاً خواب سیدنا ابراہیم کو لے لیجئے آپ نے تو بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا اور وہ عمل کر بھی دیا مگر کیا اللہ کے ہاں سے دنبے کی قربانی دے کر اسماعیل علیہ السلام کو بچانا مقدر نہ تھا؟ کیا اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو گئے؟ جناب سرور کائنات ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم نے بیت اللہ شریف کا عمرہ کیا آپ ﷺ نے رخت سفر باندھا اور پندرہ سو صحابہ کی جماعت سمیت تشریف لے گئے مگر اس سال عمرہ نہ ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارہ سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے یہی جواب ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ضرور اس سال ہوگا اور وہ سفر صلح پر منتج ہوا اور پندرہ صد صحابہ کو اللہ کی طرف سے رضوان کی بشارت ملی۔ معلوم ہوا خواب کی تعبیر ہوتی ہے اور کوئی کام مشیت ربانی سے خارج نہیں ہوتا اگر آپ ﷺ نے فرمایا ان یکن هذا من عند الله اس سے مشیت الٰہی پر اعتماد کامل کا اظہار ہے نہ کہ شک کا۔ آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ دودھ کی بچت سیدنا عمر کو دی کیا واقعی اس سے مراد دودھ تھا یا آپ ﷺ نے اس کی علم سے تعبیر ارشاد فرمائی خلافت خلفاء کے بارہ خواب میں آپ ﷺ نے تعبیر دی یا ان کو تکوایا اور خود بھی تلے یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا اس کی تعبیر صرف ماں باپ اور بھائیوں کا سجدہ تھا یا نبوت کی بشارت و کذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث تھا حدیث رسول ﷺ پر عامی سا اعتراض کر کے آپ کی یہ بات کہ غیر محرم کیسے تصویر لایا کیا خواب میں نظر آنے والا واقعی وہی انسان یا چیز ہوتی ہے جو نظر آئے یا اسکی شکل ہوتی اور کیا نظر آنے والے کی تصویر کشی کی گئی ہے جو حرام ہے اور وہ تصویر جو خواب میں دی گئی وہ اصل کی مشابہ ہوتی ہے یا وہ بالذات اصل ہوتی ہے اور اگر واقعی خواب والی تصویر اصل تصویر ہی

تھی تو حضور ﷺ نے پاس کیوں نہ رکھ لی اور کیا خواب میں نظر آئے کہ چترو ڑی صاحب اور اس کی بیوی گاڑی پر چڑ رہے ہیں تو واقعی آپ کی بیوی کو غیر محرم نے دیکھ لیا یا اس کی مشابہت کو دیکھا صحیح ہے کہ ''خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار'' رہا یہ فرمانا کہ ان یکن ھذا من عند اللہ یہ توکل علی اللہ اور یقین کامل کی علامت ہے یا شک کی؟ پھر صدیقہ اس وقت بچی تھیں جب نکاح ہوا آپ کا میٹر گھوم کر جل نہ جائے تو قدرے سوچ لیں۔

تقابل نمبر ۳۰

قرآن مقدس، قرآن مقدس میں اللہ کریم نے انبیاء علیہم السلام تو رہے اپنے مقام رفیع پر نبی ﷺ کے امتی لوگوں کے لئے بھی اللہ نے فرمادیا اولئک ھم الصدیقون کہ یہ لوگ خطاء بھی جھوٹ نہیں بولتے اور خاص کر خلیل اللہ علیہ السلام کے متعلق تو فرمایا انہ کان صدیقاً نبیاً کہ وہ بھول کر بھی جھوٹ بولنے والا نبی نہ تھا بلکہ بے حد سچائی والا نبی تھا۔

بخاری محدث، ابراہیم علیہ السلام پر تہمت:۔

لیکن بخاری صاحب خلیل اللہ علیہ السلام کو جھوٹ بولنے والا نبی روایت کر رہا ہے لم یکذب ابراھیم الا ثلاث کذبات (بخاری ج ۲ ص ۷۶۱) بحالیکہ جن باتوں کو کذاب راوی نے جھوٹ کہا ہے وہ قطعاً سچ ہیں ایک بھی ان میں نہ توریہ ہے اور نہ جھوٹ، لیکن بد دماغ روات کا چونکہ اپنا وطیرہ ہی جھوٹ ہے اس لئے ایک پاک طینت جد الانبیاء ابو محمد ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کو اپنی بدسرشتی میں ملانا چاہتے تھے..... لعنۃ اللہ علی الکاذبین..... ساری داستان جھوٹی اور بکواس ہے.. الخ

الجواب:۔

ہم ان کے جملہ لعنة الله علی الکاذبین کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ چتروڑی کے اندر کا دیو پنجے نکالے پورے روات حدیث کی تکذیب کر کے بہانہ سازی کے ساتھ روات کو نگلنا چاہتا ہے تا کہ علی الاطلاق حدیث رسول ﷺ کی تکذیب کی راہ نکال سکے (لیکن چتروڑی صاحب جان لے کہ اگر ان کے اندر دیو ہے تو ہم دیوبند یعنی شیطان کے باندھے والے) جب بغیر نام لئے روات کو مطلقا کاذب، جھوٹا بد دماغ جھوٹ کے وطیرہ والا ثابت کر دیا جائے اور ان کی نشاندہی نہ کی جائے کہ فلاں فلاں راوی کاذب ہیں تو اس سے پورے علم حدیث اور حدیث کا انکار ثابت ہو جاتا ہے اور موصوف بڑی معصومانہ انداز کی عیاری سے کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کے امتی یہ لوگ خطاء بھی جھوٹ نہیں بول سکتے اور یہ جلیل القدر نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت کر رہے ہیں یہ امت محمدیہ کے افراد ہی نہیں تو ان کی روایات کا کیا اعتبار اور وہ سارے روات کاذب ہیں لہذا کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں جبکہ چتروڑی کا فرض تھا کہ کتب اسماء الرجال کی بنیاد پر ان کی عبارات پیش کر کے بتاتے کہ فلاں روایت بخاری میں فلاں راوی ہے جو کذاب ہے اس لئے یہ روایت صحیح نہیں اس نے تو مطلقا روات حدیث کو ننگی گالیاں دیں اور کاذب اور بد دماغ اور اپنے اوپر پڑتی لعنت کو ان پر جھاڑنے کی ناکام کوشش کی مگر مت ماری گئی یہ لکھ کر کہ نبی ﷺ کے امتی کیلئے اللہ نے فرمایا اولئک هم الصدیقون جس کا ترجمہ کیا کہ یہ لوگ خطا بھی جھوٹ نہیں بولتے جبکہ هم صدیقون کا معنی ہے سچے ہیں خطا کا لفظ خود چتروڑی نے بڑھایا ہے۔ اس سے طعن تو کیا بخاری اور روات بخاری پر کہ اس قدر جھوٹ بولنے والے حضور ﷺ کے امتی بھی نہیں مگر اس نے اپنی اس کتاب میں کتنے جھوٹ بولے کتنی قرآن کی معنوی تحریفات کیں الفاظ میں

یہودیوں کی طرح تحریف کر کے لیا بالسنتھم والا کام کر کے خِدَاع کو خدّاع بنا کر جھوٹا معنی کر کے کہا بخاری نے امام صاحب کو خداع دھوکے باز کہا ہے تو اس کے الزام سے بخاری اور روات بخاری پر تو کیا اثر پڑتا پوری امت نے ان کے اخلاص کو قبول کیا اور بخاری کو بھی اصح الکتب قرار دیا مگر اس کا اثر اس شریف کی ذات شریف پر پڑا کہ یہ کذاب، بدزبان، مفتری، بہتان تراش بنکر خود اپنے الفاظ میں نبی کے امتی ہونے سے خارج ہو گیا اور مرتے مرتے اپنے لئے آخرت کی رسوائی کا انتظام کیا چاہتا ہے ورنہ بخاری اور دیگر محدثین اور ان کے روات اپنی جگہ پر اولئک ھم الصدیقون طبقہ اولی (یعنی صحابہ کرام) کی اتباع میں خود بھی صادق ہیں اور یہ صرف ان کیلئے ہیں بلکہ ان سمیت از اول تا آخر سب اس شامل ہیں چنانچہ فرمان ربانی ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے سچے ایمان والے ہیں اور اللہ کے ہاں گواہ ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان لانے اور شہادت ایمانیہ میں صدیق ہیں اور دنیوی امور میں بھی دانستہ غلط بیانی نہیں کرتے رہا بھول اور نسیان تو اس کا وقوع نبی سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ عصمت کے خلاف نہیں اور نہ صورت بھول میں جھوٹ کا اطلاق ہو سکتا ہے چنانچہ قرآن میں آدم علیہ السلام کے بارہ میں فنسی ولم نجد لہ عزما وہ بھول گئے ہم نے ان میں (نافرمانی کا) ارادہ نہ پایا اور جناب سرور کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ بھول کر چار کے بجائے دو رکعت پڑھا دیں صحابہ ادبا چپ رہے مگر ایک صحابی ذوالیدین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھول گئے یا نماز میں کمی ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ تو میں بھولا ہوں نہ نماز میں کمی ہوئی اس پر آپ نے صحابہ سے پوچھا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے دو رکعت پڑھائی ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔ (مشکوۃ ص ۹۳) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے خطا اور نسیان کو اٹھا لیا

(یعنی معاف کر دیا) گیا ہے مگر ہمیں ڈر ہے کہ لعنت کی پٹاری جوش میں نہ آجائے اور چتر وڑی صاحب دوسری احادیث کی طرح اس کا انکار نہ کر دیں مگر چتر وڑی صاحب غور فرمالیں کہ صحابی نے عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں نہ نماز میں کمی ہوئی ہے پھر آپ نے پوچھا کیا یہ جو کہہ رہا ہے اس طرح ہے تو عرض کیا گیا نعم جی ہاں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھولے سے خلاف واقعہ بات نکل جانا ممکن ہے اور وہ نہ نبوت کے خلاف ہے نہ عصمت نبوت کے اور نہ اسے جھوٹ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے مگر یہ نسیان ضروری دینی احکام کے بیان کے سلسلہ میں نبی سے واقع نہیں ہوتا اور ایسی صورت صرف شرعی ضرورت کے تحت پیدا کی گئی تا کہ لوگوں کو احکام دینیہ معلوم ہوں مگر تبلیغ اور بیان اور قرآن کے بارہ میں آپ سے بلکہ کسی نبی سے ایسی صورت حال کا ثبوت نہیں ہے۔

اس روایت کے بارہ

میں عرض یہ ہے کہ محدثین کرام نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ روایت صحیح ہے مگر چونکہ خبر واحد کے درجہ میں ہے اس بارہ میں بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے چوں کہ یہ باتیں بالکل صحیح تھیں اور تینوں میں اللہ کے دین کا دفاع تھا مگر مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام ان کی ظاہری صورت سے بلند تھا کہ ان کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ فرمایا بل فعلہ کبیرھم ھذا کہ اس بڑے نے کیا ہے جبکہ آپ کا مقصد ان مشرکین کو ان کے اپنے مسلمہ دعویٰ کو پیش کر کے الزامی طور پر ان کو جھوٹا ثابت کرنا تھا اور انی سقیم میں بیمار ہوں آپ کا تکلیف میں ہونا جو ان کے ظاہری دیکھنے میں نہ تھا حالانکہ آپ کو اس سے زیادہ

تکلیف کس چیز سے ہوتی کہ وہ لوگ آپ کے سامنے بے جان مورتوں کو خدا تعالیٰ کا شریک بنا رہے تھے اور آپ نے ظاہر نجوم کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا (نظر نظرة فی النجوم) اور ہو سکتا ہے جسمانی تکلیف بھی ہو بلکہ عین ممکن ہے اس لئے کہ قرآن نے آپ کے بیمار ہونے کی تردید نہیں کی۔ اور زوجہ کو دینی اخت قرار دینا یا رشتہ میں چچازاد ہونے کی بناء پر موذی کے شر سے بچنے کے لئے اختی کہنا تینوں چیزیں جواز کی حد میں تھیں اور کذب کی صورت سے باہر تھیں مگر اس کو ظاہری اور صوری کذب سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض حضرات نے اس طرح بھی فرمایا کہ اس روایت کا مقام اس قدر نہیں کہ نبی کی طرف نسبت کذب ہو اس لئے ان روایات کو معلول قرار دے کر تسلیم ہی نہیں کیا مگر چترو ڑی زبان درازی اور الزام تراشی سے بھی پرہیز کی اور حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تاویل یہ فرمائی کہ یہ روایت معلوم ہوتا ہے بالمعنی کی گئی ہے اور راوی نے اسے روایت کرتے ہوئے کذب سے تعبیر کر دیا ہے اور یہ الفاظ تدریج راوی ہیں مگر کسی سلف و خلف نے اس سے نہ بخاری پر الزام تراشی کی ہے نہ روات پر جرح کی ہے یہ کام صرف اس گانمن سچیار کا ہے جو اسلاف کے دامن پکڑنے کے بجائے گریبان پکڑنے کا عادی ہے۔ توہین پر اترے تو جناب سرور کائنات ﷺ پر غلیظ جملے کسنا شروع کر دے اور اگر تعریف میں لگے تو صحابہ کرام کو بھول چوک اور خطا سے پاک قرار دے دے۔

تقابل نمبر ۳۱

قرآن مقدس، قرآن پاک میں مسلمان کے لئے حرام اور پلید چیزوں کے استعمال سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری میں ایک جھوٹی روایت ہے جس میں اللہ کے رسول پر صریح جھوٹ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا فامرھم ان یاتوا ابل الصدقہ فیشربوا من ابوالھا والبانھا بخاری 1005 جلد 2۔ امام بخاری کو اتنا بھی خیال نہ آیا کہ راویوں کی مرض کی تحقیق پہلے کرلوں..... یہ امام بخاری کی بے نظری اور حلال وحرام کی حقیقت سے ناواقفی کی دلیل تو نہ بنے گی ورنہ اسی روایت کے بعد والی روایت میں خود درج کیا ہے..... آپ نے فرمایا دودھ تو نہیں ہے وہاں صدقہ کے اونٹ کے مقام پر چلے جاؤ وہاں دودھ عام مل جائے گا چنانچہ وہ گئے اور خود پیشاب پینے لگ گئے..... امام بخاری کو کیا فائدہ ہوا کہ دورخی روایات صرف تکثیر روایات کے لئے جمع کردیں۔ ص ۶۴، ۶۵۔

الجواب:۔

اس حدیث کو تقریباً سب کتب حدیث میں روایت کیا گیا ہے اور حدیث بالکل صحیح ہے مگر چتروڑی صاحب چونکہ اپنی رائے کو امام سمجھتے ہیں اور اسے لوگوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں یا پھر اپنے منکر حدیث ہونے کو تقیہ کے انداز میں لوگوں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں اس حدیث سے فقہاء کرام نے دو مسئلے اخذ کئے ہیں۔

نمبر ا، بول مایوکل لحمہ حلال اور پاک ہے یا حرام اور نجس؟ پھر یہ نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ امام مالک نے اس حدیث سے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے، امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام سفیان ثوری نے اس کو نجاست غلیظہ قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نجس بنجاست خفیفہ ہے اور ہر کسی کے اپنے دلائل ہیں۔

نمبر۲، یہ کہ کیا حرام کا استعمال دوا کے لئے جائز ہے یا نہ اس بارہ میں بالاتفاق حالت اضطراری میں (جب کوئی دوا کارگر نہ ہو) تو اس کا جواز ہے عام حالات میں امام مالک اس کی اجازت دیتے ہیں امام شافعی کے نزدیک علی الاطلاق ناجائز ہے یہی امام ابوحنیفہ ومحمد کا قول بھی یہی ہے امام ابو یوسف حکیم حاذق کی شرط لگاتے ہیں۔ چترو ڑی صاحب اس سے تو رہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے خلاف زبان کھولیں وہ بخاری اور محدثین کی دشمنی میں اندھے ہو چکے ہیں اس لئے انہوں نے انہی کو مورد الزام قرار دے کر نبی دشمنی اور حدیث دشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ بخاری بے چارہ بعد میں پیدا ہوا اور ان سے صدی پہلے احادیث نبوی کی روشنی میں ائمہ کرام اس مسئلے کو اپنی اپنی تحقیق کے مطابق انہی احادیث کے ذخیرہ سے حل کر چکے تھے اور رہا چترو ڑی کا یہ کہنا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ان کو نبی پاک ﷺ نے بول پینے کا حکم نہ دیا تھا انہوں نے از خود پینا شروع کر دیا اس کی تصریح دوسری حدیث میں نہیں الفاظ حدیث یہ ہیں فقال ما اجد لکم الا ان تلحقوا بابل رسول الله ﷺ فاتوها فشربو من ابوالها والبانها یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے نہیں پاتا مگر یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں میں چلے جاؤ وہ وہاں گئے اور ان کے پیشاب اور دودھ کو پیا اس میں کوئی تصریح نہیں ہے مگر چترو ڑی نے سینہ زوری سے روایات حدیث کو دورخہ قرار دے دیا ہے۔ اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور جلد اول صفحہ 36 پر بھی ایک روایت ہے جس میں بفرمانِ نبوی ابوال والبان کے پینے کا حکم ہے۔

تحریم خبائث

اس آیت میں خبائث کو ضرور حرام بتایا گیا کہ آپ خبائث کو حرام کرتے ہیں مگر کون کون سی

چیز خبائث میں شامل ہے اور کون سی نہیں اس کے لئے معیار یا تو توضیح قرآن سے ہوگا یا بیان حدیث سے قرآن نے فرمایا انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله اس کے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے حرام کیا۔ صرف اسے حرام کیا ہے اور دوسرے مقام پر ہے قل لا اجدفیما اوحی الی محرماً علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقاً اهل لغیر الله به (سورة انعام) یعنی آپ فرمادیں کہ میرے اوپر جو وحی اتاری گئی اس میں کھانے والے پر حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مردار ہو یا چلتا خون یا خنزیر کا گوشت یہ ناپاک ہے یا گناہ کا سبب جو غیر اللہ کے لئے آواز بلند کی جائے۔

پہلی آیت میں انما کے حصر نے ثابت کیا کہ صرف میتة دم اور خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے دوسری آیت نے مزید وضاحت کردی کہ آپ بتادیں کہ وحی الٰہی کے ذریعہ اور کوئی چیز ان کے سوا حرام نہیں اب چترو ڑی صاحب جیسے قرآنی بصیرت کے حامل اور حدیث کو قرآن کے خلاف قرار دے کر جھوٹا کہنے کے ماہر و عادی کو چاہئے تھا کہ اعلان کر دیتا کہ بخاری اور دیگر محدثین نے یہ حدیث جو پیش کی ہے کہ ہر کچلی والا جانور اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے حرام ہیں یہ قرآن کے خلاف ہے اس لئے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف محدثین ہے جو بے بصیرتی کے ساتھ حدیث کے جمع کرنے کے شوق میں نقل کردی ہے اور راویوں کی چھانٹ پھٹک نہیں کی لہذا کتا، بھیڑیا، خنزیر کے پائے اس کی سری بھی حلال ہے اس لئے کہ قرآن نے صرف گوشت کو حرام کہا ہے۔ بلی، چوہا، گوہ، گدھا، گھوڑا، نیولہ، چھپکلی، سانپ، مکھی، کیڑے مکوڑے، گدھ، چیل باز گیدڑ، لومڑ حتی کہ شیر اور زیبرا سب حلال ہیں اور جن حدیثوں میں ان کی حرمت کا ذکر ہے وہ قرآن

کے خلاف ہیں اس طرح چتروڑی صاحب اوران کے فرقے کی شہرت بھی زیادہ ہوتی اور آتے جاتے راستہ میں گزرتے کتے، بلے، لومڑ، خنزیر شکار کر لیتے چنانچہ اس طریقہ سے تازہ گوشت مہیا ہو جاتا اور مفت میں کتوں کا شکار کر کے بکری کے کھانے کے تکلف سے بچ جاتے کیونکہ قرآن نے تو صرف ان چار چیزوں کو حرام کیا جن کا ذکر گزر چکا ہے اور خبائث صرف یہی چار ہیں اگر دوسری چیزیں خبائث میں داخل ہوتیں تو قرآن ان کی حرمت بیان کر کے خبائث میں شامل کر دیتا اور پیشاب و پاخانہ بھی قرآن نے حرام نہیں کیا اس لئے وہ بھی حرام نہیں ہے اور ہاں استنجا کرنا یا دھونا وہ تو صرف صفائی کے لئے ہے اور ظاہر ہے کہ کھانا کھانے کے بعد بھی تو صفائی کے لئے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں چنانچہ اس مہنگائی کے دور میں آپ اپنے فرقے کے لئے بڑے محسن قرار پاتے اور شاید یہودی، عیسائی، کیمونسٹ جن کے نزدیک حلال و حرام کا کوئی تصور نہیں وہ بھی آپ کے دین میں داخل ہو جاتے اور پوری دنیا میں آپ کو اکثریت مل جاتی ماننے والے تو ابلیس کو بھی مل گئے قادیانی کو بھی مل گئے اور کچھ آپ کو بھی مل گئے ہیں اس طریقہ سے آپ اکثریت میں آجاتے شاید کہ اقتدار بھی مل جاتا کیونکہ اس مغربی جمہوریت کے دور میں اکثریت حاصل کرنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

معذرت:۔

بعض لوگوں کو اس سے ہو سکتا ہے کہ تکلیف ہو کہ یہ گفتگو اخلاق سے گری ہوئی ہے تو ان محترم حضرات سے عاجزانہ اور دست بستہ گزارش یہ ہے کہ آپ غور فرمائیں کہ جب اپنے نارسا ذہن سے حدیث کو قرآن کے خلاف قرار دینا ان لوگوں کا مذہب بلکہ دین ہے اور پورے چون نمبر قائم کر کے بلاوجہ احادیث نبویہ کو بخاری یا روات کی آڑ میں قرآن کے لئے بصیرت کا دشمن قرار دے رہے ہیں تو یہ بات بھی شامل کر لینا ان کے لئے غیر مناسب نہیں ہم نے تو

آپ ﷺ کے اس فرمان کو مان لیا کہ قرآن میں جس طرح بعض چیزیں حرام ہیں اسی طرح میرے فرمان میں بھی بحکم ربانی بعض چیزوں کا حلال وحرام ہونا بیان ہوا ہے وہ قرآن کے برابر ہیں یا اس سے بھی زائد ہیں اس لئے جن چیزوں کو قرآن نے حلال وحرام قرار دیا ہم ان کو بھی مانتے ہیں اور جن چیزوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے حلال یا حرام بتایا ان کو بھی مانتے ہیں مگر چترو ڑی صاحب جس حدیث کو اپنے بلید الذہن خیال کے خلاف جانیں اسے قرآن کے خلاف قرار دے کر بلا دلیل وجرح وتعدیل روات اس پر اپنے سب وشتم کا ستم جاری کر دیتے ہیں اس لئے ہم نے ایک اور آیت کی بھی ان کو نشاندہی کر دی ہے جو ان کے ذہن کے مطابق قرآن کے خلاف ہے اور اس میں ان کا معاشی فائدہ ہے کہ جلسے پر جاتے جاتے راستہ میں آنے والے جنگلی جانوروں اور کتے بلیوں کو کار کے دھکے مار کر فوراً ذبح کر کے کھا اور کھلا سکتے ہیں اور قرآن میں بھی ان چیزوں کی حرمت بیان نہیں ہوئی بلکہ قرآن نے بظاہر بتا دیا کہ ان کے علاوہ اور چیزیں حرام نہیں تو وہ ان چیزوں کو بڑے شوق سے کھائیں اور ادخلوا فی السلم کافۃ کی آڑ میں اسے مذہبی فریضہ قرار دیں کہ یہودیت سے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات نے کہا چونکہ دور یہودیت میں ہم اونٹ کو حرام سمجھتے رہے اب اس کو حلال تو جانیں گے مگر کھائیں گے نہیں جس پر قرآن نے فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ چنانچہ ان کو اونٹ کا گوشت کھلایا گیا اور اگر پھر بھی اصرار ہو کہ یہ اخلاق کے خلاف ہے تو ہم عرض کریں گے۔

نہ وہ صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

روات حدیث، جلیل القدر تابعین، محدثین امت خاص کر امام بخاری پر کفر کا آرا اور شرک کی مشین اور استہزاء کی تلوار کا وار کرتے ہیں جب تک ان کو ان کے اخلاق کے مطابق بات نہ

کی جائے اور یہ نہ بتایا جائے کہ جس طرح ہماری اس عبارت سے آپ کے دل میں کوئی ٹیس اٹھ رہی ہے اسی طرح لوگ بھی اپنے سینہ میں پتھر نہیں بلکہ دل رکھتے ہیں ان کو بھی اسی طرح تکلیف ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالی نے بھی حاملین تورات غیر عاملین کو گدھے جیسا اور منکرین دین کو کالانعام قرار دیا ہے اس لئے اگر وہ بخاری کو آڑ بنا کر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف بک بک کر سکتے ہیں تو کم از کم ہم بھی سینہ میں دل اور منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

جو دوسرے کو اپنے نشانے پر رکھے تو خود بھی تیر کے انتظار میں رہے اور ممکن ہے کہ ہمارے اس جواب سے ان کو کچھ عقل آجائے اور آخرت کے خراب کرنے سے بچنے کا احساس پیدا ہو جائے آخر میں عرض یہی ہے کہ چترو ڑی صاحب نے افتاد طبع سے بخاری کی اس حدیث کو قرآن کے خلاف بتایا ہے جبکہ ان کا یہ خیال غلط ہے اور یہ حدیث بھی دیگر احادیث کی طرح خلاف قرآن نہیں ہے۔

تقابل نمبر ۳۲

قرآن مقدس، قرآن پاک میں صحابہ کرام کے علاوہ ہمیشہ کے لئے پاک ہونے کے لئے اللہ نے بیسیوں آیات نازل کر کے ان کو پیغام مسرت فرمایا۔

بخاری محدث صحابہ پر بدعت کا فتویٰ:۔

لیکن بخاری محدث کی کتاب نے صحابہ کرام کو معاف نہیں کیا آپ کی وفات کے بعد انہی صحابہ کو ورطہ ارتداد میں داخل کرنے اور قرآن کی صریح بغاوت کے لئے بخاری صاحب نے

روات کے ذریعہ ان کو بری طرح بدنام کرنے کی سعی نامراد کی ہے اور کہا یعدون علی ناس من اصحابی یہی بکواس تو روافض کے مذہب کی بنیاد تھی صفحہ ۶۶، ۶۷..... یہ حال ہے امام بخاری کی قرآن فہمی کا اور قرآن کے روایات پر مقدم سمجھنے کا۔

الجواب:۔

یہ حدیث صرف بخاری نہیں بہت سے محدثین نے مختلف روات سے روایت کی ہے اور اس کے الفاظ میں بھی روایت بالمعنی کے تحت اختلاف ہے اس روایت میں لفظ اصحابی ہے اور بعض ایک میں اصیحابی (بالتصغیر) ہے اور ایک روایت میں ہے رجال ایک ہے اقوام اور ناس.....اور ایک حدیث میں ہے سیوخذ ناس دونی فاقول یا رب منی ومن امتی فیقال هل شعرت ما عملو بعدک اس سے معلوم ہوا کہ حدیث سے اصطلاح شرعی والی صحابیت مراد نہیں ہے جس کے نام پر چترو ڑی صاحب نے حدیث کو جھٹلا دیا اس سے مراد وہ لوگ تھے جو محض مدعی اسلام تھے اور بعد میں مرتد ہو گئے جیسا کہ منکرین زکواۃ جن سے سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے جہاد فرمایا یہ لوگ حضور ﷺ کے زمانہ میں زکوۃ دیتے تھے بعد میں منکر ہو گئے صدیق اکبرؓ نے ان سے بوجہ ارتداد جہاد کیا اور اسی طرح منکرین ختم نبوت تھے جو بظاہر مسلمان تھے اور آپ کی پہچان سے ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وضو کے آثار سے امتیوں کو پہچان لوں گا اور منافق لوگ بھی وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے یا آپ کے زمانہ میں آپ کے سامنے آنے کی وجہ سے ہو گی اس روایت سے حضرات صحابہ کرام مراد نہیں ہے جن کے حق میں قرآنی شہادات ہیں مگر چترو ڑی صاحب نے کمال دیانت سے صحابی سے مراد مخلص صحابہ کرام مراد لے لئے اور شیعوں کی طرح رنگ بدلتے ہوئے حدیث کا نہ صرف انکار کیا بلکہ بخاری پر طعن بھی کر دیا اور روات کو بھی گالی بکی

حاشاوکلا کہ اصحاب رسول جنکی قرآن نے مدح سرائی فرمائی وہ اس حدیث سے مراد ہوں یہ ہرگز نہیں ہے چتروڑی صاحب اپنی روایتی نیک نیتی کا اظہار کرتے ہوئے دانستہ صحابہ کرام کے خلاف اس روایت کو غلط استعمال کر کے اس پر جھوٹے ہونے کا الزام دھر دیا ہے اور اس سے بعد والے منافق لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جن کے آثار وضو سے حضور ﷺ نے انہیں اپنا امتی سمجھ کر اپنا قرار دیں اور وہ فی الحقیقت کامل مسلمان نہ ہوں یا منافق ہوں اس لئے کہ آپ نے فرمایا میں اپنے امتیوں کو آثار الوضوء سے پہچانوں گا اس لئے اس سے بخاری اور دیگر محدثین پر الزام دینا صحیح نہیں ہے۔

تقابل نمبر ۳۳

قرآن مقدس، قرآن مقدس سے صحابہ کرام کا نام نکال لیا جائے تو قرآن مقدس کا مفہوم سمجھ نہ آسکے کیونکہ قرآن کا تقدس اصحاب رسول کے ساتھ ہی ثابت ہے۔

بخاری محدث:۔

لیکن براہو لعنتی راویوں کا جنہوں نے اپنی چابکدستی سے امام بخاری کو بھی صحابہ کرام پر بدظن کر دکھایا وہ بھی سوچے سمجھے بغیر روایت ٹانک دیتے ہیں.....

الجواب:۔

حدیث گزر چکی اور اس کا جواب بھی چتروڑی نے صرف نمبر بڑھانے کے لئے اس کو مکرر نقل کرتے لوگوں کو تاثر دیا کہ حدیث میں صحابہ کرام کے خلاف کافی سارا مواد موجود ہے یہ چتروڑی صاحب کی بخت نگونی ہے جس قدر چاہیں اپنے لئے سرمایہ آخرت اکٹھا کر لیں۔

اور چونکہ ان کے خزانہ میں قدرت کی طرف سے بے شمار لعنتوں کا انبار لگا تار ہے اس لئے کھلے دل سے آگے بھیجتے رہتے ہیں مگر بفرمان نبوی ﷺ چونکہ وہ حضرات اس کے حقدار نہیں ہوتے وہ دگنا چہار گنا اضافے سے واپس آجاتی ہیں اور چتروڑی کے نامہ اعمال کو بھر رہی ہیں ورنہ اس مقام پر اصطلاح شرعیہ والا اصحابی نہیں ہے مراد کلمہ گو ہے مگر جو مرتد ہو گیا یا منافق بن گیا جیسا کہ چتروڑی بظاہر توحید، مقام رسالت اور مقام صحابہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس کی زبان وقلم توہین ورسول وصحابہ واسلاف امت کی گستاخی میں غرق ہے اور دعویٰ موحد ومسلم ہونے کا ہے حدیث سے ایسے لوگ ہی مراد ہو سکتے ہیں۔

تقابل نمبر ۳۴

قرآن مقدس، یا یھا النبی انا احللنالک ازواجک التی اتیت اجورھن یعنی آپ کی موجودہ بیویوں کے علاوہ چچا کی پھوپھی کی یا ماموں کی یا خالہ کی بیٹی حلال ہے لا یحل لک النساء من بعد ۔اب ان کے علاوہ آپ پر کوئی عورت حلال نہیں ہے اور نہ ہی تبدیلی کی اجازت۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری بے حیا راوی ابو حازم کے ذریعہ آپ پر یہ الزام اور روایت ذکر کرتے ہیں جس میں نص قطعی کے خلاف آپ کا ایک عیاش عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرنا ثابت ہو رہا ہے.....اور نہ ہی ایماندار اور نہ ہی آپ سے واقف بس ایک آوارگی میں مست ہی تھی وہ عورت اتنی خود مختار تھی اور آزاد کہ ایسی عورت پر اللہ کا پیغمبر اتنا فریفتہ ہو جائے کیا یہ ہو سکتا

ہے؟ کیا وہ عورت اپنے متولی وارث سے بھی سرزور تھی کہ پیغام ملنے پر دوڑتی چلی آئی؟ اور ایسی آوارہ عورت کی خواہش اللہ کا پیغمبر کرسکتا ہے..... ایسا کام تو کوئی چنڈو باز بھی نہیں کرتا۔ پھر اس عورت کا پوچھنے کے بعد یہ جواب دینا کہ میں تو آپ ﷺ کو جانتی بھی نہیں یعنی وہ کافرہ اور کافر کی بیٹی تھی تو ایسی کافرہ مشرکہ کو خطبہ کرنا قرآن کی نص قطعی کے صریح خلاف نہیں تھا؟ سب سے زیادہ دلآزار بات تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے معاذ اللہ باغیانہ ارادہ فرمایا اور خطبہ شروع کردیا۔ ذکر النبی ﷺ امرة من العرب فامر ابا اسید الساعدی ان یرسل ابیها حتی جائوها صفحه ۶۹، ۷۰.

الجواب:۔

علم قرآن سے جاہل اور ترتیب نزول آیات سے نابلد قرآنی بصیرت کے نام نہاد مدعی جن کو شریعت کی لگام نہ ہو اس سے ایسی باتوں کی توقع ہی کی جاسکتی ہے اور جس کو قرآن پر جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جائے تو اس سے دوسروں پر الزام تراشی ہی کی امید ہوسکتی ہے۔ غور فرمائیں سب سے پہلے تو اس نے آیت قرآن لکھ کر قرآن پر جھوٹ بولا لکھتا ہے یعنی آپ کے لئے موجودہ بیویوں کے علاوہ بس مہاجرات میں سے چچا کی یا پھوپھی کی یا ماموں کی یا خالہ کی بیٹی حلال ہے لایحل لک النساء ان کے علاوہ آپ پر کوئی عورت حلال نہیں اور نہ تبدیل کرنے کی اجازت ہے یہ نص قطعی ہے (ص ۶۹)۔ اس عبارت میں چترو ڑی صاحب نے ایک تو دونوں آیتوں کو ملا کر من مرضی نتیجہ نکالا کہ ازواج مطہرات کے علاوہ صرف چار رشتہ دار عورتوں سے آپ کو نکاح کو اجازت ہے باقی حلال نہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالی نے واهبة النفس مومنه بغیر حق مہر نکاح کی اجازت عطا فرمائی اور اسے صرف آپ ﷺ کے لئے مخصوص کیا دوسروں کو بلا مہر نکاح کی اجازت نہیں مگر اس مرد شریف نے

واھبۃ النفس روایت النفس کو حلت سے خارج کر کے نص قطعی کی مخالفت کی اور الزام دوسروں کو دیا اور ایک کمینے بازاری انسان کی طرح نبی پر چنڈو باز جیسے جملے بول رہا ہے اور نبی کو خدا کا باغی قرار دے رہا ہے جبکہ اس حدیث سے اس کا کوئی شائبہ تک نہیں ملتا بلکہ اپنے تصوراتی نقشہ کو بنیاد بنا کر رسول اللہ ﷺ کے صحابی و صحابیہ کو جی بھر کر گالیاں دینے کی مشق کر رہا ہے اور حیا رفتہ ہو کر ابو حازم کو بے حیا ہونے کی گالی دے رہا ہے اور یہود کی عادت کے مطابق پوری روایت بیان کرنے کے بغیر اس بے چاری صحابیہ کو کافرہ مشرکہ آوارہ، آوارگی میں مست بغیر متولی خود سر، سرزور ایک پیغام پر دوڑی چلی آنے والی پھر اسے متولی سے آزاد کہہ کر نبی ﷺ کو چنڈو باز سے کم تر اور اللہ کا باغی اور قرآن کی نص قطعی کے خلاف کہنے والا چتروڑی اپنے بارے سوچے کہ کس قسم کا مسلمان ہے؟ جب کہ بات صرف اتنی تھی کہ صحابی رسول ﷺ نعمان بن الجون کندی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیٹی کے بارہ عرض کیا کہ کیا میں آپ کا نکاح عرب کی سب سے خوبصورت عورت سے نہ کر دوں؟ تو آپ ﷺ نے صحابی کے کہنے پر قبول فرما لیا اور نکاح کر لیا اس عورت کا نام بخاری ص ۷۹۰ میں موجود ہے اس کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا یعنی اس کے والد نعمان نے اپنی بیٹی امیمہ کا نکاح حضور اقدس ﷺ سے کر دیا اور آپ ﷺ نے قبول فرما لیا تب آپ نے حضرت ابو اسید کو اپنے سسر نعمان بن شراحیل کے ساتھ بھیج دیا کہ ان کو لے آئیں ان کو بنی ساعدہ کی قلعہ نما حویلی میں بھیج دیا اور اس کے پاس قبیلہ بن ساعدہ کی عورتیں گئیں اور اس کی تیاری وغیرہ کرائی اور اس سے دل لگی کی تا کہ وہ غمگین اور پریشان نہ ہو اور اس عورت کے پاس ایک خادمہ بھی تھی جب آپ ﷺ اس کے پاس نکاح کے بعد تشریف لے گئے تو اسے فرمایا ھبی نفسک اور بوجہ نکاح کے اس کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا اور وہ عورت (جیسا کہ دلہنیں شرم کے مارے سر نیچے کئے ہوئے ہوتی ہیں) سر نیچے کر کے بیٹھی تھی جب آپ ﷺ

نے اسے کہا ھبی نفسک لی اور یہ ھبی کہتے ہیں یعنی اپنا نفس مجھے بخش دے تو اس نے آپ ﷺ کو نہ دیکھا نہ آپ ﷺ کو پہچانتی تھی اس لئے کہ میرا نکاح تو رسول اللہ ﷺ سے ہو چکا اس عالم میں اس نے یہ کہہ دیا ھل تھب الملکۃ نفسھا للسوقہ کیا کوئی بادشاہ زادی اپنی جان کسی بازاری کو بخش سکتی ہے؟ گویا اس نے یہ نہ سمجھا کہ میرے والد نے انہی سے میرا نکاح کر، یا اور یہی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو میرے خاوند ہیں اس بناء پر از روئے شرم اس نے یہ کہہ دیا آپ ﷺ نے تو اس صحابی کی دل داری کے لئے ان کی بیٹی کو قبول کیا تھا مگر جب یہ جملے اس کی زبان سے نکلے اور اس روایت مذکورہ کے مطابق اس نے اعوذ باللہ منک کہہ دیا اور غالباً نا معلوم کر سکی کہ میرے وہی خاوند تو ہیں جن سے میرے والد نے نکاح کر دیا ہے اس لئے کہہ دیا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں چونکہ یہ جملے بظاہر گستاخانہ تھے گو اس نے آپ ﷺ کی طرف نظر کرنے کے بغیر کہے اور حیاء سے نظر نیچی رکھی اور کسی نے نہ بتایا کہ آپ کے خاوند آئے ہیں اس لئے اس سے یہ جملے صادر ہو گئے اور اسی روایت میں ہے جب اس نے یہ کہا کہ اعوذ باللہ منک تو آپ ﷺ نے فرمایا اعذتک منی فالحقی باھلک میں نے تجھے اپنے سے پناہ دے دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا قد عذت بمعاذ تو نے تو بڑی پناہ لے لی پھر آپ ﷺ واپس آ گئے اور اسی روایت (جسے چتر وڑی نے ناتمام نقل کیا ہے) میں ہے اسے کہا گیا کہ اتدرین من ھذا ؟ کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہیں قالت لا اس نے کہا میں نہیں جانتی انہوں نے کہا کہ یہی تو اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو تیرے خطبہ کیلئے آئے تھے شاید ان عورتوں کو معلوم نہ ہو کہ آپ ﷺ کا نکاح اس سے ہو چکا ہے قالت کنت انا اشقیٰ من ذالک تو اس نے کہا اوہو میں تو اس بات کے کرنے سے سب سے بڑی بد بخت بن گئی اور یہ واقعہ بخاری ص ۷۹۰ پر منقول ہے اور کئی روایات زیر عنوان باب من

طلق امرئته ذیل میں امام بخاری نے کئی روایات مختلف سندات سے نقل کی ہیں اور ان میں ابو حازم کا نام نہیں جن پر چتروڑی نے سب بازی کی ہے اور چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں طلاق دی کہ الحقی باھلک اور حضرت اسید سے فرمایا اس کو واپس گھر پہنچادو یہ ہے اصل واقعہ اب اس حقیقت سے آپ اندازہ کرلیں کہ چتروڑی نے جناب سرور کائنات ﷺ کی توہین کی اور روات حدیث اور امام بخاری کے بارے جو غلیظ زبان استعمال کی ہے اور بغیر تحقیق کے بدنیتی سے زبان درازی کی ہے اس توہین نبوی ﷺ اور اسلاف کی گستاخی سے اس کا ایمان اگر پہلے کچھ تھا بھی تو باقی نہ رہا اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اس لڑکی کے والد نے جو صحابی تھے اور وہ لڑکی مسلمان اور صحابیہ تھی آپ ﷺ سے نکاح کیا اور آپ ﷺ نے اس کی ان باتوں کی وجہ سے اسے طلاق دے دی اور بخاری میں ہے امام اوزاعی نے زہری سے پوچھا آپ کی وہ کون سی بیوی تھی جس نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی تھی انہوں نے کہا مجھے حضرت عروہ بن زبیر (سیدہ کے بھانجے) نے بتایا انہوں نے کہا کہ مجھے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ جون کی لڑکی تھی جس نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا اعوذ باللہ منک تو آپ نے فرمایا لقد عذت بعظیم الحقی باھلک ص ۷۹۰۔ تو نے تو بڑی ذات کی پناہ مانگی ہے اس لئے اپنے گھر والوں کے پاس چلی جانہ جانے چتروڑی نے یہ دانستہ کیا یا جہالت سے مگر حقیقت یہ ہے کہ چتروڑی نے یہ ساری گستاخی دانستہ کی ہے ورنہ جس بخاری سے اس نے ادھورا حوالہ نقل کر کے ایک صحابی کی صحابیہ بیٹی کو گالی بکی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید تر گستاخی کی ہم نے اسی بخاری سے اس صحابیہ کا نام مع والد (صحابی) اور آپ ﷺ کا اس سے نکاح اور اس کا لاعلمی کی بناء پر گستاخانہ غیر شعوری جملہ اور معلوم ہونے پر افسوس کا اظہار سب کچھ ثابت کیا ہے اب بتایئے اس وضاحت کے بعد چتروڑی کی ایمانی حیثیت کیا رہ گئی۔

تقابل نمبر ۳۵

آپ کو یہ بھی اجازت تھی کہ اگر کوئی مومنہ عورت آپ ﷺ کے لئے از خود اپنی جان ہبہ کرے تو آپ اگر اس سے چاہیں تو شادی کر سکتے ہیں بشرطیکہ واہبہ عورت مومنہ ہو اور از خود بغیر آپ ﷺ سے مطالبہ کے اپنا نفس ہبہ کر دے۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری صاحب نے لعنتی راویوں پر اعتماد کر کے بڑے وثوق سے یہ روایت جڑ دی۔ اس نخوت زادی نے کتنی کمینہ داری سے جواب دیا۔ ص ۷۱، ۷۲۔

الجواب:۔

معلوم ہو گیا کہ یہ ساری تفصیل جو بندہ نے مذکورہ بالا عبارت میں واضح کر دی ہے چتر وڑی نے اسے صحیح بخاری میں پڑھا ہے اور دانستہ بد دیانتی کر کے اللہ کے رسول بخاری اور روات حدیث اور ایک مومنہ کاملہ صحابیہ کی توہین کی ہے اور اس بے چاری نے جو کچھ کیا نادانستہ اور لاعلمی اور اس نے ایمان باللہ کی بناء پر بوجہ شرم وحیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ میں تو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ بن چکی ہوں سر نیچے کئے ہوئے بغیر دیکھے آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہی تو اللہ کے رسول اور میرے خاوند تھے جن کے سامنے میں نے سخت و درشت انداز اختیار کیا تو اس پر اس نے افسوس کیا اور پچھتائیں مگر چونکہ قضا و قدر میں عند اللہ اس کا امہات المومنین میں رہنا مقدر نہ تھا اس شرف سے محروم ہو گئیں جیسا کہ ایک صحابیہ آپ کو نہ پہچاننے پر بیعت پر رونے کی وجہ حضور کے لوٹنے پر یہ بات روایات میں آئی ہے

کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا تبکی عند قبر فقال التقی الله واصبری قالت الیک عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی ﷺ فاتت باب النبی ﷺ فلم تجد هذه بوابین فقالت لم اعرفک فقال انما الصبر عند الصدمة الاولیٰ (متفق علیہ مشکوۃ ص 150) قبر کے پاس رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر اس نے کہا آپ کو میری مصیبت جیسی نہیں پہنچی آپ اپنا کام کریں وہ آپ کو پہچانتی نہ تھی اسے بتایا گیا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس وہ آپ کے دروازے پر آئی اور عرض کیا کہ میں آپ کو نہ پہچانتی تھی آپ نے فرمایا کہ صبر شروع صدمے سے ہونا چاہئے معلوم ہوا کہ پہچان کے نہ ہونے کی وجہ سے ایسی بات ہو جانا ناممکنات سے نہیں اس لئے جو لعنت اور سب اور گالی چترو ڑی نے دی ہے یہ اس کی قسمت میں ہے اور اس کے اوپر لوٹ رہی ہے جس کی وجہ سے دانستہ الزام تراشی پر اترا رہا ہے فعلیه ما علیه۔

تقابل نمبر ۳۶

قرآن مقدس، دونوں آیات استغفر لهم او لا تستغفر لهم اور لا تصلی علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره جنگ تبوک دوران سفر اتری تھیں آپ ﷺ ابی بن سلول کا جنازہ نہ پڑھا نہ اس کے لئے استغفار کی۔

بخاری محدث، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ:۔

لیکن بخاری صاحب نبی ﷺ پر صریح جھوٹ پر مبنی روایت لاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

ابن سلول کا جنازہ پڑھا۔

الجواب:۔

اس میں بھی چتروڑی سبی پہلے تو اپنی جہالت یا مغلوب الغضبی میں عبداللہ بن ابی بن سلول کی بجائے ابی بن سلول کا جنازہ نقل کیا پھر اس نے اپنی جھوٹ کی عادت پوری کی اور روایت کو جھوٹا کہا حالانکہ یہ روایت متعدد طرق سے ثابت ہے اور یہ بھی جھوٹ بولا ہے کہ یہ آیت لا تصلی علی احد سفر غزوۃ تبوک کے دوران نازل ہوئی بلکہ یہ آیت بمطابق روایات صحیح ابن ابی کے جنازہ کے پڑھے جانے کے بعد اتری مگر جھوٹ بولنے والے اس مرد شریف نے بخاری اور روات حدیث کے خلاف زبان درازی کرتے ہوئے دعوئے بلا دلیل کیا کہ یہ آیت پہلے نازل ہو چکی تھی جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق سندات سے اس حدیث کا اخراج کیا ہے مگر چونکہ اس مرد شریف نے جسے اپنی گلیاری طبیعت کے مطابق اپنی عادت پورا کرنے کے لئے بہانے کی ضرورت پڑتی ے اس لئے جعلی طور پر اس حدیث کو قرآن کے خلاف قرار دیا اور فرمان نبوی کو جھوٹا کہنے کی اپنی اندر کی بلا ظاہر کی۔

رہی اختیار والی بات کہ اللہ نے فرمایا آپ اگر ان کی بخشش کی دعا مانگیں یا نہ مانگیں اور اگر ستر مرتبہ بھی دعا مانگیں تو ہم ان کو نہ بخشیں گے اس میں آپ نے اس کے ظاہری کلمہ پڑھنے کی بناء پر حریص علیکم بالمومنین رئوف رحیم کی وجہ سے اور خاص کر اس کے بیٹے کے مومن کامل ہونے کی بناء پر دالداری کے لئے فرمائی اور اتنے تک صراحت کے ساتھ آپ کو ان کے جنازہ اور دعا کے بارہ منع نہیں کیا گیا تھا جب منع کی آیت لا تصلی نازل ہوئی پھر آپ نے کسی منافق یا کافر کے مرنے پر اس کے حق میں دعاءِ خیر نہیں کی۔

تقابل نمبر ۳۷

قرآن مقدس، قرآن مقدس کا مصداق جتنا صحابہ کرام کی سیرت پاک ہے اتنا سوائے آپ کے اور کوئی ہو یہ ناممکن ہے اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم جس کا نکھار میدانِ قیامت میں ہی ہوگا۔

بخاری محدث:۔

اس کے بالکل برعکس امام بخاری کے روات کے نزدیک صحابہ کرام کی جماعت معاذ اللہ مرتد ہونے کی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوں گے اور امام بخاری زہری ایسے باتونی پھکڑ باز رفض نواز راویوں کو حقائق قرآن پر ترجیح دے کر اپنی کتاب میں درج کر رہے ہیں.....اور معاف کرے امام بخاری ایسے الزام میں شامل نہ ہوں لیکن کیا کہا جائے کہ اکثر محدثین کا شعبہ حیات چونکہ روایات کا جمع کرنا تھا اس لئے روایت کے پس وپیش دیکھ کر روایت کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔ص۔۷۵،۷۶۔

الجواب:۔

چتروڑی صاحب اپنی الٹی قے کو تیسری بار اور بار بار چاٹ رہے ہیں ورنہ پوری روایت کی تحقیق گزر چکی ہے اور لفظ اصحابی سے واضح ہے کہ وہ صحابہ کرام کی مخلص جماعت میں سے نہ ہوں گے بلکہ وہ لوگ جو آپ کے دین پر بوجہ کثرت فتوحات مرعوب ہو کر ظاہراً اسلام میں داخل ہو گئے اور بعد میں زکوۃ یا ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کھلے مرتد ہو گئے تھے چنانچہ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری جو اکثر اکابر کے استاذ ہیں فرماتے

ہیں ولم یرتد بحمد اللہ احد من الصحابۃ انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب الذین دخلو فی الاسلام رغبۃ ورھبۃ کعیینہ بن حصن و نحوہ بحمداللہ صحابہ میں سے کوئی ایک بھی مرتد نہیں ہوا تھا دیہاتی ظالم قوم مرتد ہوئی تھی جو اسلام میں (دنیا و مال غنیمت) رغبت اور (مجاہدین کے) خوف سے اسلام میں داخل ہوئے جیسے عیینہ بن حصن وغیرہ۔ اس سے واضح ہوا کہ جو لوگ محض خوف ولالچ کی وجہ سے داخل اسلام ہوئے اور تھوڑا عرصہ قبل آپ پر ایمان لائے اور وہ بھی دکھاوے کے طور پر اس لئے آپ نے تصغیر کے ساتھ ان کو اصیحابی یعنی صحبت میں کم رہنے والا آپ کی زیارت کی وجہ سے آپ نے اور آپ کے ان کو دیکھنے کی بناء پر فرمایا حقیقت میں وہ نہ دل سے ایمان لائے تھے اور نہ شرعاً صحابی بنے تھے اس روایت میں صرف وہی مراد ہیں مگر چتروڑی نے بد باطنی کی بناء پر مبالغہ آرائی سے حضرات صحابہ کو شامل کرلیا ہے اور قرآن مجید نے بعضے ایسے لوگوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ومن کفر بعد ذالک فائولئک ھم الفاسقون جس نے خلافت نبوی کے قائم ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو وہ کھلے نافرمان ہوں گے اور اس فسق سے مراد فسق اعتقادی ہے اور وہ کفر ہے اس لئے وہی اعرابی لوگ مراد ہیں جن کے بارہ خود اللہ تعالی نے فرمادیا قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولو اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (حجرات) اوان لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے جب کہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور دوسرے مقام پر ہے ومن الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم (سورۃ توبہ) اعراب میں سے بعض منافق ہیں اور مدینہ والوں سے جو نفاق پر ڈٹے ہوئے ہیں آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں حدیث سے ایسے لوگ ہی مراد ہیں جو بظاہر صحبت میں تو آئے مگر ایمان وعقیدت سے نہیں

بلکہ دبے دبائے کلمہ پڑھ کر مرتد ہو گئے جیسا کہ ان منافقین کے نفاق سے صحابہ کو نقصان نہیں ایسے ہی ان منافقوں کے ارتداد سے صحابہ پر کوئی اثر نہیں اور یہ بھی چتر وڑی کی نبی ﷺ کے حق میں گستاخ ہونے کی دلیل ہے کہ کہتا ہے قرآن مقدس کا مصداق جتنا صحابہ کرام کی سیرت پاک ہے اتنا سوائے آپ ﷺ کے اور کوئی ہو یہ ناممکن ہے تو حضور ﷺ کو صحابہ کے برابر کا قرآنی مصداق کہنا اس میں آپ ﷺ کی بے ادبی ہے کہ آپ ﷺ بھی صحابہ جیسے مصداق ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ تو سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں۔

تقابل نمبر ۳۸

قرآن مقدس، جس شان سے نازل ہوا اسی شان سے جمع ہوا حضرت صدیق اکبرؓ کو حضرت عمرؓ کی نگرانی میں جمع ہونے والا قرآن وہ یہی ہے جو پوری دنیا میں موجود ہے حفصی قرات والا قرآن موجود و محفوظ ہے۔ دوسری قراتین کوفہ کے قاریوں کی اخراج کی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی کو مختلف قراتیں بتا کر مغالطہ میں ڈالا تھا۔ ص ۷۶، ۷۷۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری اپنی کتاب میں صحابہ کرام کے نام پر ایسی روایات لاتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام کو کچھ قرات لکھائی اور بعض کو اس کے خلاف سکھائی۔ معاذ اللہ بخاری نے اپنی کتاب میں تین جگہ روایت ذکر کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا میں نے ایک آدمی سے سنا آیت قرآن پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس

کے خلاف بتائی تھی وہی اس کو گھسیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا دونوں صحیح ہیں۔ ص ۷۷۔

حالانکہ دو میں سے ایک ہی نازل ہونے والی صحیح تھی ورنہ یہ لازم آیا کہ آپ نے ان کو ایک دوسرے کے خلاف بتایا تھا اور اختلاف میں ڈال کر لڑا دیا۔ ص ۷۸۔

الجواب:۔

آج تک امت مسلمہ نے اس بات کو بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ قرآن کی ساتوں قراتیں برحق ہیں جب کہ اصل نزول قرآن لغت قریش میں ہوا مگر مختلف مشہور قبائل کی معمولی تلفظی فرق کی بناء پر نبی پاک ﷺ کی دعا سے اللہ نے قرآت میں وسعت فرما دی اس پر اگر کسی نے اعتراض کیا ہے تو وہ صرف منکرین حدیث نے کیا ہے آپ منکرین حدیث کی کتب کا مطالعہ کریں تو یہ سب زبان درازی جو چتروڑی کر رہا ہے اور جن روایات کو خلاف قرآن یا قرآن دشمن کہہ رہا ہے انہی روایات کو منکرین حدیث نے خلاف قرآن اور دشمن قرآن کہا ہے اس لئے چتروڑی اپنے مطالعے کی بناء پر کچھ نہیں کہہ رہا بلکہ منکرین حدیث کی کتب پڑھ کر ان والے چربے کو کاٹ اور قے کو چاٹ رہا ہے ورنہ اختلاف قرات سے مراد مخالفت قرات نہیں ہے بلکہ دراصل قرآن تو لغت قریش میں اترا مگر آپ ﷺ کی دعا کے مطابق جن چند ایک مشہور قبائل کی عربی بول میں تلفظ الفاظ کا فرق تھا یا ایک لفظ کے بجائے دوسرا لفظ تھا تو نبوی دعا سے اس کی اجازت دے دی گئی تھی کہ ان کو متبادل حرف میں پڑھ سکتے ہیں یہ محض قبائل کی سہولت کی خاطر اجازت ملی تھی مگر جو حضرات جب تک اس حقیقت کے واہو نے سے ناواقف تھے انہوں نے اصل قرآن میں تبدیلی سمجھی اور اپنی غیرت کی بناء پر اس طرح کیا مگر رسول اللہ ﷺ کی وضاحت کے بعد اسے قبول فرما لیا جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایت

مذکورہ سے ثابت ہے۔ مگر چتروڑی صاحب نے اس روایت کے نقل میں بھی روایتی دیانتداری قائم رکھی اور اپنا جھوٹ بولنے کا خاصہ نہ چھوڑا چنانچہ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں سمعت رجلاً قرء آیة سمعت من رسول الله ﷺ خلافها فاخذت بیده فاتیت به رسول الله ﷺ فقال کلا کما محسن بخاری ص ۳۲۵۔

میں نے ایک آدمی سے ایک آیت سنی جو اس کے خلاف پڑھ رہا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا آپ نے فرمایا تم دونوں نے صحیح پڑھا اس روایت میں یہ نہیں کہ گھسیٹ کر لائے مگر چتروڑی "سچیار" ترجمہ فرماتے ہیں میں اس کو گھسیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا آپنے فرمایا دونوں صحیح ہو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں حالانکہ دو میں سے ایک ہی نازل ہونے والی صحیح تھی ورنہ یہ لازم آیا کہ آپ ﷺ ہی نے ان کو ایک دوسرے کے خلاف بتایا تھا اور اختلاف میں ڈال کر لڑایا۔ جب کہ حقیقت میں یہ ایک آسانی کا معاملہ تھا اور تدوین و جمع قرآن صرف لغت قریش پر ہوا دوسری کسی قرات میں نہ ہوا خواہ دور صدیقی کا بدست زید بن ثابت جمع کرنا ہو یا دور عثمانی میں اس کا مختلف صحائف میں نقل کرنا ہوا البتہ جب نو مسلم لوگوں نے قرات قرآن میں اختلاف کی گھمبیر صورت پیدا ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے امت کو اختلاف میں پڑنے سے بچانے کی خاطر ایک ہی قرات (لغت قریش والی) کا پابند کر دیا اور متعدد قرآت کو محض ایک علمی مسئلہ کی حد تک محدود کر دیا گیا جو آج تک اسی حال پر بلا اختلاف قائم ہے مگر آپ چتروڑی صاحب کے تبصرہ کو پڑھیں اور انصاف کریں کہ اس نے کس طریقہ سے فرمان نبوی ﷺ کا رد کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں صحیح ہو حالانکہ دو میں سے ایک ہی نازل ہونے والی صحیح تھی اس سے اس مرد شریف نے روایت کو آڑ بنا کر ذات رسول ﷺ کی

تکذیب کی اور دوسرا یہ کہ تبصرہ کرتے ہوئے اپنے الفاظ خود ساختہ ملا کر جناب سرور کائنات ﷺ پر ایک دوسرے کو لڑانے والا بتایا اور یہ دونوں باتیں کم از کم مسلمان کی زبان و قلم سے نہیں نکل سکتیں۔

تعدد قرات کا ثبوت

صرف اس ایک روایت سے نہیں بلکہ ذخیرہ احادیث میں موجود ہے جس کا ماحصل مضمون یہ ہے حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی نے آ کر نماز پڑھی اور اس میں ایسی قرات پڑھی جسے میں نے عجیب و اوپرا پایا پھر دوسرا آیا اس نے اس کے علاوہ قرات کی جب ہم نے نماز پڑھ لی تو ہم سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے واقعہ بیان کیا آپ نے ان دونوں کی قرات کی حالت کی تحسین کی میرے دل میں جاہلیت کے زمانہ والی تو نہیں مگر ایک قسم کے تکذیب کا وہم پیدا ہوا حضور ﷺ نے یہ حالت بھانپ کر میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میرے جسم سے پسینہ بہنے لگا اور ایسی حالت ہوگئی کہ گویا کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یعنی اب یقین کامل پیدا ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے ایک حرف (یعنی قرات) پر قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے آسانی کی درخواست کی تو دو پر تیسری مرتبہ سات قراتوں پر پڑھنے کی اجازت دی (رواہ مسلم مشکوۃ ص ۱۹۲) اسی طرح روایت متفق علیہ میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل نے مجھے ایک قرات پر پڑھوایا میں اس پر زیادتی کا کہتا رہا یہاں تک کہ سات حرف (قرات) پر اضافہ فرمایا حضرت ابیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبریل ملے اور عرض کیا یا محمد ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف اے محمد ﷺ قرآن سات

قراتوں پر نازل ہوا یہ روایت ترمذی اور نسائی میں اختلاف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔
اس کی وجہ یہی ہے کہ مختلف عربی قبائل کی زبانوں میں جو لہجہ کا معمولی لفظی فرق تھا ان میں سے سات قبائل کی بولی میں لفظی توسیع کی گئی اور آیت قرآن مجموعی لحاظ سے ایک ہی تھی اور ان صحابہ کے علاوہ حضرت عمرؓ بھی اختلاف قرات منقول ہے جس کی آپ ﷺ نے تعلیم دی اور اس سے قرآن کے مفہوم اور معنی میں فرق نہیں آتا اور پوری امت مسلمہ بغیر روافض و چتروڑی کے اس کے قائل ہیں البتہ منکرین حدیث چتروڑی کے ہم نوا ہیں۔

سوال:۔

پھر حضرت عثمانؓ نے مختلف قراتوں پر کیوں پابندی لگادی؟

جواب:۔

اس لئے کہ چونکہ اختلاف قرات عوام میں آچکا تھا اور ان لوگوں میں یہ چیز پیدا ہونے لگی تھی کہ ہمارے والی قرات صحیح ہے دوسری غلط ہے امت کو اس اختلاف سے بچانے کے لئے آپؓ نے لوگوں کو اسی صحیفہ کا پابند کیا جسے حضرت زیدؓ نے لکھا تھا جو سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ کی نگرانی میں ان کے حکم سے لکھا گیا تھا اور وہ لغت قریش میں تھا اور اس اختلاف قرات کو محض علمی حد تک محدود کر دیا گیا تا کہ قرآن کی مختلف قراتیں علیحدہ علیحدہ قرآن کی شکل اختیار نہ کرلیں حقیقت حال صرف اتنی تھی اور چاروں ائمہ اور پوری امت کا اس پر اتفاق ہے اس زمانہ کے فتنات نے اس مسئلہ کو اچھالنے کی کوشش کی جن میں چتروڑی صاحب بھی شامل ہو گئے اور اپنی مخصوص شریفانہ زبان استعمال کر کے ذات نبوی ﷺ کی تکذیب کر کے آپ ﷺ کو قرات پر لڑانے والا ثابت کیا ورنہ درحقیقت یہ مسئلہ نہ نزاعی ہے اور نہ امام بخاری اور رواۃ کا امت کا اس پر عمل بھی جاری ہے کہ سبعہ عشرہ کے قراء مختلف قرائتوں میں آج بھی قرات

کرتے ہیں اور اس سے امت میں انتشار و اختلاف نہیں لیکن چتروڑی خان اس خالص علمی مسئلہ کو عوام میں لا کر قرآن کے متنازع ہونے کی سازش کر رہے ہیں اور انہیں طریقوں سے مرتے مرتے اپنی شہرت چاہتے ہیں کہ

؎ بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

تقابل نمبر ۳۹

قرآن مقدس، صرف ایک ہی حرف پر نازل ہوا۔ نہ اللہ نے مختلف قراتوں میں نازل کیا نہ رسول نے کسی صحابی کو کچھ اور کسی اور صحابی کو کچھ پڑھایا نہ کسی صحابی نے موجودہ حرف کے خلاف پڑھا جس قدر دوسری قراتیں ہیں وہ کوفہ کے بعض قراء کی اخراج کی ہوتی ہیں۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری کہتے ہیں سبعہ قرات پر قرآن نازل ہوا الخ ص ۷۷، ۷۸۔

الجواب:۔

قرن اول سے لے کر آج تک قرآن پر امت مسلمہ کا کوئی اختلاف نہیں ہوا اور نہ اس پر کوئی دست و گریباں ہوا ہے سوائے روافض، منکرین صحابہ کے جنہوں نے صحابہ دشمنی کی بناء پر پورے قرآن کو محرف قرار دیا ہے یا پندرویں صدی کے منکرین حدیث چتروڑی، چکڑالوی، بوہیوی، جیراج پوری وغیرہ کے پورے محدثین، ائمہ کرام، فقہاء امت اور پوری امت محمدیہ اس پر مختلف نہیں کہ واقعی قرات سبعہ میں پڑھنے کی گنجائش ہے اور ذخیرہ احادیث میں اس کا ثبوت ہے مگر چتروڑی صاحب یا تو بلا دلیل دعویٰ قائم کر کے امت میں انتشار چاہتے ہیں یا

پھر اپنی رسوائی کا پروگرام رکھتے ہیں چتروڑی نے کس آیت یا حدیث سے یہ دعویٰ اخذ کیا ہے؟ کیا امت مسلمہ کے اکابر میں سے کوئی ایسا دعویٰ کیا ہے اور یہ مسئلہ پورے ذخیرہ احادیث میں پوری وضاحت وشدومد سے ثابت ہے اور پوری امت کے علماء، فقہاء، محدثین بشمول ائمہ اربعہ نے اس پر اتفاق کیا ہے مگر چتروڑی کی دیانت کا کمال ہے کہ اس کا مورد الزام صرف بخاری کو قرار دے رہے ہیں باقی رہی ان کی زبان درازیاں ان کا علاج خود اللہ ہی فرمائیں گے۔

قرآن کو ساڑھے چودہ سو سال اترے ہوئے ہو چکے ہیں مگر امت میں انتشار پیدا نہیں ہوا نہ سات قرآن بنے اور اختلاف قرات جس کی شریعت نے اجازت دی سے کوئی فتنہ کھڑا ہوا اور نہ اس سے ترجمہ قرآن میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ پوری آیت تبدیل ہوتی ہے الفاظ میں مختلف عربی انداز کے تلفظ ہیں جن کے پڑھنے کی اللہ تعالی کی طرف بصورت نزول رخصت ہوئی اور ان کے علاوہ کسی دوسری عربی یا غیر عربی لغت کے لفظ ملانے کی اجازت نہیں اور یہ مسئلہ محض علمی حلقوں تک محدود ہے اور ان مختلف قراتوں میں صحیفہ لکھنے کی اجازت بھی نہیں بلکہ اس قرات کے مطابق نقل کیا جاتا ہے جو حضرات خلفاء ثلاثہ نے کرائی اس پر امت میں کوئی انتشار نہیں اس متفقہ چیز میں چتروڑی دراڑ نہیں ڈال سکتے اگر ایسی حرکت کی تو ان کو صرف رسوائی اور ذلت ہی ملے گی علماء، فقہاء نے تو عربی رسم الخط کے علاوہ کسی دوسرے رسم الخط میں بھی لکھنے کی اجازت نہیں دی اور یہی اعجاز قرآنی اور حقانیت نبوی ﷺ کی دلیل قاطع ہے اور برہان ساطع ہے کہ قرآن پر امت کا ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں۔

تقابل نمبر ۴۰

قرآن مقدس، قرآن پاک میں ہے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اگر لڑائی ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرادو وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما الایۃ اور سورۃ حجرات کی یہ آیت باتفاق علماء فتح خیبر کے بعد نازل ہوئی۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری نے یہی روایت جو یہاں ٹانک دی ہے کہ عبداللہ بن ابی جبکہ ابھی کافر تھا اس کی پارٹی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصحاب کی جماعت تھی باتوں باتوں میں ان کے درمیان آپ ﷺ کی موجودگی میں لاٹھیوں اور جوتیوں کے ساتھ لڑائی کی گئی۔ بخاری ج ۱، ص ۳۷۱۔

تو امام بخاری غور و فکر کیے بغیر راوی پر اعتماد کر کے لکھتے ہیں کہ آیت وان طائفتان انہیں دو گروہوں کے حق میں اتاری ہوگی حالانکہ قرآن میں لفظ مومنین بھی ان کو نظر نہیں آیا جبکہ وہ لڑائی مومنوں اور کافروں کے درمیان تھی۔

الجواب:۔

تفسیر ابن عباس، تفسیر جلالین، تفسیر جامع البیان اور تفسیر عثمانی کے مطابق یہ آیت اس واقعہ کے بارہ میں اتری ہے اس لئے صرف بخاری کے حاشیہ کو دیکھ کر چتروڑی صاحب نے ادھوری سی بات چرالی اور دعویٰ کیا کہ بالاتفاق علماء فتح خیبر کے بعد نازل ہوئی یہ کونسے علماء کا اتفاق ہے اور کس جگہ پر اس اتفاق کا ذکر ہے۔ حضرت عثمانی لکھتے ہیں اوس و خزرج کے

درمیان لڑائی شروع ہوئی اور عبداللہ بن ابی خزرج قبیلہ کا تھا چنانچہ واقعہ جو بخاری میں مذکور ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ابن ابی کے ہاں اگر تشریف لے جا کر دعوت دے دیں تو ممکن ہے مسلمان ہو جائے جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو اس نے بدتمیزی کرتے ہوئے کہا مجھ سے ہٹ جائیں مجھے آپ کے گدھے کی بدبو تکلیف دے رہی ہے اس پر ایک انصاری (حضرت عبداللہ بن رواحہؓ) نے اسے فرمایا خدا کی قسم کہ رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی خوشبو تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے اس پر وہ بگڑ گیا اور درمیان میں گالی گلوچ تک مسئلہ آ گیا اب ان دونوں گروہاں انصار کی آپس میں لڑائی شروع ہوگئی تو اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

رہی چتروڑی کی بات کہ یہ کافروں اور مسلمانوں کی لڑائی تھی غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محض مغالطہ کے طور پر چونکہ پہلے اوس وخزرج کا جنگ بعاث کی وجہ سے شدید نقصان ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے آنے پر ان میں صلح ہوئی اور آپ کے ہاں مکہ میں اوس وخزرج دونوں قبائل کے سرداروں نے بیعت کی تھی اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے اس لئے جہاں اس کی قوم کے کفار لڑے وہاں مسلمان بھی قومی حمیت میں بوجہ مغالطہ لڑے اور ان کو حقیقت حال کا پتہ نہ تھا۔ اس لئے اس کو کفار اور مومنین کی لڑائی نہیں کہا جا سکتا اس لئے چتروڑی صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور بغض بخاری کی وجہ سے یہ سب کچھ لکھا اور اگر کہیں سے چتروڑی صاحب کی علماء کے اتفاق والی بات مل جائے تو لے آئیں۔

بعض اوقات شانِ نزول دوسرا ہوتا ہے لیکن واقعہ کی نوعیت کے ایک جیسا ہونے کی بناء پر اس آیت کے شانِ نزول کے تحت لا کر بتایا جاتا ہے کہ ایسے واقعہ کے بارہ میں یہ حکم نازل ہوا اس سے مراد اس قضیہ کہ نوعیت کا یقین اس کے حکم کے لئے ہوا کرتا ہے اور ایک آیت کے کئی شان نزول بھی ہو سکتے ہیں مگر حکم اس کا عام ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی کہے قتل ہو جائے

اوراس کا قاتل مان لے یا اس پر گواہ قائم ہو جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ آیت قصاص کا شانِ نزول یہی یعنی ایسے واقعات کے بارہ میں اس لئے چتروڑی صاحب محض دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں جس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

تقابل نمبر ۴۱

قرآن مقدس، میں بیان ہوا ہے جو شئے مسلمانوں کیلئے ضرر رساں ہو اور اسے کبھی نفع کی توقع نہ ہو اس کو مٹا دینا چاہئے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے پانچ جانوروں کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا اقتلو الخمس الفویسقه..... خاص کر قرآن نے انبیاء کا خاص کردار ذکر کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا نمونہ ہوتے ہیں بلند اخلاق کی وجہ سے تکالیف برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی کو دکھاتے نہیں۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری ایک قصہ نقل کرتے ہیں جو غالباً کسی یہودی النسل کا بتایا ہوا ہے جس میں ایک پیغمبر کا اللہ کی تسبیح کرنے والے جانداروں کو قتل کرنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو ایک ایک چیونٹی نے کاٹ لیا انہوں نے چیونٹیوں کا پورا استھان جلا ڈالا..... قرصت نملة نبیاً من الانبیاء فامر بقریة نملة فاهلکت فاوحیٰ الله الیه ان قرصتک نمله فا حرقت امة من الامم تسبح الله۔ بخاری ص ۴۳۴۔

یہ یہودیوں کی اڑائی ہوئی ظالمانہ گپ شپ امام بخاری نے قبول کر لی۔ صفحہ ۸۱، ۸۲۔

الجواب:۔

چترویدی صاحب معلوم ہوتا ہے جوش غضب میں ہوش وحواس کھو کر اب خالص مغلوب الحال ہو چکے ہیں اور انتقام قدرت نے ان کے ذہن کی طنابیں کس دی ہیں کہ نہیں سوچ پا رہے کہ میں قرآن کا نام لے کر کس قدر ہرزہ سرائی کر رہا ہوں بتلایئے (نمبر 1) قرآن پاک میں کون سی آیت ہے جس کا ترجمہ یہ بنے کہ جو چیز ضرر رساں ہو اور اس سے نفع کی توقع نہ ہو اس کو مٹا دیا جائے۔ (نمبر 2) قرآن نے انبیاء کا خاص کردار ذکر کیا ہے کہ وہ خود تکالیف برداشت کر لیتے ہیں مگر کسی کو نہیں دکھاتے۔ یہ کس آیت کا ترجمہ ہے اس کے بعد مزید غصہ بڑھا تو روات حدیث اسلاف باوقار کو جنہوں نے حدیث کو روایت کیا ہے ان کو یہودی النسل کہہ کر یہودی النسل لوگوں کی طرح اپنے سے تیرہ چودہ سو سال پہلے کے بزرگوں کو گالی دے کر ان کے حق میں غل وغش کا اظہار کیا اور منافق کی چاروں اوصاف کو اپنے اندر جمع کر لیا۔ جھوٹ بولا وہ بھی قرآن پر، گالی دی وہ بھی اسلاف کو، دینی امانات کی خیانت کر کے غدر کے مرتکب ہو گئے اور آخر میں یہ بکواس کر دی کہ جو بات روات نے نبی پاک ﷺ سے نقل کی اور جو قصہ پیغمبر پاک ﷺ نے بیان کیا اس کے بارے کس شرم وحیا رفتہ انسان نے کہہ دیا ایک قصہ جو غالباً یہودی النسل کا بنایا ہوا ہے۔

ارے بدنصیب! یہ بات خود زبان نبوی ﷺ سے نقل کی گئی ہے دیکھ تو سہی کس پاکیزہ ذات کے بارے ایسی سخت زبان درازی کر رہا ہے۔ کیا تو نے امت محمدیہ کے افراد کو اتنا بے غیرت سمجھا ہوا ہے کہ تو نبی پاک ﷺ کے خلاف بکتا رہے گا اور غیور مسلمان برداشت کرتے رہیں گے اور مجھے کیفر وکردار تک نہ پہنچنا پڑے گا۔ ارے ظالم اگر ہم کچھ بھی نہ کر سکے تو کیا قدرت کا انتقام بھی تجھ پر نہ پڑے گا؟ رہا واقعہ وہ بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے۔ اللہ

کے نبی کو ایک چیونٹی نے ڈسا تو پیغمبر نے دوسرے امتیوں پر رحم کھاتے ہوئے اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ زندہ رہیں تو یہاں پڑاؤ کرنے والے دوسرے مسلمانوں کو کاٹیں گی اس بناء پر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو جلوادیا۔ مگر اس اجتہادی خطا کی بناء پر قدرت کی طرف سے نبی کو تنبیہ کردی گئی اور اجتہادی بھول چوک کا نبی سے واقع ہو جانا ناممکنات سے نہیں نہ خلاف عصمت ہے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی اجتہادی رائے کہ ہارون نے مشرکین جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی شاید اپنے فرائض میں کمزوری دکھائی ہو اس لئے ان پر سختی کا ردعمل اختیار کیا اور نبی ﷺ نے اساریٰ بدر کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس اجتہادی معاملہ کے بارہ میں متنبہ کردیا کہ آپ ﷺ کو انہیں نہ چھوڑنا چاہئے تھا مگر فرمایا کہ ہم نے یہ اجتہادی معاملہ معاف کردیا معلوم ہوا عصمت کے لئے اجتہادی بھول چوک مضر نہیں ہے۔

تقابل نمبر ۴۲

قرآن مقدس، ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا آیت میں نقضت غزلها بطور تمثیل ہے نا کہ کسی قصے کا ذکر ہے۔

بخاری محدث:۔

لیکن داد دیجئے امام بخاری کو جو قرآن کی اس آیت کی تفسیر ایک عورت کا واقعہ بناتے ہیں جو خرقاء نامی مکہ میں رہتی تھی..... پھر کمال تعجب یہ ہے کہ سدی کذاب اور اس کے تلمیذ احمق صدقہ بن ابی عمران پر اعتماد کر کے اپنی کتاب میں درج کردیتے ہیں۔ قال ابن عیینه عن صدقه انکاثا هی خرقاء کانت اذا ابرمت غزلها نقضه بخاری ص ۶۸۳۔

الجواب:۔

شاید چتروڑی کے نزدیک مثال محض فرضی صحیح ہے اس کے تحت کوئی خاص واقعہ نہیں آسکتا گو یایا ایھا الذین امنوا لا تکونوا کالذین اذوا موسیٰ بھی فرضی کہانی اور من گھڑت افسانہ ہے..... او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا یہ بھی ایک فرضی مثال یا بیان چتروڑی بنتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ ہر مثال اور تمثیل کی تہہ میں صرف فرضی کہانی نہیں ہوتی بلکہ کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا ہے جس کی بناء پر وہ فقرہ ضرب المثل بن جاتا ہے جیسا کہ مخلص دوست کو غارِ یار کہا جاتا ہے اور یہ ضرب المثل تب قائم ہوئی جب صدیق اکبرؓ نے غارِ ثور میں پیغمبر پاک ﷺ کی وفا میں بے مثال قربانی کی مثال قائم فرمائی اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اپنے دوست نما دشمن کی چیرہ دستی پر بطور مثال فقرہ بنا تبھی اس فقرہ کو بطور تمثیل پیش کیا جاسکتا ہے مگر چونکہ چتروڑی صاحب کو تکذیب اسلاف اور بغاوت اہل حق اور اہانت انبیاء کی لت پڑ چکی ہے۔ اور ان کو بخاری کی ہر بات کانے کی طرح آدھی نظر آرہی ہے کہتے ہیں کہ کانا بازار میں گیا ایک طرف بازار دیکھا چلا گیا اور حیرانی سے کہتا رہا عجیب پھرتی باز لوگ ہیں ایک طرف بازار بنا دیا ہے دوسرے حصے کو خالی چھوڑ دیا جب واپس آیا تو کہنے لگا بڑے عجیب لوگ ہیں پہلے بازار ادھر تھا اتنی تھوڑی سی دیر میں اس طرف کو خالی کر دیا اور پورا بازار دوسری طرف رکھ دیا یہی حال ہے ان کا کہ ان کو روحانی یک چشمی نے ایسا اندھا کر دیا واقعی اور حقیقی مثال کو فرضی کہانی بنا کر بغلیں بجا رہے ہیں کہ کون ہے مجھ سا محقق؟ ہم کہتے ہیں آپ واقعی محکک ہیں جس کی تحکیک سے پورے اسلاف دکھی ہے اور بذات خود جناب سرور کائنات ﷺ آپ کی زبان درازی سے دکھی ہیں اور چتروڑی دعویٰ کے علی الرغم اس روایت میں بھی نہ سدی نہ صدقہ بن عمران بلکہ صدقہ بن الفضل ہے۔

تقابل نمبر ۴۳

قرآن مقدس، کے نزول سے پہلے تو شیاطین الجن کو کوئی آسمانی خبر فرشتوں کی آپس میں گفتگو سے آدھی پونی سن لی جاتی تھی مگر نزول قرآن کے بعد اللہ نے شہاب ان کو بھسم کرنے والے مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے وہ کوئی سی بات سننے سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ خود جنات بھی اس کے اقراری ذکر کئے ہیں۔ قرآن میں ہے انا کنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجدله شهاباً رصدا. اب کہ جن کا پہلے کی طرح سننا ممکن نہیں رہا۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری کی قرآن میں بصیرت کی داد دیجئے وہ اب بھی اس کے قائل ہیں کہ جن شیاطین اب بھی کوئی نہ کوئی فرشتوں کی بات سن کر اپنے کاہن مریدوں کو بتا دیتے ہیں اور کاہن اس سچی بات میں اور جھوٹ بھی ملا لیتے ہیں ان الملائکة تنزل فی العنان الخ بخاری ص ۴۵۶۔

الجواب:۔

قرآن نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ شیاطین ملائکہ کی گفتگو بالکل نہیں سن سکتے اور ان کے لئے یہ سننا ناممکن بنا دیا گیا ہے اللہ جل شانہ نے جنات کی جو بات نقل کی ہے فمن یستمع الان جواب سننے لگتے ہیں تو اس کے پیچھے شہاب ثاقب پڑتا ہے امام بخاری نے جو فرمان نبوی ﷺ نقل فرمایا ہے اور صحیح روایت سے نقل فرمایا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ فرشتوں کی

بات سننے لگتے ہیں تو ان کے پیچھے شہاب جب پڑے تو اس وقفہ میں جو وہ سن لیتے ہیں اور کاہنوں کو بتاتے ہیں تو وہ اسی کے ساتھ دوسرے کذب ملا کر لوگوں کو بتاتے ہیں بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے خلاف کچھ نہیں فرمایا مگر چترو ڑی صاحب کی بصیرت قدرے علم و عقل سے ورا ہے کہ جو بات ان کے فہم با کمال کے مطابق نہ ہو وہ قرآن کے خلاف ہے ان کو چاہئے یہی جملے جن کا الزام قرآن پر دھر رہے ہیں کہ کوئی سی بات سننے سے محروم کر دیئے گئے ایسے الفاظ قرآن سے پیش کریں جن کا معنی یہی بنے پھر بھی اللہ نے ان کی زبان سے یہ جملے کہلوا دیئے کہ پہلے کی طرح سننا ممکن نہیں رہا ہم بھی یہی کہتے ہیں اور بخاری کا مقصد بھی یہی ہے کہ پہلے کی طرح ممکن نہیں رہا کچھ سن کر اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں اس لئے قرآن اور اس حدیث کے مضمون میں کوئی تقابل یا تباین و تضاد نہیں ہے اور اللہ جزائے خیر دے ان محدثین عظام کو جنہوں نے امت کو حدیث رسول ﷺ سے جو قرآن کی حقیقی تفسیر اور دین کی کامل تشریح ہے بہرہ ور رکھا ہے اور محترم چترو ڑی سے گزارش ہے کہ جہل مرکب اور اس تکبر مذموم اور انا کے ابلیسی خول سے نکل کر اپنے اندر اسلاف، فقہاء، محدثین کا ادب پیدا کریں ورنہ عاقبت کی خرابی میں کوئی شک نہیں وہ حضرات میرے اور آپ سے نہ علم میں کم تھے نہ فہم و بصیرت قرآن میں اور نہ تقویٰ و اخلاص میں ہمیں آپ کی اس بے جا ہٹ دھرمی اور غرور پر تعجب بھی آتا ہے اور ترس بھی کہ آپ امت کی اجتماعیت سے شذوذ اختیار کر کے بفرمان نبوی ﷺ من شذ شذ فی النار کی راہ پر چل رہے ہیں اللہ آپ کو اور ہمیں سب کو ہدایت پر جمع کرے امین۔

تقابل نمبر ۴۴

قرآن مقدس، قرآن پاک جن حروف جن کلمات کیساتھ اترا تھا اور جس قرات کے ساتھ نازل کیا گیا تھا اسی ہیئت و کیفیت اور اقدار کے ساتھ محفوظ ہے۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری ہی وہ امیر المحدثین مشہور ہیں جو نقل کر رہے ہیں کہ سات قراتوں اور حرفوں والا قرآن ہے مگر وہ یہ نہیں بتاتے کہ وہ سات قرآن اور سات حروف کہاں غائب ہیں کہاں چھاپے گئے اور کہاں موجود ہیں۔ موجودہ قرآن اپنی ہیئت قضائی (کذائی) کے ساتھ تو موجود ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقرانی جبریل علی حرف فلم ازل استزیدو فیزیدنی حتی انتھی الی سبعۃ احرف ۔(بداء الخلق) ص ۴۲۷۔

الجواب:۔

خدا برا کرے عیاری کا کہ بار بار ایک بات کو دہرا کر باور کرانا کہ بہت سی روایات حدیث قرآن کے خلاف ہیں انتہائی نگوں بختی کی علامت ہے ورنہ یہ بات گزر چکی ہے اس عبارت میں چترو ڑی صاحب نے سات قرآن اور سات حروف کہاں غائب ہیں وغیرہ کے جملے استعمال کئے ہیں۔

ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے کی اور وہ بھی اللہ کے کلام کے بارہ میں ضرورت کیوں پیش آئی؟ کس ملعون نے آپ کو یہ پٹی پڑھائی حدیث میں کہیں سات

قرآنوں کا ذکر ہے؟ سات حروف کا مطلب واضح ہے کہ ایک قرآن کی قرات کے لفظ مخصوص مخصوص مقامات پر پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ الفاظ تو ایک ہی ہیں مگر ان کے تلفظ حروف میں قدرے فرق ہے مثلاً قرآن میں ہے تری الناس سکٰری بعض عربیوں کی لسان میں سکری پڑھا جاتا تھا بعض امالہ کے ساتھ سکاری پڑھا کرتے تو اللہ تعالی نے ان کی لسانی مجبوری کی بناء پر اپنے نبی کی سفارش سے اجازت دے دی اور وہ اجازت ہی رہی اس کا امر نہیں تھا، جب تک وہ الفاظ ان بولیوں میں رہیں گے ان کی اجازت ہوگی اور یہ ایک خاص طبقہ تک علمی طور پر بوجہ حکم سیدنا عثمانؓ محدود ہو گیا تھا اور علماء نے صرف لغت قریش میں جس کے اندر اصلی طور پر نازل ہوا تھا نقل کیا اور دوسرے الفاظ میں بشرطِ صحت محض پڑھنے کی اجازت تھی اور اس کے علاوہ کسی اور حرف کو قرآن میں یا لغت قریش چھوڑ کر دوسرے الفاظوں کے ساتھ قرآن کو لکھنے کی اجازت بھی نہیں دی بلکہ عربی رسم الخط کے علاوہ دوسرے رسم الخط میں بھی قرآن کو لکھنے کی اجازت نہیں اور نہ بغیر الفاظ کے محض ترجمہ کی اجازت ہے یہی وجہ ہے کہ یہی قرآن ہی کے الفاظ ہیں جو امت میں مجمع علیہ ہیں اور رہی دوسری قراتیں وہ سینہ بسینہ محفوظ ہیں اور ان کو کتب تجوید سے متعلق کر دیا گیا ہے اور وہ مستقل علم کی صورت میں محفوظ ہیں اس سے چترو ڑی نابلد ہو تو اس کے علم ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے قرآن صرف اور صرف ایک ہی ہے اور بحمد اللہ پوری سوا چودہ صدیوں میں امت اس پر متفق رہی ہے اگر اختلاف کیا ہے تو شیعہ، منکر حدیث اور اب چترو ڑی صاحب نے اور یاد رکھیں امت کے مجموعی راہ میں آپ جیسے لوگ فتنہ انگیزی میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور سب سے پہلے اختلاف قرات کو دشمنانِ صحابہ شیعہ نے تحریف پر محمول کیا اور اب آپ یہی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔

تقابل نمبر ۴۵

قرآن مقدس، قرآن مقدس کے آداب میں سے ایک پڑھے تو دوسرا سنے اور قرآن کی بے ادبی میں سے ہے کہ پڑھنے والا پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے بجائے سننے کے پڑھا جائے۔ خواہ حدیث ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ اس سے قرآن کی پڑھائی میں لڑھ اور تخلیط اور تخریب کاری ہوگی وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذاالقرآن والغوا فیہ الخ۔

کافروں کا قدیم زمانہ سے پیشہ چلا آرہا ہے..... اس کے مقابلہ میں نعت خوانی، دوہڑا بازی شروع کردے گا یا قال قال رسول اللہ کی لڑھ مچادے گا یا کسی گویئے کو تلاوت قرآن شروع کرادے گا لا تحرک بہ لسانک نیز آپ میں جو لا ادری کا اندھیرا تھا وہ جبریل کی پڑھائی سے دور ہو رہا ہے وہ تب ہوگا اگر آپ ہمہ تن متوجہ ہو کر سنیں چنانچہ اللہ نے فرمایا اے مسلمانو جب ہمارا قاری محمد ﷺ پڑھائی کا فریضہ اور وظیفہ ادا کر کے تم کو سنا رہا ہو..... تمہارا فریضہ سننا ہوگا لا تحرکوا بہ السنتکم بلکہ استمعوا لہ و انصتوا

..... امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ فاذا قرانا ہ فاتبع قرآنہ قال فاستمع لہ و انصت تو معلوم ہوا کہ استمعو او انصتوا سے مقصود ہوا کہ لا تحرکوا بالقراءۃ السنتکم آپ ناظرین دیکھیں گے کہ خلفاء راشدین قطعاً امام کے پیچھے قرات کرنے یعنی پڑھنے کے قائل نہیں تھے۔ یہی قانون ایک نہیں کئی آیات میں ذکر ہوا ہے سالم الحواس ظالم کو انکار کی گنجائش نہیں۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری قانون اور قاعدہ قرآن کے صریح خلاف اور اپنے لکھے ہوئے اتباع کے معنی کے خلاف روایت میں تکثیر کے شوق میں روات پر کلی اعتماد کر کے فرماتے ہیں جو امام کی پڑھائی کیساتھ ساتھ پڑھائی نہ کرے صرف سننے پر اکتفا کرے اس کی نماز نہیں ہوتی امام بخاری کی خیانت یا بھول مسلکی تعصب ایک محدث جلیل کو لے گیا کہ حدیث کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ص ۸۶ تا ۹۸۔

الجواب:۔

جہاں تک قرات خلف الامام کا مذہب ہے حنفی ہونے کے ناطے ہم نے اسے بجان و دل اختیار کیا ہے اور ہمارے نزدیک امام صاحب کے دلائل قوی اور اقرب الی الصواب ہیں لیکن ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری وغیرہ حضرات قرات خلف الامام کے قائل ہیں اس لئے یہ مسئلہ حق و باطل کا نہیں بلکہ ترجیح راجح کا ہے اور اس سے تقابل کی شکل اختیار کرنا غلط ہے ان فروعی اختلافات کے باوجود ائمہ کرام اور اسلاف نے اسے حق و باطل کی جنگ قرار نہیں دیا بلکہ اپنی ترجیحات کا ذکر کیا ہے اس لئے اس بارہ میں عامی بلکہ بازاری زبان استعمال کرنا اور فروعیات میں الجھنا اور پھر ان کو بددیانت اور خائن کہنا انتہائی قبیح قسم کی جسارت اور جرات ہے مگر چترو ڑی صاحب کی زبان اور تحریر میں عالمانہ وقار نہیں بلکہ گرا ہوا اور عامی انداز گفتگو ہے اور اس تکبر و زعم میں روز بروز بڑھے جا رہے ہیں کہ میرے جیسا نہ کوئی عالم ہے نہ فقیہ اور مفسر حالانکہ ان کی علمی حالت یہ ہے کہ وہ اسلاف کی بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور بلا سوچے سمجھے غیر محتاط زبان استعمال کرتے چلے جاتے ہیں امام بخاری نے صرف اپنے مذہب سے متعلق روایات حدیث نقل نہیں کی بلکہ روایت کے اعتبار سے جو حدیث ان کو ان

کی شرائط کے مطابق صحیح ملی ہے اسے لے لیا خواہ وہ ان کے فقہی مذہب کے موافق تھی یا مخالف اور اس کا ہر محدث اور عالم قائل ہے کہ بخاری کی شرائط باقی محدثین کے مقابلہ میں سخت اور محتاط ہیں اس لئے جملہ مذاہب کے علماء نے بالاتفاق بخاری کو اصح الکتب بحیثیت جوامع تسلیم کیا ہے مگر ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ ان صاحب کی قلمی اور زبانی آوارگی کا کہ جس کی کوئی بات اپنے کمزور علم وذہن کے خلاف پاتے ہیں فوراً غلیظ اور بازاری انداز کے تبصرے پر اتر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسی عبارت میں اس نے جناب سرور کائنات ﷺ کے بارہ میں بڑی بے باکی بلکہ شرم وحیاء سے عاری ہو کر لکھ دیا تیسرا آپ ﷺ میں جو لا ادری کا اندھیرا تھا وہ جبریل کی پڑھائی سے دور ہو رہا ہے۔ ص ۸۸۔ اس نے اس عبارت میں نبی پاک ﷺ کی شدید گستاخی کی اور آپ نے (لا ادری) میں نہیں جانتا کو اندھیرا قرار دیا جسے دوسرے لفظوں میں انتہائی درجہ کی جہالت کہا جاتا ہے بلکہ قرآن میں تو اندھیرے سے مراد گمراہی بلکہ کفر لیا گیا ہے اور اسے نور ایمان کے مقابلہ میں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیائھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات۔ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو (کفر کے) اندھیروں سے (اسلام کے) نور کی طرف نکالتا ہے اور کفار کے دوست شیطان ہیں جو ان کو نور سے اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں مگر چترو ڑی صاحب اس قدر ''باادب انسان'' ہیں کہ حضور ﷺ کے اندر العیاذ باللہ لا ادری (جہالت) کا اندھیرا مان رہے ہیں۔ گویا کہ پورے دور نبوی میں جب تک آپ پر قرآن کا نزول مکمل نہ ہوا آپ میں جہالت کا اندھیرا رہا کیا ایسے عقیدے کا حامل مسلمان ہے یا ایسے الفاظ بولنے اور لکھنے کی کسی مسلمان کو جرات ہو سکتی ہے؟ امام بخاری نے روات کی صحیح کی شرط پر حدیث رسول کو جمع کیا ہے تا کہ آنے والے لوگ حدیث کے علم صحیح سے محروم نہ

رہیں اور یہی کام اپنی اپنی شرائط کے مطابق دیگر ائمہ حدیث مصنفین کتب نے کیا ہے مگر چتروڑی صاحب اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں چنانچہ انہوں نے بظاہر علمی کمال دکھاتے ہوئے لکھا کہ کافروں کا قدیم زمانہ سے پیشہ چلا آرہا ہے پڑھنے والا اپنا فریضہ ادا کر رہا ہو پڑھ رہا ہو..... اس کے عین مقابلہ میں نعت خوانی..... یاقال قال رسول اللہ کی لڑھ مچا دے گا یا کسی گویے کو تلاوت قرآن شروع کر دے گا اور اس کا استدلال اس قال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن سے کیا اور قرآن پر صاف صاف جھوٹ بولتے ہوئے حدیث رسول کو لڑھ کہہ کر اپنے اندر کی کالک کو ظاہر کر دیا ہے اور پھر امام بخاری پر اس طرح چڑھ دوڑا جس طرح شکاری جانور شکار پر جا پڑتا ہے اور پھر امام بخاری کے بارے کہہ دیا لیکن بخاری قانون اور قاعدہ قرآن کے صریح خلاف لکھتے ہیں جو امام کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ پڑھائی نہ کرے صرف سننے پر اکتفا کرے اس کی نماز نہیں ہوتی ص ۹۳۔ عنوان قائم کیا کہ امام بخاری کی خیانت یا بھول چوک اور آخر میں لکھا مسلکی تعصب یہاں تک ایک محدثِ جلیل کو یہاں تک لے گیا کہ حدیث کا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہمیں ان کی اس آتشی اور گستاخانہ زبان درازی سے سخت افسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص اس قدر آوارہ زبان ہو چکا کہ اخلاق و آداب کی ذرہ بھر پرواہ نہیں امام بخاری سے بڑے بڑے حضرات کو اختلاف تھا اور ہے اور اسی طرح ائمہ اربعہ میں اختلاف ہے بلکہ بہت سے مسائل میں صاحبین اور دیگر شاگردان امام اعظم نے آپ کی رائے سے اختلاف کیا مگر ہر ایک نے زبانی شائستگی کا خیال رکھا اور ایک دوسرے کا احترام قائم رکھا یہ نیک نصیبی صرف چتروڑی کی ہے کہ ان کو جلیل القدر امام بھی اور محسن بھی مانتا ہے اور خیانت کار بھی۔

تقابل نمبر ۴۶

قرآن مقدس، کی ایک سورۃ ہے جو اخلاص کے نام سے مشہور ہے یعنی قل ھو اللہ احد۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری نے راویوں کی روایت کا پس وپیش دیکھے بغیر اور قرآن کے تناظر میں روایت کو پرکھنے کی بجائے صرف درج کتاب کو ہی بہتر سمجھا اور وہ سورۃ (اخلاص) کا حلیہ کچھ اور ہی بتاتے ہیں قال النبی ﷺ ایعجز احدکم ان یقراء ثلث القرآن فقال اللہ الواحد الصمد ثلث القرآن یعنی قل ھو اللہ احد اللہ الصمد کی بجائے سورۃ اخلاص یوں ہے اللہ الواحد الصمد ص ۹۹۔

الجواب:۔

اگر چتروڑی صاحب میں قدرے بھی انصاف کی حس باقی ہوتی تو دانستہ الزام تراشی نہ کرتے اس لئے کہ حدیث میں سورۃ اخلاص کی عظمت بیان کرتے ہوئے اللہ کے پیغمبر نے صرف اتنا فرمایا کہ ثلث قرآن یہی سورۃ ہے جس میں اللہ تعالی کی وحدانیت اور صمدیت بیان ہوئی ہے چنانچہ حاشیہ میں بھی موجود ہے اشارۃ الی سورۃ الاخلاص اذ فیھا ذکر الالوھیت حاشیہ ص ۷۵۰۔

یعنی اللہ الواحد الصمد کہنے میں سورۃ اخلاص کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں ذکر الوہیت ہے چتروڑی صاحب کا یعنی قل ھو اللہ احد کی بجائے سورۃ اخلاص یوں ہے کہنا

دانستہ بددیانتی ہے ورنہ خود بخاری نے جو اس پر باب قائم کیا اس کا عنوان یہ ہے باب فضل قل ھو اللہ احد اور آگے دو حدیثوں میں بھی قل ھو اللہ احد کا ذکر ہے اور تیسری روایت کے اندر اللہ الواحد الخ کے لفظ سے سورۃ اخلاص کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس لئے بخاری نے قطعی طور پر سورۃ اخلاص کے بارہ تبدیلی کا ذکر نہیں کیا اور نہ تحریف کا تاثر دیا ہے یہ چتروڑی صاحب کی اپنی دیانتداری ہے جو بخاری پر تھوپ کر اپنے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وہ سورۃ اخلاص کا حلیہ کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔ (ص ۹۹)

تقابل نمبر ۴۷

قرآن مقدس، اللہ تعالیٰ نے فرمایا فما لکم فی المنافقین فئتین الخ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو مدینہ سے باہر مختلف قبائل میں سے مسلمان ہو گئے تھے ان سے کہا گیا تھا مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آجاؤ مگر ان نو مسلم لوگوں نے اس حکم کی عمداً تعمیل نہ کی اس میں اختلاف ہو گیا کہ ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے ان کو بھی پورے قبیلے کہ طرح قتل کیا جائے یا نہ۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ ص ۱۰۰۔

بخاری محدث:۔

لیکن اخباری آدمی کا مطمح نظر چونکہ روایات جمع کرنا ہوتا ہے قرآن پاک کی بصیرت حاصل کرنا ان کا شغل نہیں ہوتا اس لئے امام بخاری نے بڑے وثوق کے ساتھ ایک روایت درج کتاب کر کے قرآن کے صریح خلاف عدی بن ثابت کٹر رافضی پر اعتماد کر لیا اور فرمایا کہ یہ آیت منافقین مدینہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق نازل ہوئی ہیں ورنہ حتی

یھاجروا فی سبیل اللہ بانگ دہل کہہ رہا ہے کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آنے والے باہر کے لوگ ہوں گے خود مدینہ کے منافق کا ہجرت کرنا کیا تک بنتا؟ لما خرج النبی الی احد رجع ناس ۔۔۔۔ حالانکہ یہ ساری داستان جھوٹی بنائی ہے یعنی راویوں نے ص ۱۰۱، ۱۰۲۔

ان کو ہجرت کا حکم کہاں سے اور کس شہر کے لئے وہ خود مدینہ میں سکونت رکھتے تھے۔ ص ۱۰۳

الجواب:۔

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ دس آدمی مکہ سے آئے پھر مرتد ہو کر واپس چلے گئے ان کے حق میں نازل ہوئی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے ظاہر میل جول رکھتے تھے مگر باطن میں ایمان نہ لائے تھے۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ احد میں جو لوگ بھاگ کر چلے گئے تھے ان کے حق میں نازل ہوئی اور بخاری میں بھی یہی ہے اور جو تفسیر چترو ڑی صاحب نے بیان کی اس کا ذکر کہیں نہیں ہے یہ ان کی خانہ ساز بات ہے جس کو قرآن پر تھوپ دیا اور اپنی گھڑی ہوئی تفسیر کے خلاف بخاری پر طعن اور اخباری آدمی ہونے کا الزام لگا کر اپنی لعنتی راویت کو اختیار کیا ورنہ اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کہ ابن ابی اگرچہ مدینہ شہر میں رہتا تھا مگر اس کی پارٹی میں وہ منافق بھی شامل تھے جو مدینہ کے دیہات سے آئے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن نے صاف فرمایا۔ وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم ۔سورۃ توبہ۔ پ ۱۱۔

چنانچہ واضح ہو گیا کہ ان لوگوں کو جو مدینہ سے باہر رہتے تھے انہیں ہجرت کا حکم دیا گیا اور

ایک آیت کے کئی شان نزول بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اس کے بھی مختلف شان نزول بیان ہوئے مگر چترو ڑی صاحب کو چونکہ امام بخاری سے کدورت ہے اس لئے ان کے خلاف زہر اگلنا کارِ ثواب سمجھتے ہیں ورنہ رجع الناس سے واضح ہے کہ ابن ابی نہیں بلکہ تین سو سے زائد منافقین کی بات ہے جو مدینہ وحوالی مدینہ میں تھے۔

تقابل نمبر ۴۸

قرآن مقدس، والذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ان دونوں آیتوں میں مال فے کے مصرف کا بیان ہے ان میں سے کسی آیت کے ٹکڑے کے ساتھ اور کسی قصے کا تعلق نہ ہے۔

بخاری محدث:۔

لیکن داد دیجئے امام بخاری کی قرآن دانی کی کہ وہ اپنی صحیح میں ابو حازم اشجعی اور اس ایسے افسانہ گو راویوں پر اعتماد کر کے بے تکان ایک قصے کو آیت کے ایک ٹکڑے ویوثرون علی انفسھم کا شان نزول قرار دیتے ہیں صحیح بخاری جلد ا ص ۵۳۵۔ کتاب المناقب میں وہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کو ایک صحابی میزبان بن کر گھر لے گئے اور وہ میاں بیوی دونوں چراغ بجھا کر خالی چبکارے مارتے رہے صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو جو تم نے کیا اللہ اس پر ویوثرون علی انفسھم آیت کا ٹکڑا نازل فرما دیا ہے ص ۱۰۳، ۱۰۴۔

الجواب:۔

سب سے پہلی دیانت تو چتروڑی نے یہ کی کہ انہوں نے کتاب المناقب کا ذکر کیا لیکن مناقب الانصار کے عنوان کو چھوڑ دیا اور حدیث کے ان الفاظ کا ذکر بھی نہیں کیا جن میں انصاری صحابی کا ذکر ہے الفاظ حدیث دیکھیے فقال رسول اللہ ﷺ من یضم او یضیف ھذا فقال رجل من الانصار انا ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس مہمان کو کون ملائے گا یا فرمایا یا مہمان بنائے گا۔تو ایک انصاری صحابی نے عرض کیا میں (مہمان بناؤں گا) آیت بھی انصار کی مدح میں ہے و یوثرون علی انفسھم اور کیا عجب ہے کہ اسی موقع پر ہی یہ واقعہ پیش آیا ہو جس موقعہ پر اللہ نے مصارف فے کو بیان کیا اور جناب سرور کائنات ﷺ نے اس جملے میں آیت کے نزول کا سبب ارشاد فرمادیا ہو مگر اسلاف سے بغض وعناد رکھنے والے شخص کو ادب واخلاق اور اسلاف کی قدردانی کا کیا تصور یا خیال آسکتا تھا؟ کاش کہ اسی آیت کی اگلی آیت والذین جائو امن بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنو ربنا انک رئوف رحیم .

اور (اس مال فے کے مستحق) وہ بھی ہیں جو بعد میں آئے جو کہتے ہیں اے ہمارا رب ہمیں اور ہم سے پہلے ایمان میں سبقت کرنے والے لوگوں کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کا بیر (حسد) نہ کر اے ہمارے رب آپ ہی نرمی والے اور مہربان ہیں علماء نے لکھا ہے جو اسلاف سے دشمنی رکھے وہ مسلمانوں کے مال فے کا حق دار نہیں چنانچہ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو چتروڑی گستاخ مال فے کے حق سے محروم رہتا اس لئے کہ بعد والوں کے استحقاق کے لئے اسلاف سے دل صاف رکھنا ان سے محبت اور ان کے حق میں

دعا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور اس والذین جاءوا من بعدھم میں قیامت تک کے سب مومن شامل ہیں بغیر آپ کے اس لئے کہ آپ کے دل میں اسلاف امت کا بیر اور حسد اور دشمنی ہے اس نص قطعی نے ایمان والوں کو طعن اسلاف سے منع کیا اور ان کے حق میں دعا کی ترغیب دی مگر چترو ڑی صاحب اس حکم ربانی کی صاف حکم عدولی کر رہے ہیں اور خالی چبکارے مارنے جیسے سوقیانہ جملے ادا کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت جیسے باقی انصار کے حق میں بھی اتری ویسے ہی اس خاص صحابی جو اس صفت سے موصوف تھا ان کے حق میں بھی اتری مگر اسلاف کا گستاخ قرآنی نص قطعی کی اوصاف حمیدہ کیسے اختیار کرے؟ اس نے تو ہر کام میں بدظنی کو اپنی حقانیت کی دلیل بنا لیا ہے جب کہ قرآن نے فرمایا ان بعض الظن اثم بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے تو وقت کے مسلم جلیل محدث سے بدظنی کس قدر بری ہوگی جناب ''قرآن دان'' بچالے اپنا ایمان یقین رکھیئے آپ کو ازلی دشمن بہکا کر اسلاف سے بدظن کر کے قعر میں لے جانا چاہتا ہے بہتر ہے توبہ کرلیں آپ اپنے تئیں عالم بنے ہوئے ہیں اور آپ کی قصہ گوئی اور قرآن کے نام پر تفسیر بالرائے سے ہزاروں گمراہ ہو رہے ہیں جن کا وزر اضلال آپ پر ہوگا قبر حشر آخرت کا معاملہ سخت ہے خود بچیں اور دوسروں کو بھی گمراہ نہ کریں۔

تقابل نمبر ۴۹

قرآن مقدس، اللہ تعالی نے قرآن میں تصریح فرمائی کہ اللہ تعالی کی وحی نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تھا جنات کے گروہ نے بڑی توجہ سے قرآن سنا ہے قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن .

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری راویوں کے چکر میں پھنس کر فرماتے ہیں کہ آپ کو جنات کے آ کر قرآن سننے کی اطلاع ایک درخت نے دی تھی حدثنی ابو ک یعنی عبد اللہ انہ اذنت بھم الشجرہ ۔بخاری ص ۵۴۴۔حالانکہ بخاری نے باب قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن غیر شعوری حالت میں لکھ دیا ص ۱۰۵۔

الجواب:۔

امام بخاری نے بے شعوری میں نہیں بالکل شعور کی حالت میں لکھا ہے اور علماء نے بھی شعور کی حالت میں پڑھا اور بارہ صدیوں تک پڑھا پڑھایا مگر آپ کو اگر شعور ہو تو اس میں کوئی تباین نہیں پہلی بات یہ ہے کہ جنات نے ہو سکتا ہے جب قرآن سنا تھا اللہ تعالی نے پہلے درخت کو گویائی دے کر ایک غیر معمولی معجزے سے آپ کو بتا دیا ہو اور پھر نزول قرآن سے بھی اس کی اطلاع ہو گئی ہو۔نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے مطابق جنات کی آمد کئی بار ہوئی اور بعض میں آپ حضور کے ساتھ تھے بعض میں نہ تھے۔اگر آپ میں شعور ہو تو کتب حدیث کے شروح میں دیکھ سکتے ہیں مگر جسکا نہ اصول ہو نہ فروع جو باپ کو مشرک کہے اساتذہ کو مشرک و کافر قرار دے اپنے پیر کو مشرک کہے اور بلا دلیل اپنی بات کو وحی پر مقدم رکھے یعنی قرآن کی تفسیر من مرضی سے کر کے اسلاف کے خلاف زبان درازی کرے اور ادب سے عاری ہو اسے کیا پرواہ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم شد از فضل رب
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس زند
میلش اندر طعنہ نیکاں دہد

تقابل نمبر ۵۰

قرآن مقدس، اللہ تعالی نے معذور لوگوں کے علاوہ جہاد نہ کرنے والوں پر جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا لا یستوی القاعدون تو معذور بھی سمجھ گئے اور ان کو تسلی بھی ہوگئی۔

بخاری محدث، رب کی شان میں گستاخی:۔

لیکن بخاری صاحب قرآن کی عبارت سے سخت بے اعتنائی کرتے ہوئے کئی مرتبہ اپنی کتاب میں ٹانک دیتے ہیں کہ آیت میں غیر اولی الضرر پہلے نازل نہیں ہوا تھا ابن ام مکتوم کے کہنے پر اللہ کے رسول ﷺ نے از خود آیت میں لکھوا دیا زید بن ثابتؓ لا یستوی القاعدون من المومنین لکھ چکے تو ابن ام مکتوم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں معذور ہوں ورنہ جہاد کے لئے دل مچلتا ہے کیا کروں؟ تو اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے غیر اولی الضرر خود لکھوا دیا اور فرمایا اللہ نے اب نازل کر دیا ہے لما نزلت لا یستوی القاعدون من المومنین فدعا رسول اللہ زید افجاء بکتف فکتبها وشکیٰ ابن ام مکتوم ضرار ته فنزلت لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر۔ص ۳۹۷۔

الجواب:۔

عجیب حالت ہے اس نگوں اختر ''شریف انسان'' کی دانستہ تکذیب خدا اور رسول ﷺ پر کمر بستہ ہے اس لئے حدیث کا ترجمہ نہ کیا تا کہ میں اپنے جاہل اور اپنے جیسے گستاخ چیلوں اور

فرقے کے لوگوں کو بھی دھوکہ دے سکوں مگر وما یخدعون الا انفسھم کیا اسے پتہ نہیں تھا کہ علماء کرام اس سارے مکر کے پردہ کو چاک کر دیں گے۔ اللہ کرے کہ آپ کی بانسری اور موسیقی کے عاشق اور گپ باز (وگتیال) کے سحر سے نکل کر آخرت بچا سکیں اور ان کے سامنے اس بوڑھی ملکہ ترنم کی حقیقت آ سکے پہلے ترجمہ حدیث پڑھیے پھر انصاف کیجئے جب لا یستوی القاعدون من المومنین (والی آیت) نازل ہوئی تو رسول ﷺ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا وہ آئے اور لکھ دیا اور ابن ام مکتوم نے اپنی معذوری بتائی تو لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر (کا جملہ) نازل ہوا۔ محض ترجمہ پڑھ لیں اور متعصب حاسد گستاخ چتر وڑی کا ذات نبوی ﷺ پر اتہام اور الزام کہ رسول ﷺ نے از خود آیت میں لکھوا دیا جب کہ الفاظ حدیث میں صاف موجود ہے کہ فنزلت لا یستوی القاعدون غیر اولی الضرر۔ اب جو شخص اس قدر جھوٹ کی مشق رکھتا ہے کہ بخاری کے ضد میں ذات رسول ﷺ پر الزام تراشی اور جھوٹ سے نہیں چوکتا جبکہ فرمان نبوی ﷺ ہے من کذب علی متعمدا فلیتبو ء مقعدہ من النار جو میرے اوپر جان بوجھ کر جھوت بولے تو اسے چاہئے جہنم میں ٹھکانا ڈھونڈے اس لئے ہم اس کے حواریوں سے کہیں گے اس کے پیچھے لگ کر تمہیں اپنی آخرت کی فکر کیوں نہیں آتی؟ اب تو گلوکاری بھی ختم ہے بس کئی دن اس کی موسیقی کے مزے لے لئے اور بس۔

تقابل نمبر ۵۱

قرآن مقدس، کا اصل موضوع اللہ کی سوز و پکار ہے اللہ سے دعا کرنا..... اور اس کا ذکر کرتے چیخنا چلانا اور جہر کرنا یہ شان الوہیت میں سخت بے ادبی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا لا تدعون اصم ولا غائب جب زور زور سے صحابہ نے تکبیر کہی۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری محدث تو نہ قرآن مقدس کی پرواہ کرتے ہیں کہ اونچی آمین یہ آیت کے نزول سے پہلے کہی گئی یا نزول آیت کے بعد بھی..... باب تو باندھتے ہیں جھر بالتامین لیکن تحت الباب حدیث سے آمین کا جہر ثابت نہیں ہوتا۔۔

الجواب:۔

اس میں شک نہیں کہ آمین آہستہ کہنا عند الحنفیہ افضل ہے مگر دیگر ائمہ ثلاثہ اس میں جہر کو افضل فرماتے ہیں اور سب ائمہ کے نزدیک دونوں صورتیں جائز ہیں یہ مسئلہ صرف امام بخاری کا نہیں اگر چتروڑی کی سنیں اور استدلال کے انداز کو دیکھیں تو جہر حرام اور سر فرض معلوم ہوتا ہے جبکہ آمین تو بالتبع دعا ہے مگر دعا جو خطبات میں اور آیات دعا تلاوت میں نیز دعائیہ جملے خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین و حج میں اور مختلف دعاؤں کے اوقات میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کا بالجہر پڑھنا اور امت کا اس پر معمول اختیار کرنا ثابت ہے بھی اس شریف کے نزدیک حرام ہوگا اور اس کے خیال میں اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے العیاذ باللہ جہراً دعا کر کے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی؟ جب آدمی ہوش و حواس کھو بیٹھے ضد اور حسد کی آگ میں جلے اور تکبر و غرور کی بھٹی میں پکے تو اس کی زبان و قلم سے کون سی خیر صادر ہوگی خدا و رسول اور امت کے اسلاف کا بے ادب جہر بالتامین کو اللہ کی شان میں گستاخی بے ادبی قرار دے رہا ہے نہیں سوچتا اس زہریلے تیر سے کس کس مقدس شخصیات کو مجروح کر رہا ہے۔ اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت۔

تقابل نمبر ۵۲

قرآن مقدس، موصوف لکھتا ہے قرآن مقدس کا بیان ہے کہ نماز میں اگر خشوع نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی اور جو خشوع کرے وہ نہ تو کپڑے پر نظر رکھ سکتا ہے نہ دائیں بائیں التفات فی الصلوۃ کر سکتا ہے..... الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ پس پردہ غیب جاننے والا صرف اللہ کی ذات ہے لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار ۔۔۔۔صرف اللہ کی ذات ہے خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ما اعلم وراء جداری ۔جبکہ آپ کی اونٹنی پسِ پردہ ہو گئی تھی۔

بخاری محدث:۔

لیکن بخاری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے مقتدیوں کے خشوع کو بھی ان کے دلوں میں دیکھ لیتے تھے واللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم وانی لاراکم وراء ظهری۔ص ۱۰۸ تا ۱۱۰۔

الجواب:۔

جیسا کہ موصوف کی اکثر عبارات بے تکی ہوتی ہیں یہ عبارت بھی ایسے ہی ہے سکول کا ابتدائی طالب علم بھی اس سے بہتر فقرہ بنا سکتا جو چترو ڑی صاحب لکھتے ہیں پس پردہ غیب جاننے والا اللہ کی ذات ہے۔

کیا خشوع کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

یہ بات علیحدہ ہے کہ قبولیت نماز اخلاص پر ہے مگر نماز کے فرائض وواجبات کے ادا کر لینے والے سے نماز کی فرضیت سر سے اتر جاتی ہے مگر چتر وڑی کے نزدیک اس کی نماز ہی نہیں ہوتی اور پھر خشوع کی تعریف فرماتے ہیں جو خشوع کرے وہ نہ تو کپڑے پر نظر رکھ سکتا ہے اور نہ دائیں بائیں التفات کر سکتا ہے خلاصہ یہ نکلا کہ اگر نماز میں کپڑے کو دیکھ لے یا ادھر ادھر التفات کرے تو خلوص ختم اور جب خلوص ختم تو نماز ختم یہ ہے چتر وڑی صاحب کا فقہی وعلمی کمال اور پھر عیاری سے اپنی خود ساختہ خلوص کی تعریف کے بعد اس سے ہٹ کر یہ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے مقتدیوں کے خلوص کو ان کے دل میں دیکھ لیتے تھے گویا اب خلوص ظاہر سے باطن کی طرف منتقل ہو گیا اور مقتدیوں کے دل کا خلوص آپ ﷺ پیٹھ کے پیچھے دیکھ لیتے تھے میں تبدیل ہو گیا اندازہ کریں کہ موصوف کس طرح چکر بازی سے کام لے رہے ہیں کیا اگر امام کی نظر اپنے پیچھے والے مقتدیوں پر چلی جائے تو اس سے ان کے دل کے خلوص کو دیکھ لینا بھی لازم آجاتا ہے؟ ہرگز نہیں مگر چتر وڑی کمال دیانت سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پیٹھ کے پیچھے مقتدیوں کے دل کا خلوص دیکھ لیتے تھے جب کہ بات دراصل اتنی ہے کہ بفرمان نبوی ﷺ بطور معجزہ آپ کو حالت نماز میں اللہ تعالیٰ پس پشت نظر میں وسعت فرما کر دکھلا دیتے تھے عام آدمی بھی جب اپنے سینہ پر نظر رکھے تو دائیں بائیں پہلو تک اس کی نظر پھیل جاتی ہے اور پہلو میں مقتدیوں کے حال کا پتہ چل جاتا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی نظر اس قدر زیادہ پھیل جاتی تھی کہ آپ ﷺ پچھلوں کو دیکھ لیتے تھے اور اس سے آپ کے دل کے خشوع میں کوئی فرق

نہ آتا تھا اس خشوع سے مراد جو آپ ﷺ دیکھتے تھے دل کا خشوع نہیں ظاہری حالت خشوع مراد ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ بطور معجزہ حالت نماز میں مقتدیوں کے حال کو دیکھ لیتے تھے مگر چتر وڑی صاحب نے سینہ زوری سے نماز میں ادھر ادھر نظر چلے جانے کو حرام قرار دے کر پیغمبر پاک ﷺ کو فعل حرام کا مرتکب قرار دیا اور ظاہری خشوع کو دل کا خلوص قرار دے کر یہ دعویٰ کر ڈالا کہ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے حقیقت یہ ہے کہ نہ مقتدیوں پر نظر پڑ جانا حرام ہے اور نہ ظاہری خشوع کی صورت کو دیکھ لینے سے دل کے حال کا علم ہونا لازم آتا ہے اور نہ اس سے علم غیب کا کوئی تعلق ہے۔ چتر وڑی صاحب محض الزام تراشی کا شوق پورا کر رہے ہیں۔

تقابل نمبر ۵۳

قرآن مقدس، قرآن مقدس میں صاف لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی کوشش اور محنت اور منت کے باوجود ابو طالب کفر پر اڑا رہا اور کفر پر ہی مر گیا اور اللہ نے انک لا تھدی من احببت آیت بھی اسی کے کفر پر نص فرمائی۔ ص ۱۱۰۔

بخاری محدث:۔

لیکن امام بخاری کہتے ہیں کہ ابو طالب جو کفر قبیح پر مرا تھا وہ آپ ﷺ کی وجہ سے اگرچہ ایمان نہیں لایا تھا لیکن آپ کی وجہ سے عذاب کبیر سے بچا لیا گیا۔ ص ۱۱۰۔

الجواب:۔

موصوف سے گزارش ہے کہ کیا واقعی قرآن میں ابوطالب کا نام صاف لکھا ہوا ہے، اگر نہیں تو آپ نے قرآن میں صاف لکھا ہے کہ لفظ کو لکھ کر قرآن پر صاف جھوٹ کیوں بولا؟ اور افتراء کیوں کی؟ اور مفتری علی القرآن مفتری علی اللہ بن کر انما یفتری الکذب الذین لا یومنون کا مصداق بنے یہ آیت ابوطالب کے بارہ میں اتری کا لفظ روایات حدیث میں قرآن میں نہیں ہے۔ مگر موصوف کو اتنا ہوش نہیں رہا کہ ابوطالب کا نام قرآن میں نہیں حدیث کے مطابق شان نزول میں آیا ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ آپ سے جب حضرت عباس نے عرض کیا کہ حضور وہ آپ کی تکالیف میں ہمنوا رہے ما اغنیت من عمک فانہ کان یحوطک ویغضب لک کہ ابوطالب آپ کی حفاظت کرتے آپ کی وجہ سے لوگوں پر غضب ناک ہو جاتے تو ان کو آپ کی جانب سے کیا فائدہ ہوا تو آپ نے فرمایا فانہ فی ضحضاح من نار کہ وہ میری وجہ سے آگ کے ایسے چشمہ آب میں ہوں گے جو انکے پاؤں تک آئے گا جس سے ان کا دماغ کھول جائے گا اور یہ آپ کی شفاعت کی بناء پر اطلاع ربانی سے آپ کو بتایا گیا رہے اسکے احسانات ذات نبوی پر اور آپ سے شفقت اور حفاظ اور شعب ابی طالب میں تین سال محبوس رہنا اس میں شک نہیں کہ یہ سب مشقتیں ابوطالب نے جھیلیں اور آپ کا ہر مقام پر تحفظ کیا جس کے نتیجہ میں اللہ نے ان کے کفر کی بناء پر اگرچہ سزا تو دی مگر اس کے اندر تخفیف پیدا کر دی آپ نے فرمایا اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوتے یہ ہے فرمان نبوی جس کی تکذیب کر کے چتر وڑی نے اپنی آخرت کا سرمایہ تیار کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابوطالب قوم سے متاثر ہو کر اپنا نقصان کر بیٹھا مگر آپ پر اس کی قربانیاں اس قدر تھیں اور شفقت و محبت

کہ اس کا انکار صرف چترو ڑی کر سکتا ہے کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

تقابل نمبر ۵۴

قرآن مقدس، سورۃ ہود میں آخری آیت الا انھم یثنون صدورھم الخ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اعلان رسالت فرمایا تو اہل مکہ پر لازم تھا کہ آپ ﷺ سے مل کر دین حق کو سمجھنے کی کوشش کرتے انہوں نے فرار کا راستہ اختیار کیا چند لوگ بیٹھے ہوئے اگر محسوس کر لیتے کہ محمد ﷺ ہماری طرف آ رہے ہیں تو وہاں سے منتشر ہو جاتے۔ ص ۱۱۲۔

محدث بخاری:۔

امام بخاری نے ابن جریج کی طریق سے آیت کی جو درگت بنائی ہے ملاحظہ کریں اور قرآن کی آیت یثنون صدورھم کو یثنونی صدورھم سے روایت کرنا بھی دیکھیں کہ امام بخاری کی قرآن کی طرف کس قدر توجہ تھی اور فرماتے ہیں اناس کانوا یستحیون ان یتخلوا فیفضوا الی السماء وان یجامعوا نساء ھم فیفضوا الی السماء فنزل ذالک فیھم بخاری ص ۶۷۷۔

دیکھئے آیت میں تحریف لفظی کے علاوہ تحریف معنوی کتنی بے دردی سے کی گئی ہے اور منسوب کی گئی ہے ابن عباس کی طرف حالانکہ بخاری کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قرآن کا لفظ یثنون ہے نہ کہ یثنونی اور امام بخاری کے ہاتھ کیا آیا سوائے اس کے کہ قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ کا دروازہ کھول دیا۔ ص ۱۱۳۔

الجواب:۔

اس میں بھی چتروڑگڑھی صاحب نے اپنی افتادطبع کے مطابق عیاری سے کام لیا ہے نہ امام بخاری نے اس میں لفظی تحریف کی ہے اور نہ معنوی البتہ موصوف نے اس جملہ میں اپنا ادبی کمال ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام بخاری نے قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ کا دروازہ کھول دیا ہے نہیں معلوم کہ ادیب صاحب کیا فرمانا چاہتے ہیں امام بخاری نے قرآن فہمی میں رکاوٹ کا دروازہ کھول دیا دروازہ کھولنے کا معنی تو یہ بنتا ہے کہ رکاوٹ ہٹادی اس لئے انہیں فرمانا چاہئے تھا کہ امام بخاری نے قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کردی نا کہ رکاوٹ کا دروازہ کھول دیا۔اس آیت کی تفسیر بارہ علامہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی راقم ہیں کہ آیت کے شان نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے اور صحیح ترین روایت ابن عباس بخاری میں ہے کہ بعض مسلمانوں پر اس قدر حیاء کا غلبہ تھا کہ وہ کسی حصہ بدن کو برہنہ کرنے سے شرماتے تھے اس لئے قرآن نے الاحین یستغشون ثیابھم فرما کر ان کی اصلاح فرمادی یعنی اگر بوقت ضرورت بدن کھولنے میں خدا سے حیا آتی ہے تو کپڑے پہننے کی صورت میں بھی تمہارا ظاہر و باطن کیا خدا کے سامنے چھپا نہیں ہوتا۔اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ تفسیر صحیح ترین تفسیر ہے اور اسی سے مسلمانوں کے حیاء کی تعریف کر کے ان کو اس میں توازن پیدا کرنے کا فرمایا گیا ہے اس اعتبار سے واضح ہو گیا کہ آیت کی معنوی تفسیر صحیح ہے اور اس میں معنوی تحریف نہیں کی گئی رہا لفظ یثنونی امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں باب الا انھم یثنون صدورھم لکھا ہے اور مجاہد کی تفسیر میں بھی یثنون نقل کیا البتہ قراتوں کے بارے بتایا گیا کہ محمد بن عباد کہتے ہیں انہ سمع ابن عباس یقرئو الا انھم یثنونی اور ایک میں تثنونی اور ایک قرات ابن عباس و یثنون صدورھم ہے

معلوم ہوا یہ اختلاف قرات کی بات ہے تحریف کی نہیں مگر چتروڑی صاحب نے شیعی زبان بولتے ہوئے اس کو قرآنی لفظی تحریف قرار دے کر شیعہ کو کتب اہل سنت سے تحریف کے اثبات کا موقع فراہم کیا ہے رہی چتروڑی صاحب کی خود ساختہ تفسیر وہ نہ عبارت النص سے ثابت ہے اور نہ وہ اس بارہ میں کسی مفسر کا قول پیش کر سکے ہیں اور ایک روایت میں ابن عباس سے یثنون علی بھی امام بخاری نے نقل کیا ہے مگر قرات مشہورہ یثنون ہے اور یثنونی اور یثنون علی اور تثنونی و یثنون میں مفہوم کا کوئی فرق نہیں تثنونی و یثنونی اور یثنون علی کا معنی ہے (اللہ فرماتے ہیں) میرے آگے سینے جھکاتے ہیں اور محض یثنون کا ترجمہ بنتا ہے وہ سینوں کو جھکاتے ہیں جبکہ سب کا مطلب یہی ہے کہ بوجہ شرم وحیا جو لوگ اللہ سے سینہ کو جھکاتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر حال میں اللہ کے سامنے ہوتے ہیں اگر چہ کپڑے لپٹے ہوئے بھی ہوں۔

ان گزارشات سے واضح ہوا کہ امام بخاری نے جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے اور قرات کا اختلاف نقل فرمادیا ہے جو خالص علمی مسئلہ ہے۔

چتروڑی صاحب کا خاتمہ کتاب

فرماتے ہیں خاتمہ اعتزار جزو اول یہاں ختم ہوتی ہے انشاء اللہ جزو دوئم بھی ہدیہ ناظرین کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ امام بخاری کی کتاب الصحیح البخاری کو عوام وخاص میں پذیرائی حاصل ہے جو دقائق حدیثیہ انہوں نے ذکر کئے ہیں وہ من جملہ واقعی بتصدیق علما و حدیث آخرین صحیح ہے اور وہ دین کی خدمات کی عظیم کڑی ہیں ان کا انکار حدیث رسول ﷺ کے انکار کے مترادف ہے اگر چہ من کل الوجوہ بخاری کو اصح تو در کنار صحیح کہنا بھی

مشکل ہے ہمارے خیال میں امام بخاری کی قدر و جلالت کو بار آور نہ دیکھنے کیلئے منافق قسم کے لعنتی راویوں نے یہ ساری تخریب کاری کی ہے لہذا امام بخاری کو مطعون کرنے کی بجائے یہ سارا طعن رواۃ پر آتا ہے ورنہ فی نفسہ بخاری صاحب جلیل القدر اور بڑے پائے کے محدث متدین عالم تھے۔ص ۱۱۴۔

اعتذار بر اعتذار (بتمثیل)

عذر گناہ بدتر از گناہ:۔

مکرم چتروڑی صاحب کیا کہنا آپ کی دیانت علم، ادب اور مضمون نگاری اور عنوانی جواہر پاروں اور زود پشیمانی اور مگر مچھ کے آنسو بہانے اور بخاری کی جلالت قدر اور ان کے متدین عالم ہونے اور بڑے پائے کے محدث ہونے کے اقرار کا اور بخاری کی کتاب اور انکی ان احادیث کا جو آپ کے ذہن کے مطابق ہیں ان سے انکار کو انکار حدیث کے مترادف کہنے کا آپ کے علمی جواہر پاروں میں یہ عنوان بھی ایک دلچسپ گوہر اور بیش بہا تحفہ ہے کہ خاتمہ اعتزار مگر ہم جیسے کم علم اس کا مفہوم نہیں سمجھ پا رہے اور یوں محسوس کر رہے ہیں جیسے کہ حالت نشہ میں علامہ اقبال کے بیٹے نے خانیوال کے ضلع بننے پر جبکہ وہ غالباً لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے حالت خود رفتگی میں فرمانے لگے مجھے خانیوال کے صوبہ بننے پر بڑی خوشی ہوئی آپ کے بھی اس عنوان سے قدرے یہی جھلک ملی کہ آپ نے خاتمہ اعتزار کا جملہ لکھا جس کا معنی ہم سادہ لوحوں نے یہ سمجھا کہ عذر و معذرت کرنے کا آپ نے خاتمہ فرمالیا ہے اور آئندہ مزید قلمی جواہر پارے بکھیرنے کا اعلان کیا ورنہ اگر واقعی

آپ معذرت فرماتے تو لکھتے خاتمہ واعتذار اور بڑی دیانت داری اور مومنانہ بصیرت وعقل مندی اور باشعوری کا اظہار فرماتے ہوئے اعلان کر دیا کہ بعض شرطوں کے ساتھ بخاری کی بعض روایات کا انکار حدیث رسول ﷺ کے انکار کے مترادف ہے ہم معذرت کیساتھ عرض کرتے ہیں کہ جن احادیث بخاری کے خلاف آپ نے گوہر فشانی کی ہے ان کا انکار کرنے والا نہ صرف منکر حدیث ہے بلکہ مفتری بھی ہے اور محرف قرآن اور تفسیر بالرائے کا عادی اور اس کے انجام کا پورا حق دار مگر پچھلی عبارات میں بخاری کو خدا اور رسول وصحابہ کی توہین کا مرتکب دشمن اور مخالف رسول قرآن کے علم سے بے بہرہ، بے بصیرت راویوں کے چکر میں پھنسنے والا، غیر متدین، دھوکے باز، امام ابوحنیفہ کو خداع کہنے کا مجرم قرار دینے کے بعد ان لفاظی جملوں کے جھول میں اپنے فعل کی تاویل یا کم از کم تصغیر کرنا عجیب قسم کی منافقانہ چالاکی ہی نہیں بلکہ عیاری بھی ہے ورنہ بقول موصوف جو شخص اس قدر علمی بصیرت نہیں رکھتا اور جمع حدیث میں شیعہ اور منافق راویوں کی روایات لیتا ہے اور وہ خدا اور رسول کی توہین کرتا اور الزام تراشی کرتا ہے بذات خود وہ کیسے قابل اعتماد اور عادل رہ سکتا ہے؟ اور اس کی روایات اور کتاب کا کیا اعتبار۔ موصوف کا بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے استادوں پر لعنت کی گردان کرنا اور خود اس کے انجام کا حق دار بننا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر اللہ کی خاص گرفت ہے اور اپنی آخری زندگی کو ذود وجہین بنا کر لسانِ نار کا شوق پورا کرنا کسی خوش نصیبی کا نام نہیں اس لئے ہم بھی آپ سے اعتذار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اس پوری بے دینی اور نفاق سے بھری بہتانات والزامات اور گستاخیوں پر مبنی تحریر سے توبہ کر کے عوام میں توبہ نامہ شائع کر کے سچے مسلمان بن جائیں ورنہ ان بطش ربک لشدید کا منظر نہ بھولیں اور ہم سے آپ کی سنگین گستاخیوں پر گرفت کرنے میں قدرے جذباتی انداز بھی ظاہر ہو گیا ہے جو ایک فطری تقاضہ تھا۔ ہم معذرت خواہ ہیں مگر پھر بھی یہی مشورہ دیں گے کہ اب توبہ کر لیں

تو بہتر رہے گا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر جزو دوئم آپ نے لکھا (جیسا کہ فرمایا ہے) تو ہمارا قلم بھی اس کا بھی پورا دفاع کرے گا انشاء اللہ اور جو آپ انداز اسلاف کے بارے اختیار کریں گے الا من ظلم کے تحت ہم بھی جہر بالسوء پر مجبور ہوں گے اس لئے اچھا یہی ہے کہ اپنی اس زبان گوہر فشاں کو بند رکھیں اور رہی سہی کسر پوری نہ کرا بیٹھیں۔

اور کہتے ہیں کہ

اپنی اداؤں پہ ذرا غور کرد
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اور

مت کیجئے فکر یار زندہ صحبت باقی

اگر آپ نے دوبارہ زبان کھولی تو یاد رکھیئے ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں اور ہاتھ میں قلم۔

اپنے قاریوں سے معذرت کے ساتھ

آپ لوگوں کو شاید شکوہ ہو کہ زبان و قلم سخت ہو گئے مگر ہم معذور ہیں کہ جو الفاظ ان صاحب نے اسلاف خاص کر بخاری اور بے قصور روات بخاری کے خلاف لکھے ہیں انہی کی وجہ سے ہم نے دفاعی پوزیشن میں جواب دے کر چتر وڑی صاحب کو بتایا ہے کہ جب کوئی شخص شیش محل میں بیٹھ کر سنگ باری کرے گا تو باہر سے آنے والا پتھر شیش محل اور اس کے اندر بیٹھے نشانہ باز کی درگت ضرور بنا دے گا۔

آخر میں

ان لوگوں سے جو چترو ڑی صاحب کے اداکارانہ لہجے اور موسیقی میں قرآن پڑھنے پر عاشق ہو کر گمراہی میں پڑ چکے ہیں عرض کریں گے کہ اپنے امام کو اس سے توبہ کرائیں اور اس کا توبہ نامہ مع معذرت شائع کرائیں اور گندے عقیدے سے جو توحید کے مقدس عنوان پر توہین انبیاء وصحابہ اسلاف واکابر اہل سنت کرنے والے کی حقیقت کے واضح ہونے پر توبہ کرلیں اور اگر یہ توبہ نہ کریں جیسا کہ عین امید ہے تو آپ خود اس سے بے زار ہوں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ فاسئل التوفیق لکم ولنا بالتوبہ عن افساد العقائد والاعمال .

فقط:

فقیر محمد عبدالکریم نعمانی

غفراللہ لہ۔

برادران اہل سنت سے اپیل

بندہ گناہ گار فقیر محمد عبد الکریم نعمانی اپنے دینی بھائیوں حضرات اہل السنۃ والجماعۃ سے درخواست کرتا ہے کہ بندہ کا ارادہ ہے کہ دین اسلام اور مذہب حق اہلسنت والجماعت کا دفاع اور ہر اس فتنہ کا تعاقب کیا جائے جو دین اسلام و مذہب اہلسنت حنفیہ (کتاب وسنت اور فقہ) کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آپ ﷺ کے اہل بیت ازواج واولاد اور صحابہ کرام کے خلاف طعن وتشنیع کرتے ہیں ان کا موثر اور مکمل طور سے مدلل رد کیا جائے اس لئے آپ حضرات سے جو دینی غیرت وحمیت رکھتے ہیں ان چیزوں کی اشاعت کے سلسلہ میں ہماری حوصلہ افزائی فرماویں فجزاکم اللہ تعالی واحسن جزاکم۔

فقط والسلام

فقیر محمد عبد الکریم نعمانی

غفر اللہ لہ۔

اہلسنت والجماعت کے عقائد و نظریات کو سمجھنے کیلئے

آج ھی طلب فرمائیں

سہ ماہی

ترجمان فکر امین ملت مولانا امین صفدر اوکاڑوی

ابوالحسن معاویہ سلفی

سرگودھا

ابوالحسن معاویہ سلفی

دارالعلوم محمدیہ راشدیہ درہ دادہ شہید ڈاکخانہ خانپور، تحصیل و ضلع بھری پور

رابطہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی ، سرگودھا 0307-8156847